عمران سیریز
لارڈز
خاص نمبر
مظہر کلیم ایم اے

بلیک زیرو دانش منزل کے آپریشن روم میں اس انداز میں ٹہل رہا تھا جیسے کسی گہری الجھن میں گرفتار آدمی ٹہلتا ہے۔ وہ واقعی پریشان تھا کیونکہ سرسلطان نے عمران کے زخمی ہونے کے بعد باقی سروس کے لئے اس قدر مایوسانہ انداز میں بات کی تھی جیسے عمران کے بغیر پاکیشیا سیکرٹ سروس صرف بھیڑوں کا ریوڑ ہو۔ پہلے عمران زخمی ہوا اور ابھی دو ماہ تک اسے ڈسچارج نہیں کیا جا سکتا تھا اور اب جولیا انتہائی شدید زخمی حالت میں ہسپتال میں موجود تھی۔ گو اب وہ خطرے کے دائرے سے نکل آئی تھی لیکن نجانے کتنا عرصہ اسے مکمل طور پر صحت یاب ہونے میں لگ جائے گا۔ عمران کے بعد جولیا یہ منصب سنبھال سکتی تھی لیکن وہ بھی زخمی ہو گئی۔ صالحہ، صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کسی کو بھی لیڈر بنانے پر اس کا ذہن مطمئن نہیں ہو پا رہا تھا کیونکہ صفدر کے لئے عمران کی رہنمائی ضروری ہے۔ کیپٹن شکیل سوچتا زیادہ اور کام کم کرتا ہے۔ تنویر کا ایکشن۔

ٹریک ہی دنیا سے نرالا تھا۔ اس لئے اسے بھی عمران کی جگہ لیڈر بنا کر بھیجا نہ جا سکتا تھا۔ صدیقی اور اس کے گروپ میں سے کسی کو اس لئے نہ لیا جا سکتا تھا کہ دوسرا گروپ ان سے ذہنی طور پر سیٹ نہ تھا۔

ایک بار تو اس نے سوچا کہ وہ میک اپ کر کے خود اس مشن پر سیکرٹ سروس کو لیڈ کرے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا کہ اس طرح اچانک کسی کے آ کر لیڈ کرنے سے وہ سب مشکوک ہو جائیں گے اور کیپٹن شکیل جیسا سوچنے والا لامحالہ اس نتیجے پر پہنچ جائے گا کہ یہی ایکسٹو ہے جو عمران کی بجائے خود سیکرٹ سروس کی ٹیم کو لیڈ کر رہا ہے۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ آ کر کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... اس نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں طاہر''...... دوسری طرف سے سرسلطان کی بھاری آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ حکم سر''...... اس بار بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز اور لہجے میں جواب دیا۔

''سرداور کا فون آیا ہے۔ وہ فارمولا واپس حاصل کرنے کے لئے زور دے رہے ہیں کیونکہ اس فارمولے کی تکمیل سے پاکیشیا کی دفاعی طاقت کافی حد تک بڑھ جائے گی۔ ان کی شوگران سے ایسی مشینری ملنے کی بات ہو گئی ہے جس مشینری کے ذریعے اس

ڈبل ایس میزائل کو جلد از جلد مکمل کیا جا سکتا ہے۔ میں نے انہیں کہا کہ وہ عمران کی مکمل صحت یابی تک رک جائیں لیکن انہوں نے زور دیتے ہوئے کہا کہ یہ انتہائی فائدہ مند فارمولا ہے۔ اسے فوری واپس حاصل کریں جس پر میں نے ان سے وعدہ کر لیا ہے اور اسی لئے تمہیں فون کیا ہے''...... سرسلطان نے اپنے مخصوص انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''سرداور کی بات درست ہے۔ وہ اپنے انداز میں ملک وقوم کی خدمت کر رہے ہیں۔ اس لئے ان کی خواہش ہے کہ فارمولا جلد از جلد واپس مل جائے لیکن مسئلہ یہ ہے سرسلطان کہ عمران فوری اس مشن پر جا نہیں سکتا۔ میں گزشتہ ایک گھنٹے سے اس پر سوچ بچار کر رہا ہوں لیکن ابھی تک کسی قابل عمل نتیجے پر نہیں پہنچ سکا''۔ بلیک زیرو نے مؤدبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر یہ کیسی سروس چلا رہے ہو تم کہ ایک آدمی کسی وجہ سے ہٹ جائے تو پوری سروس مفلوج ہو کر رہ جاتی ہے''...... سرسلطان کے لہجے میں غصہ نمایاں تھا۔

''عمران صاحب کی کارکردگی ایسی ہے کہ ان کی موجودگی میں کسی اور کا چراغ جل ہی نہیں سکتا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''وہ تو ٹھیک ہے لیکن ملک وقوم کے مفاد کے لئے بہرحال کام تو ہوتا رہے گا۔ عمران کو ابھی ہسپتال میں کچھ عرصہ گزارنا ہو گا تو کیا تب تک تم سب ہاتھ باندھے بیٹھے رہو گے''...... سرسلطان کے

لہجے میں مزید غصہ ابھر آیا۔

''میں یہی تو سوچ رہا ہوں سر۔ بہرحال ٹھیک ہے میں سروس کو مشن پر بھجوا دیتا ہوں۔ آپ سرداور کو کہہ دیں کہ کام شروع کر دیا گیا ہے''...... بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے''...... سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا۔ وہ چند منٹ تک ساکت بیٹھا رہا۔ پھر اچانک اسے ایک خیال آیا۔ ایک بار عمران نے بتایا تھا کہ سلیمان ہر معاملے میں مشورہ دے کر اب باقاعدہ پیش گوئی کر دیتا ہے ایک بار تو اپنی سوچ پر بلیک زیرو کو اپنے آپ پر بے اختیار ہنسی آ گئی کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ہو کر ایک باورچی سے مشورہ لینے جا رہا ہے لیکن پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور عمران کے فلیٹ کے نمبر پریس کر دیئے۔ تھوڑی دیر بعد رسیور اٹھا لیا گیا۔

''سلیمان بول رہا ہوں''...... سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''سلیمان۔ میں طاہر بول رہا ہوں دانش منزل سے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں نے آپ کی آواز پہچان لی ہے۔ فرمایئے کیا حکم ہے''...... سلیمان نے نرم لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب تمہارے مشوروں کی بڑی تعریف کرتے رہتے ہیں۔ میں نے سوچا کہ میں بھی مستفید ہو جاؤں''...... بلیک زیرو

نے کہا۔

''صاحب تو میرے بارے میں نجانے کیا کچھ کہتے رہتے ہیں۔ آپ فرمائیں۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں''...... سلیمان نے جواب دیا تو بلیک زیرو نے مشن پر سیکرٹ سروس کو بھجوانے کی بات کر دی۔

''تو اب مسئلہ کیا ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''عمران اور جولیا کی عدم موجودگی میں سروس کا لیڈر کسے بنایا جائے جو مشن بھی مکمل کر سکے اور ساتھیوں کو بھی سنبھال سکے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ تو بڑا معمولی سا مسئلہ ہے۔ میں سمجھا تھا کہ آپ شاید مجھ سے مسئلہ فیثا غورث پوچھیں گے جو آج تک کسی سے حل نہیں ہو سکا''...... سلیمان نے جواب دیا تو بلیک زیرو اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم نے مسئلہ فیثا غورث کہاں سے سن لیا۔ میں نے تو اسے نویں دسویں کلاس میں پڑھا تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''مسجد کے مولوی صاحب ایک بار اس مسئلے کے بارے میں بتا رہے تھے تو میں نے ان سے اس کی وضاحت پوچھ لی''۔ سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اچھا اب مذاق چھوڑو اور مشورہ دو کہ کسے لیڈر بنایا جائے۔ عمران صاحب تمہارے مشوروں کے نہ صرف قائل ہیں بلکہ تعریف بھی کرتے رہتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''وہ تو واقعی کھلے دل کے مالک ہیں کہ میرے بارے میں ایسی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ آپ مشن کی تفصیل تو بتائیں''...... سلیمان نے کہا تو بلیک زیرو نے بجائے لمبی چوڑی تفصیل بتانے کے مختصر طور پر بتا دیا کہ غیر ملکی ایجنٹ کسی طرح فارمولا نکال کر لے گئے۔ اب سرداور اور سرسلطان دونوں چاہتے ہیں کہ مشن مکمل کر کے فارمولا واپس لایا جائے لیکن میں پھنسا ہوا ہوں کہ سیکرٹ سروس کو کس لیڈر کے تحت مشن پر بھیجوں جو مشن بھی مکمل کر سکے اور ٹیم کو بھی ہر طرح سے سنبھال سکے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ تم سے مشورہ کر لوں''۔ بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ کہاں اور میں کہاں''۔ سلیمان نے انکسارانہ انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''میں مذاق نہیں کر رہا۔ سنجیدگی سے بات کر رہا ہوں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ آپ بزرگوں کا قول پورا کر رہے ہیں کہ مشورہ ضرور کرنا چاہئے۔ چاہے دیوار سے ہی کیوں نہ کیا جائے''...... سلیمان نے کہا تو اس بار بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں فون بند کر رہا ہوں۔ جب تم سنجیدہ ہو جاؤ گے تو پھر فون کروں گا''...... بلیک زیرو نے جان بوجھ کر سخت لہجے میں کہا۔

''آپ مجھے لیڈر بنا دیں۔ عمران صاحب سے بھی دو ہاتھ آگے

رہوں گا''...... سلیمان نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ اب تمہاری شکایت سر عبدالرحمٰن سے کرنا پڑے گی''۔ بلیک زیرو نے زچ ہو کر اسے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

''بس یہی میری کمزوری ہے کہ میں بڑے صاحب اور بڑی بیگم صاحبہ کا دل سے احترام کرتا ہوں۔ ٹھیک ہے اب آپ میرا مشورہ غور سے سن لیں۔ آپ عمران صاحب کے شاگرد ٹائیگر کو لیڈر بنا دیں۔ وہ عمران صاحب کی کمی آسانی سے پوری کر سکتا ہے''۔ سلیمان نے کہا۔

''نہیں۔ ایسا ممکن نہیں ہے کیونکہ وہ سیکرٹ سروس میں شامل نہیں ہے''...... بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب بھی تو سیکرٹ سروس کے رکن نہیں ہیں''۔ سلیمان نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''اب تم سے تو بات چھپی ہوئی نہیں ہے۔ عمران صاحب کی اصل حقیقت کا تمہیں بھی علم ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''آپ خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہیں۔ میرٹ پر عمل کریں اور موسٹ سینئر ممبر صفدر صاحب کو لیڈر بنا دیں''...... سلیمان نے کہا۔

''میں نے بھی یہی سوچا تھا لیکن صفدر، عمران صاحب کی رہنمائی کے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اسی لئے تو میں الجھ گیا ہوں ورنہ تو صفدر کو اب تک لیڈر بنا دیا جاتا''...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ نے صفدر کو سمجھا ہی نہیں۔ وہ سپر ایجنٹ ہے۔ وہ عمران صاحب کی جگہ بخوبی لے سکتا ہے“......سلیمان نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تمہارے مشورے نے میری الجھن دور کر دی ہے۔ شکریہ“......بلیک زیرو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر اٹھ کر وہ لائبریری کی طرف بڑھ گیا۔ لائبریری میں پہنچ کر اس نے جیب سے ایک بڑے سائز کا کاغذ نکالا اور اسے اپنے سامنے میز پر رکھ کر اس نے اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ وہ معلومات تھیں جو عمران نے اپنے زخمی ہونے سے پہلے لکھ کر دی تھیں۔ عمران مشن سے متعلق تمام معلومات فوری طور پر بلیک زیرو کو بھجوایا کرتا تھا تا کہ وہ ہر معاملے سے پوری طرح باخبر رہے ورنہ کسی بھی وقت اس کے منہ سے ایسی بات نکل سکتی تھی جس پر بعد میں پچھتانا پڑے اور سروس پر اس کی گرفت ڈھیلی پڑ جائے۔ ان معلومات میں دو باتیں اہم تھیں۔

ایک تو یہ کہ فارمولا اسرائیل کی بڑی لیبارٹری کاسان پہنچا دیا گیا ہے۔ دوسرا اہم پوائنٹ ان معلومات کا یہ تھا کہ پاکیشیا سے فارمولا لے جانے اور لیبارٹری کو تباہ اور پاکیشیائی سائنسدانوں کو ہلاک کرنے کا سارا کام اسرائیل کے سپر ایجنٹ کرنل جیمز نے کیا ہے جس کا تعلق لارڈز سے ہے۔ لارڈز کا چیف رابرٹ ہے اور رابرٹ کا چیف لارڈ ہاٹ مین ہے۔ لارڈز کا ہیڈکوارٹر اسرائیل کے نواحی شہر روگر میں ہے جس کا چیف رابرٹ ہے۔ ایکریمیا میں

لارڈز کا ہیڈکوارٹر ایکریمی ریاست لوسانو میں تھا جس کا چیف لارڈ ہاٹ مین ہے۔ ایکریمی ریاست آمانو میں یہودیوں کی ایک اور تنظیم گرے ہاؤنڈز بھی تھی۔ اس کا چیف جیفرڈ تھا جو ہلاک کر دیا گیا تو اس کا چیف چارلس کو بنا دیا گیا لیکن چارلس چیف کے طور نہ چل سکا اور لارڈز نے بھی اس کی مخالفت کی تو لارڈز کے چیئرمین لارڈ ہاٹ کو سپر چیف بنا دیا گیا۔ اس رپورٹ میں یہ بھی لکھا گیا تھا کہ کاسان ایک بڑا اور آباد جزیرہ ہے جہاں کا موسم سارا سال انتہائی خوشگوار رہتا ہے اور وہاں چونکہ ایسی پابندیاں نہیں ہیں، جیسی باقی دنیا میں ہوتی ہیں۔ اس لئے تمام دنیا کے سیاح یہاں چکر ضرور لگاتے تھے اور یہ ان سیاحوں سے ملنے والی رقم تھی جس نے جزیرے کو انتہائی خوشحال بنا دیا تھا۔ اس لئے یہاں کی مقامی انتظامیہ نے کاسان کی سڑکیں، پارک اور کالونیاں بنانے پر پوری توجہ دی تھی۔ اس لئے یہ جزیرہ اپنی مثال آپ تھا آنان کی بین الاقوامی بندرگاہ جس کا نام ایلسان ہے سے کاسان جزیرہ تقریباً پچاس بحری میل کے فاصلے پر واقع تھا۔

ایلسان سے جزیرے تک آنے جانے کے لئے ہر قسم کی بحری ٹرانسپورٹ موجود تھی جس میں فیری سروس اور لانچ بھی شامل تھی۔ کاسان جزیرے پر اسلحہ لے جانا یا اپنے پاس رکھنا سخت ممنوع تھا۔ اس لئے جزیرے پر نہ صرف گھاٹ پر بلکہ عقبی طرف اور دونوں سائیڈوں پر بھی ایسے آلات نصب تھے جو اسلحے کی چیکنگ کرتے

تھے اور جس کے پاس معمولی سا بھی اسلحہ نکل آتا تھا اسے نہ صرف فوری واپس بھجوا دیا جاتا تھا بلکہ اس کی جزیرے میں آئندہ داخل ہونے پر پابندی لگا دی جاتی تھی۔ کاغذ پر یہ ساری معلومات درج تھیں البتہ ایک بات عمران نے اسے زبانی بتائی تھی کہ ٹائیگر کی اطلاع کے مطابق ایلسان میں ہارش نامی کلب ہے جس کا مالک اور جنرل مینجر کلارک ہے جو کہ اسلحے کی بین الاقوامی سمگلنگ کا ایک بڑا نام تھا وہ ٹائیگر کا کسی وجہ سے ممنون تھا۔ اس لئے ٹائیگر کے مطابق جب اسے ٹائیگر کا حوالہ دیا جائے گا تو وہ ٹیم کے لئے بے حد مفید ثابت ہوسکتا ہے۔ یہ تمام معلومات چیک کر کے بلیک زیرو کاغذ اٹھائے واپس آپریشن روم میں آ گیا اور اپنی کرسی پر بیٹھ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ سامنے میز پر وہ کاغذ موجود تھا جس پر معلومات درج تھیں۔

''یس''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ آواز اور لہجہ صفدر کا تھا۔

''ایکسٹو''...... بلیک زیرو نے مخصوص آواز اور لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ میں صفدر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے صفدر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ٹیم مشن پر بھیجی جا رہی ہے۔ تم، کیپٹن شکیل، تنویر اور صالحہ کو اپنے فلیٹ پر کال کر لو۔ میں تمہیں مشن کے سلسلے میں بریف کر دیتا ہوں جب سب آ جائیں تو تم انہیں بریف کر دینا۔ اس ٹیم کا لیڈر

عمران کے زخمی ہونے کی وجہ سے میں نے تمہیں بنا دیا ہے۔ اس لئے مشن کی تکمیل اور اپنے ساتھیوں کی حفاظت کی ذمہ داری تم پر ہو گی''...... بلیک زیرو نے مخصوص انداز میں کہا اور پھر اس نے تفصیل سے اسے مشن کے بارے میں بریف کر دیا۔

''یس سر۔ میں آپ کے اعتماد پر انشاء اللہ پورا اتروں گا''۔ صفدر نے جواب دیا تو بلیک زیرو نے بغیر کچھ کہے رسیور رکھ دیا۔

جس طرح گھپ اندھیرے میں روشنی کی لہر سی نظر آتی ہے۔ اس طرح ٹائیگر کے اندھیرے میں ڈوبے ہوئے ذہن پر بجلی کی لہر چمکی اور پھر یہ لہر پھیلتی چلی گئی۔ اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کو ہوش آنا شروع ہو گیا۔ جب اسے پوری طرح ہوش آیا تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ اس کا پورا جسم گندے پانی کے اندر ڈوبا ہوا ہے جبکہ پانی سے باہر ایک قدرے اونچا پلیٹ فارم جیسا بنا ہوا تھا جس پر ٹائیگر کا سر اور گردن ٹکی ہوئی تھی اسے اپنے جسم میں شدید درد محسوس ہونا شروع ہو گیا اور پھر یہ درد لہروں کی صورت میں پورے جسم میں گھومنے لگ گیا۔

ٹائیگر نے وہیں پڑے پڑے اس جگہ کا جائزہ لیا تو اسے محسوس ہوا کہ وہ اس وقت کسی گٹڑ میں پڑا ہوا ہے۔ اس کا گردن سے نیچے کا جسم گندے پانی کے اندر ڈوبا ہوا ہے اور سر اور گردن باہر ہیں اور پھر وہ فوراً ہی سمجھ گیا کہ یہ ایک بڑا گٹڑ ہے جس میں گندہ پانی

بہہ رہا ہے لیکن اس کی سطح اتنی بلند نہ تھی کہ وہ ٹائیگر کے جسم کو دھکیل کر کسی بڑے گٹڑ تک نہ پہنچا سکتا تھا۔ ٹائیگر کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے تمام مناظر ایک لمحے میں گھوم گئے۔ اسے یاد آ گیا تھا کہ وہ پاسٹر کے کلب میں عقبی دروازے سے داخل ہوا اور پھر اچانک اس کے آفس میں داخل ہو گیا تھا۔ پھر وہ پاسٹر کے مقابل میں کرسی پر نہ بیٹھا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ میز کے کناروں پر موجود بٹنوں کے ذریعے آفس میں نصب شدہ گنیں اور بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول مقابل کو شکار کر سکتے ہیں اس لئے ٹائیگر سامنے بیٹھنے کی بجائے سائیڈ پر موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

اس کے بعد اس نے پاسٹر سے کہا کہ جس پارٹی نے اسے ٹائیگر کے خلاف ہائر کیا ہے اس کا نام بتائے لیکن پاسٹر نے کچھ بتانے کی بجائے نجانے کہاں موجود بٹن پریس کر دیا تھا کہ ٹائیگر کو کٹک کی آواز سنائی دی اور وہ الٹ کر کرسی سمیت فرش پر جا گرا تھا اور پھر اس کا ذہن اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا تھا اور اب اسے ہوش اس گٹڑ میں آ رہا تھا۔ گٹڑ میں موجود بو اس قدر تیز تھی کہ یوں لگتا تھا جیسے پورے جسم کو اپنی طاقت سے جلا کر راکھ کر دے گی اور شاید اسی تیز بدبو نے اسے ہوش دلایا تھا۔ اس نے ہلنے جلنے کی کوشش کی تو جسم میں موجود درد کی لہریں مزید تیز ہو گئیں لیکن ٹائیگر نے ہونٹ بھینچ کر اٹھنے کی کوشش جاری رکھی اور پھر تھوڑی ہی دیر

بعد اس کا جسم پانی سے باہر آ گیا۔ اس کے پیٹ پر گولی کے جسم کے اندر جانے کا نشان زخم کی صورت میں موجود تھا لیکن اس میں سے خون نہ رس رہا تھا۔ ٹائیگر کو معلوم تھا کہ اگر گولی جسم کے اندر رہی تو اس کا زہر پورے جسم میں پھیل جائے گا لیکن دوسرے لمحے اسے خیال آیا کہ آواز کٹک کی آئی تھی اور ایسی آواز اس وقت سنائی دیتی ہے جب کسی ریز پسٹل کو استعمال کیا جائے اور اس نے ایک بار پھر اس نقطہ نظر سے اپنے پیٹ پر موجود زخم کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت تھی کہ اس نے اسے یقینی موت سے بچا لیا تھا کیونکہ زخم کا مخصوص نشان بتا رہا تھا کہ یہاں ریز فائر کی گئی ہیں کیونکہ جس انداز کا زخم تھا اس انداز کا زخم ریز کے فائر سے ہی ہو سکتا ہے۔ اس لئے جسم کے اندر زہر پھیلنے کا امکان ختم ہو گیا تھا۔

ٹائیگر چونکہ ریز پر کام کرتا رہا تھا اس لئے اسے تقریباً تمام ریزز اور ان کی خصوصیات کا بخوبی علم تھا۔ ٹائیگر اب سمجھ گیا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا تھا۔ پاسٹر نے اس پر ریز فائر کیا اور وہ بے ہوش کر نیچے گر پڑا۔ ریز کے شکار کی موت یقینی ہوتی ہے کیونکہ ایک تو ریز سے ہونے والے زخم سے خون رستا رہتا ہے جب تک کہ اس کے جسم میں موجود تمام خون ختم نہ ہو جائے۔ ریز کے جسم میں داخل ہونے اور خون کے نکلنے کی وجہ سے یہ ریز پورے جسم میں

خون کے ساتھ گردش کرتی رہتی ہیں اور ریز کا زہر پورے جسم میں پھیلتا چلا جاتا ہے اس لئے ان ریز کا شکار چار پانچ گھنٹوں کے اندر لازمی موت کا شکار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ پاسٹر نے اس پر ریز فائر کر کے اسے یہ سمجھ کر اٹھوا کر گٹر میں پھنکوا دیا تھا کہ وہیں پڑے پڑے خودبخود ہلاک ہو جائے گا لیکن جب اسے گٹر میں پھینکا تھا تو اس کا جسم گندے پانی کے اندر جا پڑا تھا اور سر اور گردن سائیڈ پر موجود تھوڑے سے اونچے پلیٹ فارم پر ٹک گیا تھا اور ٹائیگر جانتا تھا کہ ریز کے اثرات کو گندے پانی نے جذب کر لیا تھا اور پانی میں رہنے کی وجہ سے زخم سے خون کا نکلنا یا رسنا بند ہو گیا تھا۔

اس طرح نجانے وہ کتنی دیر سے یہاں پڑا ہوا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے رحمت کی اور وہ ایک بار پھر یقینی موت سے بچ نکلا تھا اور اب اسے بدبو بھی خوشبو لگنا شروع ہو گئی تھی کیونکہ بدبو نے اس کے جسم میں پھیلنے والے زہر کو صاف کر دیا تھا۔ اس کے جسم پر اس کا اپنا لباس موجود تھا۔ حتیٰ کہ جرابیں او جوتوں سمیت سب کچھ موجود تھا۔ اس نے جیکٹ کی اندرونی اور بیرونی جیبوں کو چیک کیا تو وہ خالی تھیں۔ اس لئے جان بچ جانے کی خوشی میں ٹائیگر نے ان کاغذات اور تھوڑا سا سرمایہ کو کسی خاطر میں نہ لانے کا فیصلہ کیا البتہ اس نے پاسٹر سے انتقام لینے کا دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا تھا۔ اس کی نظریں ادھر ادھر گھوم رہی تھیں۔ اسے اب یہاں سے نکلنے کا

راستہ چاہئے تھا۔ گٹر میں اندھیرا ہونے کے باوجود اس کی آنکھیں اندھیرے کی عادی ہو چکی تھیں اس لئے اسے اندھیرے کے باوجود نظر آ رہا تھا لیکن وہاں اوپر نہ کوئی دہانہ تھا اور نہ ہی اسے سیڑھی نظر آ رہی تھی۔ اس کے ذہن میں آیا کہ پانی کے تیز بہاؤ کی وجہ سے وہ اس جگہ موجود نہ ہو جہاں اسے گٹر کے اندر پھینکا گیا ہو چنانچہ اس نے اٹھ کر دیوار کا سہارا لیا اور پانی میں گھسٹتا ہوا پیچھے کی طرف چل پڑا۔ گو اسے چلنے میں خاصی تکلیف محسوس ہو رہی تھی لیکن زندگی بچانے کا جذبہ اسے بہرحال آگے بڑھا رہا تھا۔ گٹر میں پھیلی ہوئی تیز بو کا بھی وہ عادی ہو چکا تھا اس لئے وہ اسے زیادہ محسوس نہ ہو رہی تھی اور پھر بو اس کی زندگی بچانے کا موجب بنی تھی۔ تھوڑا سا آگے بڑھتے ہی اسے گٹر کا دہانہ اور سیڑھی نظر آنے لگی تو اس کی رفتار خودبخود تیز ہو گئی۔

پھر سیڑھی پر چڑھتے ہوئے اسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے اس کا پورا جسم اس کا ساتھ نہ دے رہا ہو لیکن اسے معلوم تھا کہ اگر اس نے ہمت سے کام نہ لیا تو اس کی موت یقینی ہو جائے گی اس لئے وہ دانت بھینچے سیڑھی پر چڑھتا چلا گیا۔ پھر اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر گٹر کے دہانے پر موجود ڈھکن کو ہٹانے کی کوشش شروع کر دی۔ لوہے کا بنا ہوا ڈھکن خاصا بھاری بھی تھا اور دہانے پر اس طرح فٹ تھا کہ اسے اٹھا کر سائیڈ پر رکھنا ٹائیگر کو اپنے بس میں نظر نہ آ رہا تھا لیکن اس نے ہمت نہ ہاری اور مسلسل کوشش میں لگا

رہا اور پھر آخر کار وہ اسے اٹھا کر سائیڈ میں ڈالنے میں کامیاب ہو گیا۔ ڈھکن کے ہٹتے ہی روشنی کا سیلاب گٹر کے اندر داخل ہو گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ گٹر سے باہر دن ہے رات نہیں۔ اس نے سر باہر نکال کر دیکھا تو وہ کسی چاردیواری کے اندر موجود تھا۔ یہ کسی عمارت کا عقبی حصہ تھا۔ وہ باہر آ گیا اور پھر کچھ دیر وہیں بیٹھا اپنا سانس بحال کرتا رہا۔ عقبی دیوار میں ایک دروازہ بھی نظر آ رہا تھا جو اندر سے بند تھا۔ ٹائیگر کا لباس اور جسم گندے پانی میں لتھڑا ہوا تھا اور جسم میں درد کی لہریں بھی بدستور دوڑ رہی تھیں لیکن اسے خوشی اس بات کی تھی کہ وہ زندہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ پھر وہ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا ہوا عقبی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ اس لئے اسے کھولنے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی۔

ٹائیگر نے دروازہ کھولا تو باہر عقبی سڑک تھی اور اس پر ٹریفک بھی چل رہا تھا لیکن ٹریفک کی تعداد بے حد کم تھی۔ چنانچہ وہ عقبی سڑک پر پہنچ گیا۔ اب اس کے لئے مسئلہ یہ تھا کہ وہ لباس تبدیل کرنے اور غسل کرنے کے لئے کہاں جائے کیونکہ اس حال میں تو اسے کوئی ٹیکسی ڈرائیور بھی ٹیکسی کے اندر نہ بٹھا سکتا تھا۔ وہ یہی سوچتا ہوا عقبی سڑک سے گزر کر جب مین روڈ پر آیا تو سامنے اسے پبلک پارکنگ نظر آ گئی جس میں کافی تعداد میں کاریں موجود تھیں اور پھر ٹائیگر پہچان گیا کہ وہ ریڈ سٹار کلب کی ایک سائیڈ پر موجود

ہے۔ ریڈ سٹار کلب جہاں وہ پاسٹر سے یہ معلوم کرنے گیا تھا کہ اسے اس کی موت کا ٹاسک کس نے دیا تھا اور پاسٹر نے اس پر ریز فائر کر دیا تھا اور پھر اسے مردہ سمجھ کر کلب کے عقبی کھلے حصے میں موجود گٹر میں ڈال دیا گیا تھا۔ چونکہ یہ مین روڈ بازار کی روڈ تھی۔ اس لئے یہاں یہ پارکنگ بنائی گئی تھی جہاں لوگ اپنی کاریں پارک کر سکیں۔ ایسی پارکنگ میں کاروں کی نگرانی کے لئے کوئی آدمی موجود نہ ہوتا تھا چنانچہ اس کا کام بن گیا تھا۔ گو اسے معلوم تھا کہ اس کی کار ریڈ سٹار کلب کی اندرونی پارکنگ میں موجود ہو گی لیکن موجودہ حالت میں وہ وہاں نہ جا سکتا تھا اس لئے اس نے جنرل پارکنگ سے کوئی کار اڑائی تھی اور پھر اپنے ہوٹل جا کر غسل بھی کرنا تھا اور لباس بھی تبدیل کرنا تھا۔ اس لئے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔

لوگ مڑ مڑ کر اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے لیکن وہ انہیں نظر انداز کرتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ پھر جنرل پارکنگ میں پہنچ کر اس نے وہاں موجود کاروں کے دروازے چیک کرنے شروع کر دیئے۔ اسے معلوم تھا کہ کسی نہ کسی کار کا دروازہ کھل جائے گا کیونکہ اکثر لوگ جلدی میں کار کا دروازہ پوری طرح بند نہیں کرتے اور پھر ایک کار کا دروازہ کھل گیا۔ ٹائیگر تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور اس نے دروازہ بند کر کے اگنیشن کی تاروں کو کھینچ کر ان سے دو تاروں کو علیحدہ علیحدہ اگنیشن کی پتری کے ساتھ رگڑ رگڑ کر نہ صرف

تاروں پر موجود ربڑ کو کاٹ دیا بلکہ ایک تار کو کاٹنے میں کامیاب ہو گیا اور پھر اس نے انہیں آپس میں اس طرح جوڑ دیا کہ اگنیشن خود بخود آن ہو گیا۔ پھر تاروں کو مخصوص انداز میں جھٹکا دینے سے کار سٹارٹ ہو گئی اور ٹائیگر کار سمیت پارکنگ سے نکل کر باہر سڑک پر آیا اور کار اس نے آگے بڑھا دی۔ اب اسے خطرہ تھا کہ راستے میں کوئی چیکنگ نہ ہو رہی ہو لیکن وہ بغیر کسی رکاوٹ کے اپنے ہوٹل پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے کار کو ایک سائیڈ پر چھوڑا اور خود عقبی فائر ڈور کے ذریعے بغیر کسی کی نظروں میں آئے اپنے کمرے تک پہنچ گیا۔

دروازہ لاک تھا اور اس کی جیبیں خالی کر دی گئی تھیں لیکن اسے اس کی فکر نہ تھی کیونکہ ایمرجنسی چابی اس نے دروازے کے اوپر دیوار میں موجود ایک رخنے میں رکھی ہوئی تھی۔ اس نے وہ چابی نکالی اور چند لمحوں بعد وہ دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہو گیا۔ پھر غسل کرنے اور دوسرا لباس پہننے میں اسے ڈیڑھ گھنٹہ لگ گیا۔ اس نے ایک الماری سے ایک مشین پسٹل اور اس کا میگزین نکال کر میگزین کو پسٹل میں فٹ کیا اور الماری کے نچلے خانے میں موجود ایک خفیہ خانے سے ایک پرس نکال کر اسے کھول کر دیکھا تو پرس میں بڑی مالیت کے نوٹ موجود تھے۔ اس نے پرس جیب میں ڈالا اور پھر الماری سے ہی اس نے ماسک میک اپ کا ڈبہ نکالا کیونکہ اب وہ اپنی اصل شکل میں پاسٹر کے سامنے نہ جانا چاہتا تھا۔

ماسک اپ کرنے میں اسے زیادہ دیر نہ لگی اور میک اپ کے بعد جب اس نے آئینے میں اپنے آپ کو دیکھا تو وہ یکسر بدل چکا تھا۔ اب وہ شکل وصورت سے کوئی بزنس مین لگ رہا تھا۔ باہر نکل کر اس نے کمرہ لاک کیا اور پھر ایمرجنسی چابی واپس اس کی مخصوص جگہ رکھ کر وہ پلٹا اور تھوڑی دیر بعد وہ اسی کار میں بیٹھ کر واپس ریڈ سٹار کلب جا رہا تھا۔

کرنل جیمز اپنے آفس میں بیٹھا آفس کے مختلف کاموں میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل جیمز نے رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

''یس''...... کرنل جیمز نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''پاکیشیا سے ریڈ سٹار کلب کے پاسٹر صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں''...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''پاسٹر۔ کراؤ بات''...... کرنل جیمز نے چونک کر کہا۔

''ہیلو کرنل صاحب۔ میں پاکیشیا سے پاسٹر بول رہا ہوں''۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پاسٹر کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا ہوا کام کا۔ تم نے کوئی رپورٹ ہی نہیں دی''۔ کرنل جیمز نے کہا۔

''ٹائیگر کو فنش کر دیا گیا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو

کرنل جیمز کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ ابھر آئی۔

''کیا واقعی''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''یس سر۔ میں اس لئے کنفرم ہوں کہ میں نے اپنے ہاتھوں سے اسے فنش کیا ہے''...... پاسٹر نے فاخرانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اپنے ہاتھوں سے۔ کیا مطلب۔ کیا تم بھی یہ کام کرتے ہو۔ جہاں تک میری معلومات ہیں تم نے پیشہ ور قاتلوں کا گروپ بنایا ہوا ہے''...... کرنل جیمز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ کی بات درست ہے۔ میں نے اپنے گروپ کے سب سے تجربہ کار قاتل باٹلے کو ٹائیگر کو فنشن کرنے کا ٹاسک دیا۔ باٹلے نے حملہ کیا لیکن اس کا حملہ ناکام ہو گیا۔ اس نے دور مار آٹو رائفل کے ذریعے چلتی ہوئی کار میں بیٹھے ہوئے ٹائیگر پر حملہ کیا تھا۔ گولیاں کار میں لگیں لیکن نہ ہی کار الٹی اور نہ ہی ٹائیگر کو کوئی زخم آیا۔ باٹلے بھی سامنے نہ آیا تھا۔ وہ دوسرے حملے کے لئے تیار ہو رہا تھا کہ مجھے اطلاع ملی کہ اسے ایک رہائشی پلازہ کے فلیٹ کے ایک کمرے میں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میں سمجھ گیا کہ یہ کام ٹائیگر کا ہی ہو سکتا ہے حالانکہ باٹلے اس کے سامنے نہ آیا تھا لیکن اس نے بہرحال معلومات حاصل کر لیں۔ باٹلے سے اس نے یقیناً معلوم کر لیا ہو گا کہ میں نے اسے ٹاسک دیا تھا۔ چنانچہ وہ اپنی عادت کے مطابق میرے کلب پہنچ گیا۔ اس نے مجھ تک پہنچنے کے لئے عقبی

راستہ استعمال کیا اور اچانک بغیر کسی اطلاع کے وہ میرے آفس میں داخل ہو گیا۔ میں اسے اس انداز میں آتا دیکھ کر حیران رہ گیا لیکن دراصل اس کی موت اسے یہاں کھینچ لائی تھی۔ اس لئے جیسے ہی وہ رسمی کلمات کی ادائیگی کے بعد کرسی پر بیٹھا۔ میں نے اس پر ریڈ ریز فائر کر دیں اور وہ ریڈ ریز کا شکار ہو کر کرسی سمیت فرش پر گرا اور ختم ہو گیا۔ میں نے اس کی موت کو کنفرم کیا اور پھر اپنے خاص آدمیوں کو کال کر کے اس کی لاش کو بڑے گٹڑ میں پھینکوا دیا تاکہ اس کی لاش کسی کو نہ مل سکے ورنہ اس کی لاش بہرحال دستیاب ہو جاتی تو اس کے ساتھی حرکت میں آ جاتے۔ اب کسی کو معلوم نہیں ہے کہ وہ میرے کلب میں آیا بھی تھا یا نہیں اور لاش نہ ملنے پر وہ یہی سمجھیں گے کہ وہ کہیں چلا گیا ہے۔ بہرحال وہ سو فیصد فنش ہو چکا ہے''...... پاسٹر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور یہ تفصیل سن کر کرنل جیمز کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

''گڈ۔ تمہاری کارکردگی کو ہمیشہ یاد رکھوں گا اور لارڈز کی طرف سے تمہیں اب مسلسل اور بڑے معاوضے والا کام ملتا رہے گا''۔ کرنل جیمز نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تھینک یو سر''...... پاسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... کرنل جیمز نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل کو پریس کر دیا تو اس کا رابطہ فون سیکرٹری سے ہو گیا۔

‘‘یس باس’’...... فون سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

‘‘چیف رابرٹ سے میری بات کراؤ’’...... کرنل جیمز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل جیمز نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

‘‘یس’’...... کرنل جیمز نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

‘‘چیف رابرٹ صاحب سے بات کیجئے’’...... فون سیکرٹری نے کہا۔

‘‘ہیلو سر۔ میں کرنل جیمز بول رہا ہوں’’...... کرنل جیمز نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

‘‘یس۔ رابرٹ بول رہا ہوں۔ کوئی خاص بات’’...... دوسری طرف سے چیف رابرٹ کی آواز سنائی دی۔

‘‘یس سر۔ ایک خوشخبری دینا تھی’’...... کرنل جیمز نے کہا۔

‘‘خوشخبری۔ کون سی’’...... رابرٹ نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

‘‘ہم نے پہلے عمران کو فنش کرایا تھا اور اب کا خطرناک شاگرد ٹائیگر بھی فنش ہو گیا ہے’’...... کرنل جیمز نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

‘‘اچھا۔ وہ کیسے۔ تفصیل بتاؤ’’...... رابرٹ نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل جیمز نے وہ ساری تفصیل دوہرا دی جو پاسٹر نے اسے بتائی تھی۔

‘‘گڈ۔ یہ اچھا ہوا ہے۔ یہ دونوں انتہائی خطرناک سمجھے جاتے تھے لیکن ابھی سیکرٹ سروس تو باقی ہے۔ وہ بھی انتہائی خطرناک سمجھی جاتی ہے’’...... رابرٹ نے کہا۔

‘‘یس سر۔ کہا ایسا ہی جاتا ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ اس کا اصل کردار عمران ہی تھا۔ یہ سب اس کی رہنمائی میں کام کرتے تھے۔ اب اس کے خاتمے کے بعد سیکرٹ سروس کی حالت ایسی ہو گی جیسے سانپ کے منہ سے زہر نکال دیا جائے تو وہ حقیر کیڑا رہ جاتا ہے۔ وہ لوگ اگر ہمارے پیچھے آئے تو ہم آسانی سے ان کا خاتمہ کر دیں گے’’...... کرنل جیمز نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

‘‘ٹھیک ہے۔ پھر بھی ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے اور ہاں۔ وہ فارمولا جو تم پاکیشیا سے لے آئے تھے وہ اسرائیلی لیبارٹری کاسان بھجوا دیا گیا ہے لیکن اگر ان لوگوں کو اس کا علم ہو گیا تو وہ براہ راست وہاں بھی پہنچ سکتے ہیں کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی خصوصیت یہی بتائی جاتی ہے کہ وہ سب کچھ نظر انداز کر کے پہلے اپنے ٹارگٹ کو ہٹ کرتی ہے اور ان کا اصل ٹارگٹ فارمولا ہی ہو سکتا ہے’’...... رابرٹ نے کہا۔

‘‘لیکن سر۔ کاسان لیبارٹری تو اس قدر محفوظ ہے کہ اگر انہیں معلوم بھی ہو گیا تب بھی وہاں کامیاب نہیں ہو سکتے’’...... کرنل جیمز نے کہا۔

''بظاہر تمہاری بات درست ہے لیکن اگر اس لیبارٹری کی مزید حفاظت کے لئے تم چند بااعتماد اور فعال ٹاپ ایجنٹس بھجوا دو تو مجھے اطمینان رہے گا''...... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے سر۔ میں گارڈ سیکشن کو وہاں بھجوا دیتا ہوں۔ گارڈ اور اس کا سیکشن ان کاموں میں ماہر ہیں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''اوکے۔ انہیں اچھی طرح بریف کر دینا۔ گڈ بائی''...... رابرٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل جیمز نے ایک بار پھر کریڈل دبا کر چھوڑا تو دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''یس سر''...... فون سیکرٹری نے کہا۔

''گارڈ جہاں بھی ہو اسے کہو کہ فوراً میرے آفس پہنچ جائے''۔ کرنل جیمز نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو کرنل جیمز نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد آفس کے بند دروازے پر مخصوص انداز میں دستک کی آواز سنائی دی۔

''یس کم اِن''...... کرنل جیمز نے فائل سے سر اٹھا کر اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری لیکن ورزشی جسم کا مالک لانگ کوٹ پہنے اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ بڑا اور خاصا رعب دار تھا۔

''یس باس''...... آنے والے نے اندر داخل ہو کر مؤدبانہ لہجے

میں کہا۔

''بیٹھ جاؤ گارڈ''...... کرنل جیمز نے کہا تو گارڈ میز کی دوسری طرف موجود ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''پاکیشیا کبھی گئے ہو''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''نہیں باس۔ صرف نام سنا ہوا ہے۔ ایشیا کا کوئی پسماندہ ملک ہے''...... گارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پسماندہ ملک نہیں ہے البتہ تم اسے ترقی پذیر ملک کہہ سکتے ہو بلکہ اب تو وہ تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ خصوصاً اسلحہ سازی کے میدان میں نئے سے نئے میزائل اور دیگر اسلحہ سازی پر وہ مسلسل کام کر رہے ہیں۔ ہمیں اطلاع ملی تھی کہ پاکیشیا ایک لیبارٹری میں ڈبل ایس نامی میزائل پر کام کر رہا ہے جسے مستقبل کا میزائل کہا جاتا ہے۔ ہماری حکومت نے اس میزائل کا فارمولا حاصل کرنے کا فیصلہ کیا اور یہ ڈیوٹی لارڈز کے ذمے لگائی گئی تاکہ وہاں کی سیکرٹ سروس کو یہ اطلاع نہ مل سکے کہ یہ کام اسرائیل کے صدر کی ہدایت پر ہوا ہے ورنہ وہ لوگ اسرائیل کو خاصا بڑا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے چیف کے حکم پر کارروائی کی اور میں اکیلا وہاں گیا۔ میں نے پاکیشیا کے ہمسایہ اور مخالف ملک کافرستان کی ایک ایجنسی کو استعمال کیا اور نہ صرف وہ فارمولا حاصل کر لیا بلکہ اس لیبارٹری کو بھی تباہ کر دیا۔ اب یہ فارمولا اسرائیل کی سب سے بڑی لیبارٹری جو کاسان میں ہے، پہنچا دیا گیا ہے جہاں اس پر کام ہو رہا

ہے''...... کرنل جیمز نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... گارڈ نے اس کے رکتے ہی کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس پوری دنیا میں انتہائی خطرناک سمجھی جاتی ہے لیکن جو لوگ اس سروس کو قریب سے جانتے ہیں ان کے مطابق اصل آدمی ایک جوکر اور مسخرہ سا آدمی ہے جسے عمران کہا جاتا ہے۔ وہ واقعی بھیڑ کی کھال میں چھپا ہوا بھیڑیا ہے۔ دوسرا اس کا شاگرد ہے جس کا نام ٹائیگر ہے۔ یہ ٹائیگر انڈر ورلڈ میں کام کرتا ہے۔ بہرحال یہ دونوں انتہائی خطرناک، تیز، ہوشیار اور فعال آدمی تھے۔ ہم نے ان دونوں کو فنش کرا دیا ہے۔ اس طرح ہم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا زہر نکال ہے۔ اب جو لوگ موجود ہیں یہ اتنے خطرناک نہیں ہیں جتنے یہ دونوں خطرناک تھے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''گڈ باس۔ آپ واقعی کام کرنا جانتے ہیں''...... گارڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو۔ اب اصل بات سن لو جس کے لئے تمہیں یہاں کال کیا گیا ہے''...... کرنل جیمز نے کہا تو گارڈ چونک کر سیدھا ہو گیا۔

''یس باس''...... گارڈ نے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے خلاف بھی کام کرے گی اور اپنا فارمولا واپس لے جانے کے لئے کاسان لیبارٹری پر بھی کام کرے

گی بشرطیکہ انہیں معلومات مل گئیں تو جو بظاہر تو نظر نہیں آتا مگر ان کے بارے میں مشہور یہی ہے کہ جو کچھ ان سے چھپایا جائے وہ اسے جلد تلاش کر لیتے ہیں بہرحال وہ میرے پیچھے آئے تو میں انہیں یہاں آسانی سے سنبھال لوں گا لیکن کاسان لیبارٹری کی بیرونی حفاظت ضروری ہے۔ گو اس کی سائنسی حفاظت اس انداز میں کی گئی ہے کہ وہ ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر ہے۔ چاہے وہاں پوری فوج کیوں نہ چڑھائی کر دے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''ایسی صورت میں باس۔ وہاں ہماری تعیناتی کی کیا ضرورت ہے''...... گارڈ نے کہا۔

''میرا بھی یہی خیال تھا لیکن چیف رابرٹ نے حکم دیا ہے کہ وہاں کی بیرونی حفاظت کی جائے اور ان کے حکم کی تعمیل چونکہ بہت ضروری ہے اس لئے میں نے تمہارے سیکشن کا انتخاب کیا ہے کیونکہ تم ایسے کاموں کے ماہر ہو''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''لیکن باس۔ ہم وہاں کیا کریں گے۔ لیبارٹری میں ہم جا نہیں سکیں گے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہم پہچانتے نہیں۔ کاسان کافی بڑا جزیرہ ہے۔ لیبارٹری بھی یقیناً زیر زمین اور خفیہ ہو گی''...... گارڈ نے کہا۔

''ہاں ایسا ہی ہے۔ میں نے لیبارٹری دیکھی تو نہیں لیکن اس کے بارے میں تفصیل سنی ہوئی ہے۔ سیکرٹ سروس کا گروپ یقیناً وہاں سیاحوں کے روپ میں آئے گا اور یقیناً میک اپ میں بھی ہو

گا۔ وہاں داخل ہونے کے دو طریقے ہیں بذریعہ لانچ یا بذریعہ ہوائی جہاز۔ تم نے ان دونوں ذرائع سے آنے والوں کی نگرانی کرانی ہے۔ میک اپ چیک کرنے والے کیمرے بھی تم استعمال کرو گے اور شک پڑنے پر انہیں گولیوں سے اڑا دینا۔ سپیشل کارڈز تمہیں مل جائیں گے تاکہ وہاں کی پولیس اور دیگر ادارے تمہارے ساتھ تعاون کریں اور تمہارے راستے میں رکاوٹ نہ بن سکیں''۔ کرنل جیمز نے کہا۔

''یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... گارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ کل تم نے روانہ ہو جانا ہے لیکن مجھ سے بہرحال رابطے میں رہنا''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''یس باس''...... گارڈ نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر سلام کر کے وہ مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ گارڈ کے باہر جاتے ہی کرنل جیمز نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

''یس باس۔ کاسپر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ مردانہ آواز سنائی دی۔

''میرے آفس آ جاؤ''...... کرنل جیمز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کاسپر اس کے ایک مخصوص سیکشن کا چیف تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک درمیانے قد اور ورزشی جسم کا مالک اندر داخل ہوا۔

اس نے کرنل جیمز کو سلام کیا۔

''بیٹھو''...... کرنل جیمز نے کہا تو آنے والا ایک کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

''کاسپر۔ آج کے بعد تم نے لوسانو آنے والے افراد میں سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ٹریس کرنا ہے۔ اپنے پورے سیکشن کو ایسی جگہوں پر تعینات کر دو جہاں سے بھی لوگ لوسانو میں داخل ہوتے ہیں۔ وہاں میک اپ ٹریس کرنے والے خصوصی کیمرے نصب کرا دو''...... کرنل جیمز نے کاسپر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''کتنے افراد پر مشتمل یہ گروپ ہو گا باس''...... کاسپر نے کہا۔

''کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ بہرحال تم نے انہیں ٹریس کرنا ہے۔ جب وہ ٹریس ہو جائیں تو ان پر فوری حملہ نہیں کرنا بلکہ مجھے اطلاع دینی ہے میں خود انہیں چیک کروں گا اور ضرورت پڑنے پر انہیں سپیشل پوائنٹ پر لے جا کر پوچھ گچھ بھی ہو سکتی ہے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''باس۔ ٹریس ہوتے ہی میں انہیں سپیشل پوائنٹ پر پہنچا دوں گا۔ یہ زیادہ آسان رہے گا ورنہ وہ تربیت یافتہ لوگ ہوں گے اس لئے نگرانی کو وہ چیک کر سکتے ہیں''...... کاسپر نے کہا۔

''چلو ایسا کر لو۔ بہرحال تم نے بے حد ہوشیار رہنا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ الٹا تم ان کے قابو میں آ جاؤ''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''یس سر۔ ہم ہوشیار بھی رہیں گے اور محتاط بھی''...... کاسپر نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ جاؤ اور اپنا کام شروع کرا دو''...... کرنل جیمز نے کہا تو کاسپر نے اٹھ کر سلام کیا اور واپس مڑ گیا۔

''اب اگر یہ لوگ یہاں آئے تو کاسپر سے بچ نہ سکیں گے''۔ کرنل جیمز نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک سائیڈ پر رکھی ہوئی فائل اٹھا کر سامنے رکھ لی۔

صفدر اپنے رہائشی فلیٹ کے ہال نما کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ایک فائل موجود تھی جس پر ہاتھ سے کچھ لکھا گیا تھا۔ صفدر نے ایکسٹو کے حکم پر کیپٹن شکیل، تنویر اور صالحہ کو اپنے فلیٹ میں کال کر لیا تھا اور اب وہ بیٹھا ان تینوں کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔ ایکسٹو نے انہیں بریف کر دیا تھا اور یہ بریفنگ اس نے کاغذ پر لکھ کر فائل میں کاغذ لگا دیا تھا تاکہ سب ساتھیوں کو نہ صرف بتا سکے بلکہ اس پر سیر حاصل گفتگو بھی ہو جائے۔ ویسے وہ سوچ رہا تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی تو صفدر اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا اور پھر لاکڈ دروازہ کھول دیا۔

''اوہ۔ آؤ سب''...... صفدر نے ایک سائیڈ پر ہوتے ہوئے کہا کیونکہ آنے والے تین افراد تھے۔ کیپٹن شکیل، صالحہ اور تنویر۔

''کیا تم تینوں پہلے کہیں اکٹھے ہوئے ہو جو اکٹھے آئے ہو''۔ رسمی سلام دعا کے بعد صفدر نے پوچھا۔

''بس اتفاق ہے کہ ہم تینوں کی کاریں ایک دوسرے کے پیچھے پارکنگ میں داخل ہوئیں''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر نے ریفریجریٹر سے جوس کے ڈبے نکالے ہی تھے کہ ساتھ بیٹھی صالحہ اٹھ کر آگے بڑھی اور اس نے ڈبے اٹھا اٹھا کر ساتھیوں کے سامنے رکھنے شروع کر دیئے۔ پھر صفدر نے اپنا اور صالحہ نے اپنا ڈبہ اٹھایا اور کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''چیف نے کیا احکامات دیئے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر نے چیف کی طرف سے دی ہوئی بریفنگ جو کاغذ پر لکھی ہوئی تھی پڑھ کر سنا دی۔

''پہلے تو مشن لیڈر بننے پر مبارک باد قبول کرو''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صالحہ اور تنویر نے بھی اسے مبارک باد دی۔

''آپ کے جذبات اپنی جگہ۔ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے اس مشن کو اس انداز میں کامیاب کرنا ہے کہ چیف کو اطمینان ہو جائے کہ صرف عمران یا مس جولیا ہی کامیاب نہیں ہو سکتے ہیں۔ انسان ناگزیر نہیں ہوتا بلکہ انسان فانی ہوتے ہیں اس لئے ملک و قوم کی سلامتی کے لئے کام کرنے والوں میں ہر ایک کا کامیاب ہونا ضروری ہے''......صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''چیف نے آپ پر اعتماد کیا ہے تو اس کی وجوہات بھی ہوں گی۔ ہم سب آپ کے ساتھ ہیں''...... صالحہ نے کہا اور پھر کیپٹن شکیل نے بھی ایسے ہی کلمات ادا کئے تو سب تنویر کی طرف دیکھنے

لگے جو خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

''میری طرف کیا دیکھ رہے ہو۔ میں صفدر کی دل سے عزت کرتا ہوں لیکن مجھے معلوم ہے کہ نہ عمران میری بات مانتا تھا اور نہ ہی اب صفدر مانے گا ورنہ یہ کوئی ایسا مشن نہیں ہے کہ دباؤ محسوس کیا جائے۔ زیادہ سوچنے کی بجائے زیادہ حرکت کرنا فائدہ مند ہوتا ہے''......تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ سب کا شکریہ۔ تنویر کی ایکشن تھیوری کی بھی میں قدر کرتا ہوں لیکن ہر جگہ پر اس تھیوری پر منطبق نہیں کیا جا سکتا۔ ہمیں ایکشن اور سوچ بچار دونوں کو سامنے رکھنا ہو گا''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب مشن ہے کیا۔ فارمولا واپس حاصل کرنا ہے یا لارڈز نامی تنظیم کا خاتمہ کرنا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''دونوں کام کرنے ہیں لیکن پہلے ہم نے لیبارٹری سے فارمولا واپس حاصل کرنا ہے۔ یہ ہمارا مین ٹارگٹ ہے اور عمران صاحب نے ہمیشہ ایسا ہی کیا ہے کہ وہ کسی اور چکر میں الجھے بغیر سیدھے ٹارگٹ کی طرف بڑھتے ہیں۔ باقی کام بعد میں دیکھ لیا جائے گا''...... صفدر نے کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ چیف نے بتایا ہے کہ لیبارٹری کہاں ہے''......صالحہ نے کہا

''ہاں۔ آنان کی بندرگاہ سے پچاس ناٹ دور ایک بڑا جزیرہ

ہے۔ اس کا نام کاسان ہے لیبارٹری اس کاسان جزیرے پر ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اس لیبارٹری کے لئے انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کئے گئے ہوں گے۔ ان انتظامات کے باوجود لیبارٹری سے فارمولا حاصل کرنا ہوگا۔ اس کے لئے باقاعدہ لائحہ عمل بنانا ہوگا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کسی لائحہ عمل کی ضرورت نہیں۔ بموں اور میزائلوں کی بارش برسا دو۔ سب انتظامات دھرے کے دھرے رہ جائیں گے اور ہم کامیاب واپس لوٹیں گے''...... تنویر نے اپنے مزاج کے مطابق بات کرتے ہوئے کہا۔

''اور یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کو چیک کرنے کے لئے کاسان میں لارڈز کی طرف سے خصوصی انتظامات کئے گئے ہوں گے۔ خاص طور پر میک اپ چیک کرنے والے کیمرے لازماً نصب ہوں گے۔ انتہائی ایڈوانس مشینری ہماری چیکنگ اور نگرانی کے لئے استعمال کی جا رہی ہو گی۔ اس بارے میں بھی ہمیں سوچنا ہو گا''...... صالحہ نے کہا۔

''تم لوگ جس طرح کی باتیں کر رہے ہو۔ لگتا ہے کہ ہم زندگی میں پہلی بار کسی مشن پر جا رہے ہیں۔ یہ ہو گا، یہ نہیں ہو گا۔ میں کہتا ہوں جو کچھ بھی ہے وہ سب فنش کر دو''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہمیں پہلے وہاں کسی سے معلومات حاصل کرنی چاہئیں لیکن کس سے پوچھا جائے۔ عمران صاحب تو دنیا کے ہر ملک میں کوئی نہ کوئی ایسا آدمی منتخب کر لیتے تھے لیکن ہم نے تو آج تک نہ آنان دیکھا ہے اور نہ ہی کاسان''...... صفدر نے کہا۔

''وہاں جا کر کام شروع کرتے ہیں۔ آگے بڑھنے سے راستے خودبخود بن جاتے ہیں۔ پہلے سے راستے بنانے کا کام عمران کرتا ہے۔ ہم سے نہیں ہوگا''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے ٹائیگر سے بات کی جائے۔ وہ انڈر ورلڈ میں کام کرتا ہے۔ اس کے یقیناً وہاں رابطے ہوں گے''...... صفدر نے کہا اور پھر جیب سے سیل فون نکال کر اس نے اسے آن کیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ پھر سکرین پر ٹائیگر کا نام ڈسپلے ہونا شروع ہو گیا لیکن کافی دیر تک ڈسپلے ہونے کے بعد کال ختم ہو گئی جس کا مطلب تھا کہ ٹائیگر کال اٹنڈ نہیں کر رہا۔

''ٹائیگر کو کیا ہوا۔ وہ کال ہی اٹنڈ نہیں کر رہا۔ حالانکہ اس کے سیل فون پر میرا نام ڈسپلے ہو رہا ہو گا''...... صفدر نے سیل فون آف کرتے ہوئے کہا۔

''میرا ایک رابطہ ہے۔ کہو تو بات کروں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''کس سے رابطہ ہے''...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

''ڈارک نائٹ کلب کے چیف سپر وائزر مائیکل سے جو آنان کا

رہنے والا ہے اور وہاں اس نے دس پندرہ سال آنان کی انڈر ورلڈ میں بھر پور انداز میں کام کیا ہے۔ وہ میرا دوست ہے کیونکہ میں اس سے اکثر آنان کی بات کرتا رہتا ہوں اور وہ اپنے آبائی وطن کی باتیں سن کر اور میری دلچسپی دیکھ کر میرا دوست بن گیا ہے۔ میں نے اس لئے اس سے دوستی بنا لی ہے کہ بعض باتیں اس نے ایسی بتائی ہیں جن کا نیوی میں رہتے ہوئے مجھے علم نہ تھا''...... کیپٹن شکیل نے تفصیل سے باتیں کرتے ہوئے کہا۔

''وہ آنانی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ آنان کے بارے میں غلط بتائے اور وہاں آنان میں الٹا ہماری مخبری کر دے''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ میں اس کی فطرت سمجھتا ہوں۔ اگر وہ بتانا چاہے گا تو بتائے گا ورنہ صاف انکار کر دے گا۔ دوسری بات یہ کہ وہ معاوضہ لازماً طلب کرے گا کیونکہ وہ ان گیمز کو اندر سے جانتا ہے''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کرو بات''...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل نے میز پر موجود فون سیٹ کو اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ لاؤڈر کا بٹن پریس ہوتے ہی دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز واضح طور پر سنائی دینے لگی۔

''یس انکوائری پلیز''...... انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

''ڈارک نائٹ کلب کا نمبر دیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا اور کیپٹن شکیل نے کریڈل دبایا اور اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا۔

''ڈارک نائٹ کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''چیف سپروائزر مائیکل سے بات کرا دیں۔ میں ان کا دوست کیپٹن شکیل بول رہا ہوں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ مائیکل بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کیپٹن شکیل بول رہا ہوں مائیکل۔ مجھے اور میرے دوست کو تم سے کچھ وقت چاہئے۔ آنان کے بارے میں کچھ معلومات چاہئیں۔ معاوضہ بھی دیا جائے گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کس قسم کی معلومات''...... مائیکل کے لہجے میں حیرت کا عنصر غالب تھا۔

''انڈر ورلڈ کے سلسلے میں کچھ معلومات چاہئیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ٹھیک ہے آ جائیں۔ میری ڈیوٹی نصف گھنٹے بعد ختم ہو جائے

گی۔ پھر آزاد ہوں گا اور جہاں آپ کہیں گے وہیں بیٹھ جائیں گے''...... مائیکل نے کہا۔

''اوکے''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''کون کون جائے گا''...... صالحہ نے کہا۔

''صرف میں کیپٹن شکیل کے ساتھ جاؤں گا۔ آپ دونوں یہاں تشریف رکھیں۔ واپس آ کر ان معلومات کی روشنی میں یا اگر کام کی معلومات نہ مل سکیں تب بھی عملی اقدامات کا آغاز کر دیں گے''۔ صفدر نے کہا تو تنویر اور صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ ڈارک نائٹ کلب پہنچ گئے۔ چھریرے بدن کا مائیکل ان کی آمد کا منتظر تھا۔ کیپٹن شکیل نے مائیکل اور صفدر کا باہمی تعارف کرایا۔

''آپ اگر پسند کریں تو کلب میں ایک سپیشل روم موجود ہے۔ وہاں بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ ہر لحاظ سے مکمل طور پر محفوظ ہے''۔ مائیکل نے کہا تو کیپٹن شکیل نے رضامندی ظاہر کر دی اور پھر کلب کے آخری حصے میں موجود سپیشل روم میں وہ تینوں پہنچ گئے۔ مائیکل نے دروازہ بند کر کے اسے اندر سے لاک کر دیا اور پھر سائیڈ دیوار میں نصب سوئچ پینل پر موجود چار بٹن یکے بعد دیگرے پریس کر دیئے تو دروازے کے اوپر اندرونی طرف ایک سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔

''ایسا بلب باہر بھی روشن ہو گا۔ اس لئے یہاں ہمیں کوئی

ڈسٹرب نہیں کرے گا اور نہ ہی یہاں ہونے والی بات چیت سنی یا ٹیپ کی جا سکے گی''...... مائیکل نے کہا اور کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم تو ایسے حفاظتی اقدامات کر رہے ہو جیسے کوئی خوفناک منصوبہ بندی یہاں تیار کی جانی ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''مجھے تو ایسے ہی محسوس ہوا ہے۔ بہرحال بتائیں آپ کیا چاہتے ہیں''...... مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مسٹر مائیکل۔ آنان سے پچاس ناٹ کے فاصلے پر ایک کافی بڑا جزیرہ کاسان ہے۔ کیا آپ نے دیکھا ہے اسے''...... صفدر نے کہا۔

''دیکھا، میری تو پیدائش ہی کاسان کی ہے۔ بچپن میرا وہیں گزرا ہے۔ پھر میرے ماں باپ کاسان سے ایلسان شفٹ ہو گئے۔ پھر باقی زندگی وہاں گزری۔ البتہ دس سال پہلے وہاں سے کافرستان شفٹ ہو گیا کیونکہ وہاں میرے خلاف حالات ہی ایسے بن گئے تھے کہ مجھے جان بچا کر وہاں سے آنا پڑا۔ کافرستان میں دو سال رہا۔ پھر یہاں پاکیشیا آ گیا۔ اب آٹھ سال سے یہاں کام کر رہا ہوں اور خوش ہوں کہ یہاں مجھے سکون ملا ہے''...... مائیکل نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''کاسان میں کوئی ٹپ آپ دے سکتے ہیں جو ہمیں وہاں معاوضہ لے کر رہائش گاہ مع کار دے سکے۔ بے شک کیش رقم

ضمانت کے طور پر رکھ لے۔ ویسے تو وہاں بے شمار پارٹیاں ہوں گی جو یہ بزنس کرتی ہوں گی لیکن ہمیں ایسی پارٹی چاہئے جو اس بات کو خفیہ رکھے“...... صفدر نے کہا تو مائیکل بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھر آئے تھے۔

”خفیہ رکھے۔ کیوں اور کس سے“...... مائیکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار مسکرا دیئے۔

”مسٹر مائیکل۔ ہم وہاں پکنک منانے نہیں جا رہے۔ میرا اسلحہ اور ڈرگ بزنس ہے جس کی ایک بڑی کھیپ کاسان میں ڈمپ ہے۔ اس کھیپ کو کاسان کی پارٹی وہاں سے نکالے گی۔ ہم نے وہاں صرف ان کی نگرانی کرنی ہے تاکہ ہیڈ آفس کو رپورٹ دی جا سکے۔ اس کے لئے ہمیں سپلائی کرنے والوں کی نظروں سے خفیہ رہنا ہے“...... صفدر نے بات بناتے ہوئے کہا۔

”اچھا تو یہ بات ہے۔ ہاں وہاں ایک ایسی پارٹی ہے جو آپ کی بھرپور مدد بھی کرے گی لیکن معاوضہ اپنی مرضی کا لے گی“۔ مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم آپ کو بھی معاوضہ دینا چاہتے ہیں“...... صفدر نے کہا تو مائیکل کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

”آپ مجھے دس ہزار ڈالرز دیں گے ٹپ کے لئے“...... مائیکل نے کہا۔

”سوچ لیں۔ اگر ٹپ غلط ثابت ہوئی تو جو دے سکتے ہیں وہ بہت کچھ واپس بھی لے سکتے ہیں“...... صفدر نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

”آپ فکر نہ کریں۔ سو فیصد درست ٹپ ہو گی۔ آپ کہیں تو میں یہاں بیٹھے بیٹھے آپ کی بات بھی ان سے کرا دیتا ہوں“۔ مائیکل نے کہا۔

”نہیں۔ پاکیشیا سے کال نہیں کرنی۔ حکومت اسلحہ اور ڈرگ کے خلاف کام کر رہی ہے اور پاکیشیا کا نام سامنے آتے ہی حکومت کے کارندے ہم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ ہاں وہاں جا کر اپنا تعارف کرا دیں گے“...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ کیپٹن شکیل خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”لیکن میں انہیں فون کال پاکیشیا سے ہی کروں گا“...... مائیکل نے کہا۔

”ہماری آوازیں حکومت کے پاس موجود ہیں اور سپر وائس کمپیوٹر میں فیڈ کر دی گئی ہیں۔ اس لئے ہمیں تو فوراً پہچان لیا جائے گا لیکن آپ کی آواز تو فیڈ نہیں ہو گی“...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور مائیکل کے چہرے پر اطمینان بھرے تاثرات ابھر آئے۔ صفدر نے جیب سے بھاری مالیت کے کرنسی نوٹ نکال کر انہیں گنا اور پھر ہاتھ آگے بڑھا کر مائیکل کے سامنے رکھ دیئے۔ باقی کرنسی نوٹ اس نے واپس اپنی جیب میں ڈال لئے۔ مائیکل

نے جلدی سے نوٹ اٹھائے اور پھر انہیں گنے بغیر ہی تیزی سے جیب میں رکھا جیسے اسے خطرہ ہو کہ صفدر نوٹ واپس کھینچ لے گا۔

''گن لیں''...... صفدر نے کہا۔

''کوئی ضرورت نہیں۔ مجھے آپ پر اعتماد ہے''...... مائیکل نے کہا۔

''اب آپ پارٹی کے بارے میں بتا دیں''...... صفدر نے کہا۔

''کاسان میں سلکی کلب ہے جس کا مالک اور جنرل مینجر ولیم ہے۔ ولیم میرا بہترین دوست ہے۔ آپ اس پر مکمل اعتماد کر سکتے ہیں''...... مائیکل نے کہا۔

''بس لیکج نہیں ہونی چاہئے''...... صفدر نے کہا تو مائیکل نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر سامنے میز پر پڑے فون سیٹ کا رسیور اٹھا کر اس نے دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''مائیکل بول رہا ہوں۔ آنان کے قریب ایک جزیرہ ہے کاسان۔ وہاں ایک کلب ہے سلکی کلب۔ اس کے جنرل مینجر سے میری بات کراؤ۔ کمپیوٹر سے رابطہ نمبرز معلوم کر لو''...... مائیکل نے کہا۔

''او کے۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو''...... کچھ دیر بعد وہی نسوانی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔

''یس''...... مائیکل نے کہا۔

''بات کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ پاکیشیا سے مائیکل بول رہا ہوں ولیم''...... مائیکل نے قدرے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

''ولیم بول رہا ہوں۔ کیا ہوا تمہیں کہ پاکیشیا سے کال کر رہے ہو۔ کوئی خاص بات''...... دوسری طرف سے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''میرے چند دوست کاسان پہنچ رہے ہیں۔ ان کا تعلق اسلحہ اور ڈرگ بزنس سے ہے انہیں وہاں رہائش گاہ مع کار چاہئے۔ معاوضہ تم اپنی مرضی کا لے سکتے ہو لیکن ان کا بزنس ایسا ہے کہ وہ لیکج نہیں چاہتے۔ میں نے انہیں اطمینان دلایا ہے کہ ولیم مر تو سکتا ہے لیکن لیکج نہیں کر سکتا''...... مائیکل نے کہا۔

''تم نے درست کہا ہے۔ انہیں پوری طرح تسلی کرا دو۔ وہ یہاں میرے کلب آ کر تمہارا نام لیں گے تو انہیں مجھ تک پہنچا دیا جائے گا اور ان کا کام ہو جائے گا۔ معاوضہ پیشگی ہو گا۔ کار اور کوٹھی کی سیکورٹی بھی کیش ہو گی''...... ولیم نے کہا۔

''او کے۔ تھینک یو''...... مائیکل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اور کچھ''...... مائیکل نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر مائیکل نے پہلے سوئچ پینل پر بٹن پریس کئے اور پھر دروازہ کھول دیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے اس کا ایک بار پھر شکریہ ادا کیا اور کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔

''اب یہ کام تو ہو گیا۔ اب ہمیں چلنے کی تیاری کرنی ہے تا کہ جلد از جلد مشن پر کام ہو سکے''...... صفدر نے کہا۔

''میں پوچھنے تو لگا تھا مائیکل سے کہ کاسان میں کسی لیبارٹری کا بھی علم ہے یا نہیں لیکن پھر میں اس لئے خاموش ہو گیا کہ لیبارٹری کا سن کر وہ بدک جائے گا کیونکہ ہم نے اسے اپنا بزنس اسلحہ اور ڈرگ بتایا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''فکر مت کرو۔ وہاں پہنچ کر کوئی نہ کوئی راستہ نکل آئے گا''۔ صفدر نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلایا۔

ٹائیگر نے وہ کار راستے میں ہی ایک جنرل پارکنگ میں روک کر چھوڑ دی جو وہ پاسٹر کے کلب کے نزدیک ایک پارکنگ سے اڑا لایا تھا اور اس کار پر اپنے ہوٹل گیا تھا اور وہاں سے فریش ہو کر اور لباس تبدیل کرنے کے ساتھ ساتھ نیا میک اپ کر کے وہ اپنے ہوٹل سے باہر آیا تھا لیکن اسے چونکہ اس ساری کارروائی میں کافی وقت لگ گیا تھا اس لئے اسے خطرہ تھا کہ کار کے مالک نے اگر پولیس کو کار چوری کی رپورٹ درج کرا دی تو پولیس پورے شہر میں ناکہ بندی کر لے گی اور اگر وہ کار سمیت اس ناکہ بندی پر چیک ہو گیا تو پولیس سے جان چھڑانے میں خواہ مخواہ وقت ضائع ہو گا۔ اس نے کار چھوڑی اور پھر ٹیکسی لے کر وہ ریڈ سٹار کلب کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کی اپنی کار بھی وہیں موجود تھی۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی نے اسے ریڈ سٹار کلب کے سامنے ڈراپ کر دیا۔ ٹائیگر کلب میں داخل ہوا اور بجائے کلب کے مین گیٹ کی طرف جانے کے وہ

پارکنگ میں مڑ گیا تاکہ کنفرم کر سکے کہ وہاں اس کی کار موجود بھی ہے یا نہیں اور پھر اپنی کار کو وہاں موجود دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ یہ ٹھیک تھا کہ اس کے پاس چابی نہیں تھی کیونکہ اس کی بے ہوشی کے دوران اس کی جیبیں خالی کر دی گئی تھیں لیکن یہ اس کی اپنی کار تھی جس میں خصوصی طور پر ایمرجنسی کے لئے ہر قسم کے انتظامات تھے۔ ٹائیگر نے کار کے عقبی حصے میں بنے ہوئے ایک خصوصی خانے کو کھول کر اس میں موجود چابی نکالی اور خانہ بند کر کے اس نے چابی کو جیب میں ڈالا اور مڑ کر کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ کلب میں اس وقت بہت کم لوگ تھے کیونکہ کلب لائف کو انجوائے کرنے والے لوگ رات گئے آتے ہیں۔ ایک طرف موجود کاؤنٹر پر دو لڑکیاں موجود تھیں جن میں سے ایک فون سامنے رکھے بیٹھی ہوئی تھی جبکہ دوسری لڑکی ویٹرز کو ٹوکن دینے اور آرڈر سرونگ کی تفصیل سامنے موجود رجسٹر پر درج کر رہی تھی۔

''یس سر''...... فون والی لڑکی نے ٹائیگر کے کاؤنٹر پر پہنچنے پر اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میرا نام جیکسن ہے اور میرا تعلق پامیر سے ہے اور میں ایک اہم معاملے میں جنرل مینجر پاسٹر سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ انہیں فون کر کے میرے بارے میں بتا دیں''...... ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''سر۔ چیف صاحب ابھی اپنی رہائش گاہ پر ہیں۔ وہ رات گئے کلب آئیں گے''......لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔ میں پھر رات کو آؤں گا''...... ٹائیگر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار کلب سے نکل کر ایک رہائشی کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ پاسٹر کی رہائش گاہ کہاں ہے۔ وہ پہلے ایک دو بار وہاں جا کر پاسٹر سے مل چکا تھا۔ اسے یہ بات سن کر بے حد اطمینان ہوا تھا کہ پاسٹر اپنی رہائش گاہ پر تھا کیونکہ اس نے پاسٹر سے اس بار معلومات جبراً حاصل کرنی تھیں۔ رہائشی کالونی میں داخل ہو کر اس نے کار کو ایک پبلک پارکنگ میں روکا اور اسے لاک کر کے وہ پیدل ہی اس کوٹھی کی طرف چل پڑا جہاں پاسٹر رہتا تھا لیکن وہ اس کے مین گیٹ کی طرف جانے کی بجائے سائیڈ روڈ پر چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ کوٹھی کے اختتام پر عقبی طرف ایک چھوٹی سی گلی تھی جس میں کوڑا کرکٹ کے تین بڑے بڑے ڈرم رکھے ہوئے تھے۔ دیوار پر کوئی باڑ بھی نہیں تھی۔ ٹائیگر نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ پہلے ڈرم پر چڑھا اور پھر اس نے دیوار پر چڑھ کر اندر جمپ لگا دیا۔ عمارت کی عقبی طرف باغ تھا۔ ٹائیگر تیزی سے ایک اونچی باڑ کے پیچھے ہو گیا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ دھماکے کی آواز فرنٹ کی طرف سنی گئی ہے تو سیکورٹی گارڈز بھی ادھر آ سکتے ہیں لیکن کچھ دیر تک رکنے کے بعد وہ باڑ کی اوٹ سے نکلا اور عمارت کی سائیڈ پر آ

گیا جہاں ایک راہداری تھی۔ وہ اس راہداری میں سے دبے پاؤں گزرنے کے بعد آخر میں پہنچ کر رک گیا۔ اس نے دیوار کے ساتھ چمٹ کر اپنے سر کو باہر نکالا اور فرنٹ کا جائزہ لینا شروع کر دیا لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ ٹائیگر کچھ دیر تک وہاں رکا رہا پھر آہٹ سننے کے لئے کان لگا دیئے لیکن جب کافی دیر تک کوئی آہٹ محسوس نہ ہوئی تو وہ آگے بڑھا اور پھر برآمدے میں پہنچ گیا۔ وہاں واقعی کوئی موجود نہ تھا۔ پھاٹک کے ساتھ ایک کمرہ بنا ہوا تھا جو شاید سیکورٹی گارڈ کا کمرہ تھا لیکن وہاں بھی باہر کوئی آدمی موجود نہ تھا اور نہ ہی فرنٹ پر کوئی گارڈ یا آدمی موجود تھا۔ وہ آہستگی اور احتیاط سے آگے بڑھتا رہا۔ برآمدے کے درمیان میں ایک راہداری تھی جس میں کمروں کے دروازے تھے۔ راہداری کے آخر میں سائیڈوں پر راہداریاں جا رہی تھیں جبکہ درمیان میں سیڑھیاں تھیں جو نیچے کسی تہہ خانے میں جا رہی تھیں۔ کوٹھی پر خاموشی طاری تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوٹھی غیر آباد ہو۔ اس نے ہر کمرے کو چیک کرنے کا پروگرام بنایا اور راہداری میں داخل ہو کر آگے بڑھنے لگا۔ اپنی طرف سے وہ بے حد محتاط تھا۔ راہداری کی چھت اور سائیڈوں کو بھی اس نے نظروں ہی نظروں میں اچھی طرح چیک کر لیا تھا۔ راہداری کی چھت اور سائیڈیں ہر طرح سے کلیئر تھیں اس لئے ٹائیگر اطمینان سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پہلے دروازے پر بلب موجود تھا جو اس وقت بجھا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے دروازے کے ہینڈل پر

ہاتھ رکھ کر اسے دبا کر کھولا تو چٹک کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ کھلتا چلا گیا۔ ٹائیگر نے اندر جھانک کر جائزہ لیا تو یہ کمرہ کسی سٹنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ میز پر فون سیٹ بھی موجود تھا اور دیواروں کے ساتھ الماریاں موجود تھیں جن کے پٹ بند تھے۔ ٹائیگر نے ایک نظر میں اندر کے ماحول کو چیک کیا اور پھر دروازہ بند کر دیا۔ چٹک کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ دوبارہ لاک ہو گیا۔ ٹائیگر ایک بار پھر آگے بڑھا۔ اس بار دوسری سائیڈ پر موجود دروازے کی طرف بڑھا جو بند تھا اور اوپر بلب موجود تھا جو بجھا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے اس دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا اور اسے دبا کر دھکیلا تو یہ دروازہ بھی چٹک کی آواز کے ساتھ کھل گیا۔ ٹائیگر نے اندر جھانکا تو یہ کمرہ بیڈ روم کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ سائیڈ پر واش روم تھا جس کا دروازہ بند تھا البتہ واش روم کے دروازے کے اوپر موجود شیشہ اس طرح روشن تھا جیسے کوئی آدمی اس واش روم میں موجود ہو۔ ٹائیگر محتاط انداز میں چلتا ہوا واش روم کی طرف بڑھا۔ اس نے واش روم کے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا اور پھر اسے دبا کر کھولنے کی کوشش کی کہ یکلخت دروازہ ایک زور دار جھٹکے سے اندر کو کھلا اور یہ جھٹکا اس قدر زور دار تھا کہ ٹائیگر کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ ملا اور وہ اچھل کر واش روم میں فرش پر منہ کے بل گرا اور اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے پورے جسم میں درد کی انتہائی تیز لہر دوڑتی چلی گئی۔ اس نے اٹھنے کی

کوشش کی لیکن اسی لمحے اس کے ذہن میں دوسرا دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن اس کا ساتھ چھوڑ گیا اور وہ گھپ اندھیرے میں مکمل طور پر ڈوبتا چلا گیا۔ پھر جیسے گھپ اندھیری رات میں جگنو چمکتے ہیں اس طرح اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی میں روشنی کے نقطے جلنے بجھنے لگے اور لمحہ بہ لمحہ ان کی تعداد بڑھتی چلی گئی لیکن اس کے ساتھ ہی درد کی تیز لہریں اس کے جسم میں دوڑنے لگیں جن میں آہستہ آہستہ شدت آتی چلی گئی تھی اور درد کی شدت جیسے جیسے بڑھتی چلی جا رہی تھی ویسے ہی اس کا تاریک ذہن بھی روشن ہونے لگ گیا۔ کچھ دیر بعد جب اس کا ذہن پوری طرح بیدار ہوا تو اس کے منہ سے بے اختیار کراہیں نکلنے لگیں لیکن پھر اس کے ذہن میں خیال آیا کہ کراہیں کمزوری کی نشانی ہیں تو اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے لیکن اب اس کی آنکھیں کھل گئی تھیں اور اب وہ نہ صرف واضح طور پر ماحول کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ وہ کمرے کے واش روم کی بجائے ایک تہہ خانے نما کمرے میں کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور اسے رسی کی بجائے فولادی تاروں سے کرسی کے ساتھ اس طرح باندھا گیا ہے کہ معمولی سی حرکت سے درد میں اس قدر شدت آ جاتی تھی کہ نہ چاہنے کے باوجود بے اختیار اس کے منہ سے کراہیں نکل جاتیں۔ کمرہ خالی تھا۔ وہاں ایک سائیڈ پر ایک الماری موجود تھی جس کے پٹ بند تھے۔ ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ کمرے کی چھت پر موجود دو بڑے

بلب جل رہے تھے جن کی وجہ سے کمرے میں تیز روشنی ہو رہی تھی۔ ٹائیگر کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے مناظر فلم کے مناظر کی طرح گھوم گئے۔ وہ بیڈ روم کے واش روم میں گیا تھا اور دروازہ کھلتے ہی اس کو اندر کی طرف زور دار جھٹکا لگا اور وہ منہ کے بل واش روم کے فرش پر گرا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں یکے بعد دیگرے دو دھماکے ہوئے تھے۔ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے کسی نے اس کے سر پر لٹھ مار دی ہو اور اب اسے یہاں اس حالت میں ہوش آیا تھا۔ وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ یہ سب کس طرح ہوا کیونکہ بے ہوش ہونے سے پہلے نہ اسے کوئی آدمی نظر آیا تھا اور نہ ہی کسی کی آہٹ محسوس ہوئی تھی تو پھر سر میں دھماکے اور جسم میں درد کی تیز لہریں کیسے دوڑنے لگی تھیں لیکن کوئی بات اس کے ذہن میں نہ آئی تو اس نے اس ٹاپک پر سوچنے کی بجائے موجودہ حالت سے چھٹکارے کے لئے سوچنا شروع کر دیا کیونکہ کسی بھی لمحے کوئی آ سکتا تھا۔ لیکن فولادی تاریں واقعی اس انداز میں باندھی گئی تھیں کہ معمولی سی حرکت سے درد کی اس قدر تیز لہریں جسم میں دوڑتیں جو قابل برداشت نہ تھی لیکن بہرحال اسے آزاد ہونا تھا۔ ورنہ اسے ہلاک بھی کیا جاسکتا تھا۔ اس کے دائیں ہاتھ کو جکڑی ہوئی تار کا سرا باہر کو نکلا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے اسے غور سے دیکھا تو اس کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ تیرنے لگی۔ اسے ان تاروں سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ سمجھ میں آ گیا

تھا۔ اس فولادی رسی میں چار فولادی تاریں تھیں اور اس کو موڑ کر اس کے دونوں ہاتھ کرسی کے بازوؤں سے باندھے گئے تھے اور اس کے دونوں پیروں کو بھی ایسی ہی فولادی تار سے کرسی کے پایوں کے ساتھ باندھا گیا تھا اور ان تاروں کو اس قدر کھینچ کر رکھا گیا تھا کہ جیسے تاریں اس کی کلائی کے گوشت میں دھنسی ہوئی تھیں لیکن ٹائیگر کو معلوم تھا کہ فولادی تار میں قدرتی طور پر کھچاؤ موجود ہوتا ہے جبکہ رسی میں کھچاؤ نہ ہونے کی وجہ سے صرف گانٹھ کھلنے سے ہی اس کی گرفت سے آزادی ملتی ہے جبکہ تاروں میں موجود کھچاؤ کی وجہ سے انہیں کھولا جاسکتا تھا۔ چنانچہ اس نے دائیں بازو کو مخصوص انداز میں حرکت دینا شروع کر دی۔ اس سے درد اس قدر تیز ہو گیا کہ ٹائیگر کی پیشانی پر پسینے کی بوندیں ٹپکنے لگیں۔ اس نے ایسا کرنے کا سوچ تو لیا تھا لیکن جب اس نے اس پر عمل شروع کیا تو جسم میں موجود درد کی شدت اور بڑھ گئی اور ٹائیگر کو یوں محسوس ہونے لگا کہ جیسے اس کا جسم درد کی شدت سے کسی بم کی طرح پھٹ جائے گا لیکن چونکہ یہ سب زندگی بچانے کی کوشش تھی اس لئے وہ ہونٹ بھینچے اپنی کلائی کو مخصوص انداز میں حرکت دیتا رہا۔ کچھ دیر بعد درد کی شدت میں نمایاں کمی محسوس ہونے لگی اور اس کی کلائی زیادہ آسانی سے حرکت کر رہی تھی۔ کلائی کی حرکت سے تاروں میں پڑنے والے کھنچاؤ کی وجہ سے تاریں کھلنے لگ گئی تھیں۔ گو ٹائیگر کو معلوم تھا کہ جس قدر بھی کھنچاؤ موجود ہو، تاریں

مکمل طور پر نہیں کھل سکتیں لیکن اسے معلوم تھا کہ تھوڑا سا اور کھلنے کے بعد وہ اپنی انگلیاں اور انگوٹھے کو اکٹھا کر کے اپنا ہاتھ اس کھلی جگہ سے آزاد کرانے میں کامیاب ہو جائے گا اور ایک ہاتھ آزاد ہوتے ہی وہ آسانی سے اپنی کلائیاں اور پیروں کو کھول سکتا تھا لیکن ابھی اس حالت تک پہنچنے میں کافی وقت لگ سکتا تھا۔ اس لئے وہ مسلسل کلائی کو مخصوص انداز یں گھما رہا تھا اور آہستہ آہستہ اس کی کلائی سے تاروں کا فاصلہ بڑھ رہا تھا لیکن پھر اسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو اس نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا اور ساتھ ہی اس کی کلائی نے حرکت کرنا بند کر دی۔ دوسرے لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ٹائیگر، پاسٹر کو اندر آتے دیکھ کر چونک پڑا۔ پاسٹر کے پیچھے ایک لمبے قد اور سانڈ جیسے جسم کا مالک آدمی جس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا اندر داخل ہو رہا تھا۔

’’یہ کون ہوسکتا ہے الفریڈ۔ کیا اس کی جیب سے کوئی کاغذات ملے ہیں‘‘...... پاسٹر نے ٹائیگر سے کچھ فاصلے پر موجود کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

’’جی نہیں۔ صرف کار کی چابیاں جیب میں تھیں اور یہ مشین پسٹل جو میرے ہاتھ میں ہے‘‘...... الفریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’تم کون ہو اور کیوں اندر داخل ہوئے۔ اگر سچ بتا دو گے تو معافی مل جائے گی ورنہ تمہاری لاش بھی کسی کو نہ ملے گی‘‘...... پاسٹر

نے اس بار براہ راست ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’آپ کا نام پاسٹر ہے اور آپ ریڈ سٹار کلب کے جنرل مینجر ہیں‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’ہاں۔ مگر تم تو ہمیں پہلی بار نظر آ رہے ہو۔ کیسے جانتے ہو مجھے‘‘...... پاسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’میرا نام جیکسن ہے اور میرا تعلق پامیر سے ہے۔ مجھے پامیر گروپ کے کنگ جیکب نے تمہارے پاس ایک بہت بڑی اسلحہ ڈیل کے لئے بھیجا تھا۔ میں تمہارے کلب گیا وہاں کاؤنٹر پر اپنا تعارف کرایا اور تم سے ملنے کی بات کی تو کاؤنٹر پر بیٹھی ہوئی خاتون نے بتایا کہ تم ابھی اپنی رہائش گاہ پر ہو اور رات گئے تمہاری واپسی ہو گی۔ میں نے آگے تارکی جانا ہے۔ اس لئے میں تم سے ملنے یہاں آ گیا۔ میں چونکہ تمہارے لئے اجنبی تھا اس لئے مجھے گیٹ سے ہی واپس بھجوا دیا جاتا۔ اس لئے میں عقبی طرف سے دیوار کود کر اندر داخل ہوا۔ پھر ایک کمرے میں گیا تو وہاں واش روم کی روشنی دیکھ کر میں نے اس کا دروازہ کھولا تو میرے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور میں واش روم کے فرش پر منہ کے بل جا گرا۔ پھر میرے دماغ میں دھماکے ہوئے اور اب مجھے ہوش آیا ہے تو میں اس طرح بندھا بیٹھا ہوں۔ تم یقیناً پامیر کو بھی جانتے ہو گے اور کنگ کو بھی۔ اسے فون کرو اور میرے بارے میں معلومات حاصل کر لو۔ اگر تم نے کسی غلط فہمی میں میرے ساتھ زیادتی کی تو

تمہارا اور تمہارے کلب کا نام و نشان بھی ختم کر دیا جائے گا‘‘۔ ٹائیگر نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

’’الفریڈ‘‘...... پاسٹر نے اپنے ساتھ کھڑے سانڈ جیسا جسم رکھنے والے اپنے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’یس باس‘‘...... الفریڈ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’تم اس کا خیال رکھنا۔ اگر یہ کوئی شرارت کرنے لگے تو بے شک گولیوں سے اڑا دینا۔ میں کلب سے بھی اس کے بارے میں تصدیق کر لوں اور کنگ جیکب سے بھی‘‘...... پاسٹر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

’’آپ بے فکر رہیں باس۔ الفریڈ کے سامنے یہ ایک چھوٹی سی مکھی ہے۔ ابھی تو میں نے اس کی ہڈیاں نہیں توڑیں۔ صرف اس کے سر پر ککیں لگائی ہیں ورنہ اسے باندھنے کی بھی ضرورت نہ پڑتی‘‘...... الفریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’تو تم تھے واش روم میں۔ لیکن تم سامنے تو نہیں آئے‘‘۔ ٹائیگر نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

’’میں دروازے کے پیچھے تھا اور میں نے تمہاری آہٹ سن لی تھی۔ اس لئے میں نے دروازے کو جھٹکا دے کر تمہیں فرش پر گرایا اور پھر تمہارے سر پر ککیں لگا کر تمہیں بے ہوش کر کے یہاں باندھ دیا اور پھر باس کو اس وقت اطلاع دی جب باس نیند سے

بیدار ہوئے‘‘...... الفریڈ نے اس طرح جواب دیا جیسے کسی کو رپورٹ دی جاتی ہے۔

’’خیال رکھنا۔ میں آ رہا ہوں‘‘...... پاسٹر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے دروازے کے باہر جاتے ہی الفریڈ آگے بڑھ کر اس کرسی پر بیٹھ گیا جس پر چند لمحے پہلے پاسٹر بیٹھا ہوا تھا۔

’’کیا تم مجھے ایک گلاس پانی پلا سکتے ہو‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’نہیں۔ جب تک تمہارا فیصلہ نہیں ہو جاتا۔ تمہیں کچھ نہیں دیا جا سکتا‘‘...... الفریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’ابھی جب پاسٹر فون کرے گا تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ اس وقت تمہیں جواب پر پچھتانا پڑے گا ورنہ تمہیں دس ہزار ڈالرز ویسے ہی مل سکتے ہیں‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’یہ بات ہے۔ باس نے بھی تمہاری اس بات سے انکار نہیں کیا۔ اس لئے ٹھیک ہے۔ میں لے آتا ہوں پانی‘‘...... الفریڈ نے اٹھتے ہوئے کہا لیکن پھر آگے بڑھنے کی بجائے دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

’’کیا ہوا‘‘...... ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔

’’سوری۔ میں تمہیں اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتا‘‘...... الفریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’حیرت ہے۔ فولادی تاریں باندھنے کے باوجود ڈر رہے ہو‘‘۔

ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو الفریڈ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ پڑ گیا تھا۔

’’میں تم سے ڈروں گا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آج تک خوف الفریڈ کے قریب سے بھی نہیں گزرا۔ میں تو اصول کی بات کر رہا تھا‘‘...... الفریڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’ایسا ہی ہوتا ہے۔ کبھی خوف کو اصول کے پردے میں چھپایا جاتا ہے اور کبھی قانون کے پردے میں‘‘...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ میں لے آتا ہوں پانی۔ لیکن یہ سن لو کہ اگر تم نے کوئی گڑبڑ کرنے کی کوشش کی تو تمہارے جسم کی تمام ہڈیاں توڑ دی جائیں گی‘‘...... ٹائیگر کی توقع کے مطابق الفریڈ نے شدید غصیلے لہجے میں کہا۔

’’مجھے کیا ضرورت ہے گڑبڑ کرنے کی۔ ابھی دیکھنا پاسٹر واپس آ کر کیا کرتا ہے۔ وہ مجھ سے معافی مانگے گا۔ تم نہیں جانتے کنگ جیکب گروپ کو لیکن پاسٹر جانتا ہے‘‘...... ٹائیگر نے کہا تو الفریڈ مڑ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر نے ہاتھ کو اس انداز میں اکٹھا کیا جس انداز میں چوڑیاں پہنانے اور اتارنے کے لئے ہاتھ کو اکٹھا کیا جاتا ہے اور پھر چند لمحوں کی کوشش کے بعد اس کا دایاں ہاتھ فولادی تاروں کی گرفت سے باہر آ گیا۔ گو اس کی جلد چھل گئی تھی لیکن اس آزادی میں اس کی بقا کا انحصار تھا کیونکہ

اسے معلوم تھا کہ کنگ جیکب نے جیکسن کے بارے میں انکار کر دینا ہے۔ وہ ٹائیگر کو تو اچھی طرح جانتا تھا لیکن ظاہر ہے اسے یہ تو معلوم نہیں ہے کہ جیکسن اصل میں ٹائیگر ہے۔ اس لئے ٹائیگر جلد از جلد اپنے آپ کو آزاد کرانا چاہتا تھا۔ دایاں ہاتھ آزاد ہوتے ہی ٹائیگر نے بائیں ہاتھ کے گرد موجود فولادی تاروں کی گانٹھ کو ایک جھٹکا دے کر کھول دیا اور پھر وہ اپنے پیروں پر جھک گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ تیزی سے حرکت کر رہے تھے اور چند لمحوں بعد ہی وہ اپنے دونوں پیروں کو بھی فولادی تاروں کی گرفت سے آزاد کرا چکا تھا لیکن پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا، اسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو وہ ساکت ہو گیا۔ دروازہ کھلتے ہی الفریڈ اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں پانی کی بھری ہوئی ایک بوتل تھی۔

''پوری بوتل لے آیا ہوں۔ جتنا چاہے پی لو۔ ویسے بھی بکری کو ذبح کرنے سے پہلے پانی پلایا جاتا ہے''...... الفریڈ نے طنز کرتے ہوئے کہا۔

''کبھی کبھی قصائی کو بھی پانی پینا پڑ جاتا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو الفریڈ ہنس پڑا۔ اب وہ ٹائیگر کے قریب پہنچ چکا تھا کہ اس کی نظریں فولادی تاروں پر پڑیں تو وہ بے اختیار اچھلا ہی تھا کہ ٹائیگر کسی کھلے ہوئے سپرنگ کی طرح کرسی سے اچھلا اور دوسرے لمحے الفریڈ چیختا ہوا پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ ٹائیگر نے اس کے سینے پر اپنے سر سے زوردار ضرب لگائی تھی۔ الفریڈ کے

ہاتھ سے پانی کی بوتل نکل کر دور جا گری تھی لیکن نیچے گرتے ہی الفریڈ بجلی کی سی تیزی سے کسی لپٹتے ہوئے قالین کی طرح سائیڈ پر ہو گیا اور ٹائیگر جس نے اس کے نیچے گرتے ہی اچھل کر اسے کک مارنے کی کوشش کی تھی ایسا کرنے میں ناکام ہو گیا اور کوشش کے باوجود اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا اور پہلو کے بل نیچے فرش پر جا گرا۔ اسی لمحے الفریڈ ایک بار پھر اس طرح ٹائیگر کی طرف بڑھا جیسے لپٹا ہوا قالین رول کی صورت میں کھولا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کا بھرپور مکا گر کر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے ٹائیگر کے سینے میں پڑا تو ایک لمحے کے لئے ٹائیگر کا سانس رک گیا اور اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا سا پھیلتا چلا گیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ الفریڈ دوسرا مکا مارتا، ٹائیگر کی دونوں ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے گھومیں اور دوبارہ مکا مارنے کی کوشش کرتے ہوئے الفریڈ کے پہلو پر اس قدر زوردار ضرب لگی کہ سانڈ جیسا مضبوط جسم رکھنے کے باوجود الفریڈ کے منہ سے چیخ نکلی اور اس کا جسم اس طرح تڑنے مڑنے لگا جیسے سانپ اپنے جسم کو لپیٹتا اور کھولتا ہے۔ ٹائیگر ضرب لگانے کے بعد اچھل کر کھڑا ہوا لیکن لڑکھڑا کر چند قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا جبکہ اس موقع کو الفریڈ نے غنیمت سمجھا اور اس کا جسم تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے وہ نہ صرف اٹھ کر کھڑا ہو گیا بلکہ تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس طرح ٹائیگر اور الفریڈ دونوں اب نہ صرف اٹھ کر کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے بلکہ ایک

دوسرے کے مدمقابل بھی تھے۔

''تم نے مجھے دھوکہ دیا۔ اب تم بھگتو''...... الفریڈ نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ شاید وہ جیب سے مشین پسٹل نکالنا چاہتا تھا لیکن دوسرے لمحے ٹائیگر کی لات حرکت میں آئی اور اس کے سامنے پڑی کرسی اس کی لات کی حرکت سے اچھل کر عقب میں کھڑے ہوئے الفریڈ کی طرف بڑھی لیکن الفریڈ نے ہاتھ مار کر کرسی کو سائیڈ دیوار پر دے مارا لیکن شاید ٹائیگر کو بھی وقفہ چاہئے تھا۔ چنانچہ اس نے اس وقفے سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور اس کا جسم اڑتے ہوئے سانپ کی طرح فضا میں ایک لمحے کے لئے نظر آیا اور پلک جھپکنے کے عرصے میں الفریڈ تک پہنچ گیا۔ کرسی پر ہاتھ مار کر کرسی کو سائیڈ دیوار پر مارتے ہوئے الفریڈ کا چہرہ قدرتی طور پر اسی طرف مڑا اور وہ ادھر ہی متوجہ ہو گیا تھا۔ اس لئے جب تک وہ واپس ٹائیگر کی طرف متوجہ ہوتا، ٹائیگر کا سر ایک بار پھر بھرپور قوت سے الفریڈ کے سینے سے ٹکرایا اور ٹائیگر کا جسم الفریڈ کو پوری قوت سے دھکیلتے ہوئے لے گیا اور الفریڈ سنبھل ہی نہ سکا اور اچھل کر پشت کے بل ایک دھماکے سے فرش پر گرا ہی تھا کہ ٹائیگر تیزی سے گھوما اور اس کی ٹانگ پوری قوت سے نیچے گرتے ہوئے الفریڈ کی گردن پر پڑی اور پھر ٹائیگر نے اس ٹانگ پر اپنے پورے جسم کا وزن ڈال دیا اور الفریڈ جو مضبوط جسم کا مالک تھا اس طرح پھڑکنے لگا جیسے ذبح ہوتی ہوئی بکری پھڑکتی ہے۔

ٹائیگر نے ایک بار پھر اپنے جسم کو اس انداز میں گھمایا کہ الفریڈ کی شہ رگ اگرچہ مکمل طور پر کچلی نہ گئی تھی لیکن اس قدر دباؤ کی وجہ سے اس کا سانس بہرحال رک گیا تھا۔ ٹائیگر نے اس کے جسم کو زوردار جھٹکا کھا کر یکلخت ڈھیلے پڑتے دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ الفریڈ بے ہوش ہو گیا ہے۔ اس نے پیر اس کی گردن سے ہٹایا اور جھک کر اس کی جیب سے آدھا باہر نکلا ہوا مشین پسٹل کھینچ لیا۔ اسی لمحے دروازے کی طرف سے کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنائی دی تو وہ بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا لیکن اس نے ایسا کرتے ہوئے پورے پیر زمین پر نہ رکھے تھے بلکہ پنجوں کے بل دوڑتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا تھا تاکہ اس کی طرف سے کوئی آواز باہر نہ جا سکے اور عین اسی لمحے جس لمحے وہ وہاں پہنچا، دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ٹائیگر بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کھلتے ہوئے دروازے سے ٹکرانے سے بچا سکا۔ وہ تیزی سے سائیڈ پر ہوا تھا۔

''ارے یہ کیا''...... اندر داخل ہوتے ہوئے پاسٹر کے منہ سے نکلا ہی تھا کہ ٹائیگر نے اچھل کر اس کی گردن پر ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے پاسٹر چیختا ہوا فضا میں اڑا اور پھر گھوم کر ایک دھماکے سے نیچے فرش پر گرا۔ اس کا جسم ایک لمحے کے لئے تڑپا۔ پھر وہ یکلخت ساکت ہو گیا تو ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا اس نے ایک ہاتھ پاسٹر کے سر پر رکھا اور دوسرا ہاتھ اس کے کاندھے پر رکھ کر اس نے دونوں ہاتھوں کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو پاسٹر کا جسم

ایک لمحے کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہوگیا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کا زرد ہوتا ہوا چہرہ تیزی سے نارمل ہونے لگ گیا۔ اس کی گردن میں گھما کر پھینکنے سے جو بل آ گیا تھا وہ بل نکال دیا گیا تھا۔ اس لئے اس کا رکا ہوا سانس بحال ہوگیا تھا۔ ٹائیگر نے اسے اٹھایا اور لا کر کرسی پر ڈال دیا جس پر اسے بٹھا کر فولادی تاروں سے باندھا گیا تھا۔ فولادی تاریں ابھی تک اس کرسی کے ساتھ لٹکی ہوئی تھیں۔ اس نے ان تاروں کی مدد سے پاسٹر کو اس کرسی سے باندھ دیا اور پھر مشین پسٹل جیب سے نکال کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کے قریب پہنچ کر اسے ایک خیال آیا تو وہ تیزی سے مڑا اور واپس فرش پر بے ہوش پڑے الفریڈ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جھک کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھا تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ الفریڈ کے دل کی دھڑکن بتا رہی تھی کہ اسے جلد ہوش نہیں آئے گا اور ٹائیگر اس وقت فائر نہ کھولنا چاہتا تھا جب تک وہ باہر موجود افراد کو چیک نہ کر لے۔ اطمینان کر لینے کے بعد وہ مڑا اور ایک بار پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر پوری کوٹھی گھومنے کے بعد جب وہ واپس اسی تہہ خانے نما کمرے میں آیا تو کوٹھی میں موجود ایک سیکورٹی گارڈ جو پھاٹک کے ساتھ بنے ہوئے کمرے میں موجود تھا اور دو ملازم افراد جو ایک کمرے میں بیٹھے چائے پینے میں مصروف تھے کو بے ہوش کر آیا تھا۔ اس نے انہیں اس انداز میں بے ہوش کیا تھا کہ وہ افراد

دو تین گھنٹوں سے پہلے خود بخود ہوش میں نہ آ سکیں۔ وہ چاہتا تو ان سب کی گردنیں توڑ کر انہیں ہلاک بھی کر سکتا تھا لیکن اس نے ایسا اس لئے نہ کیا کہ وہ غریب ملازم تھے۔ واپس تہہ خانے میں پہنچ کر اس نے مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور آگے بڑھ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے پاسٹر کا منہ اور ناک بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب پاسٹر کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو ٹائیگر نے ہاتھ ہٹائے اور فرش پر گری ہوئی کرسی اٹھا کر اس نے سیدھی کی اور اس پر بیٹھ گیا لیکن پھر اسے خیال آیا تو وہ تیزی سے اٹھا اور واپس مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے خیال آیا تھا کہ وہ ایک آفس نما کمرے میں موجود کارڈلیس فون سیٹ اٹھا کر نہیں لایا۔ اگر یہاں سے کال اٹنڈ نہ کی گئی تو کوئی بھی یہاں مداخلت کر سکتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھوں میں کارڈلیس فون سیٹ موجود تھا۔ اس نے فون سائیڈ میز پر رکھا اور ایک بار پھر کرسی پر بیٹھ گیا۔ پاسٹر کی آنکھوں کی مخصوص حرکت بتا رہی تھی کہ وہ کسی بھی لمحے ہوش میں آنے والا ہے۔ اس نے مشین پسٹل جیب سے نکال کر اپنے گھٹنوں پر رکھ لیا۔ پھر چند لمحوں بعد ہی پاسٹر نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔

”تم۔ تم جیکسن۔ تم نے یہ کیا کر دیا۔ الفریڈ کو ہلاک کر دیا۔ اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ تو دس افراد پر بھی بھاری رہتا تھا“۔

پاسٹر نے ہوش میں آتے ہی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’ابھی ہلاک نہیں ہوا۔ بے ہوش پڑا ہے۔ وہ اچھا فائٹر ضرور ہے لیکن صرف وہی اکیلا اچھا فائٹر نہیں ہے۔ دوسرے بھی ہو سکتے ہیں۔ بہرحال تم ابھی جس پوزیشن میں ہو، اس کے دو نتیجے نکل سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ تمہیں آزاد کر دیا جائے اور دوسرا یہ کہ تمہیں ہلاک کر دیا جائے۔ اس کمرے سے باہر تمہاری کوٹھی میں موجود سیکورٹی گارڈ اور دو ملازموں کو ہلاک کر دیا گیا ہے‘‘...... ٹائیگر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

’’تم ہو کون۔ کنگ جیکب تو ایکریمیا گیا ہوا ہے۔ اس سے رابطہ کرنے میں مجھے دیر لگ گئی۔ اس نے تو تمہیں اوکے نہیں کیا‘‘...... پاسٹر نے کہا۔

’’میرا نام ٹائیگر ہے۔ وہی ٹائیگر جسے تم نے ریڈ ریز فائر کر کے اپنے کلب کی مین گٹر لائن میں پھینکوا دیا تھا۔ تمہارے خیال کے مطابق ریڈ ریز کا شکار کسی صورت بچ ہی نہیں سکتا لیکن تمہیں معلوم ہی نہیں ہے کہ مارنے والے سے بچانے والا زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو چونکہ میری زندگی مقصود تھی اس لئے تم نے جلدی کی اور میرے جسم کو گٹر میں پھینکوا دیا۔ تمہیں جلدی اس لئے ہو گئی کہ میرا کوئی ساتھی نہ آ جائے لیکن میرا جسم پانی میں ڈوبا رہا اور میرا سر اور گردن اونچی جگہ پر رہی۔ اس طرح میں پانی میں ڈوب کر بھی نہیں مرا اور پانی میں رہنے کی وجہ سے زخم سے خون

بھی باہر نہ آ سکا اور گٹر کی تیز بو نے ریڈ ریز کا سارا زہر چوس لیا۔ تمہیں شاید معلوم نہیں کہ تیز بدبو زہر کو جذب کر لیتی ہے۔ چنانچہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے زندہ بچ گیا اور گٹر کے دہانے سے باہر آ گیا۔ پھر میں اپنی رہائشی گاہ پر گیا۔ غسل کر کے لباس تبدیل کیا اور پھر میک اپ کر کے تمہارے کلب گیا۔ وہاں سے یہاں آیا‘‘...... ٹائیگر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ماسک میک اپ اتار کر میز پر رکھ دیا۔

’’اوہ۔ اوہ۔ تو تم ریڈ ریز کے فائر کے باوجود زندہ بچ گئے لیکن آج تک تو ایسا کبھی نہیں ہوا۔ میں نے بے شمار لوگوں کو اس طرح ریڈ ریز کا شکار بنا کر گٹر میں پھینکوا دیا تھا اور آج تک کوئی زندہ نہیں رہا۔ تم جادوگر ہو‘‘...... پاسٹر کی حیرت عروج پر تھی۔ وہ اس طرح ٹائیگر کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

’’میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ بچانے والا جب بچانے پر آ جائے تو ناممکن بھی ممکن ہو جاتا ہے۔ بہرحال یہ سب کچھ میں نے تمہیں اس لئے بتایا ہے کہ تمہاری حیرت دور ہو کہ تم نے میرے قتل کے لئے پیشہ ور قاتل کو ٹاسک دیا اور پھر اپنے آفس میں مجھ پر ریڈ ریز فائر کر کے مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کی۔ اس لحاظ سے تو تمہیں معاف بھی کر سکتا ہوں اگر تم سچ سچ بتا دو کہ تمہیں میری ہلاکت کا ٹاسک کس نے دیا ہے اور پھر یہ سن لو کہ تم نے اپنی بات کنفرم بھی کرانی ہے اور میں صرف دس تک گنوں گا۔ اگر تم نے بتا

دیا تو ٹھیک ہے ورنہ میں تمہیں اور الفریڈ کو ہلاک کر کے یہاں سے نکل جاؤں گا۔ میرے پاس اور ذرائع بھی ہیں جن سے میں معلومات حاصل کر لوں گا''...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گنتی کا آغاز کر دیا۔

''رک جاؤ۔ میں بتا دیتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نے پھر بھی مجھے زندہ نہیں چھوڑنا لیکن اب میں مزید کیا کر سکتا ہوں۔ موجودہ حالات میں تم نے مجھے پھنسا کر بالکل ہی بے بس کر دیا ہے۔ یہ کام میں نے لارڈز کے سپر ایجنٹ کرنل جیمز کے کہنے پر کیا ہے۔ پہلے عمران پر بھی حملہ اسی کے کہنے پر ہوا تھا۔ پھر تم پر حملہ بھی اسی نے کرایا ہے''...... پاسٹر نے کہا۔

''کیوں۔ اس کی وجہ''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کرنل جیمز کافرستانی ایجنٹوں کو ساتھ شامل کر کے پاکیشیا سے میزائل فارمولا لے گیا اور لیبارٹری تباہ کر دی گئی۔ انہیں یقین تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ان کے پیچھے آئے گی اس لئے عمران کو ٹارگٹ کیا گیا۔ پھر تم نے کافرستانی ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیا تو انہوں نے تمہیں اور تمہارے ساتھ ایک سوئس نژاد عورت کو ٹارگٹ بنا لیا۔ پھر تم پر حملے کئے گئے لیکن تم پھر بھی بچ گئے حالانکہ میں نے فون پر کرنل جیمز کو اطلاع دے دی ہے کہ تم میرے ہاتھوں ہلاک ہو چکے ہو۔ اس وقت میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ ریڈ ریز کے فائر کے باوجود تم زندہ رہ جاؤ گے''...... پاسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کہاں ہے لارڈز کا ہیڈ کوارٹر''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''ایکریمی ریاست لوسانو میں''...... پاسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تم نے چونکہ سچ بولا اور مجھے پہلے سے اس بارے میں معلومات تھیں لیکن تمہارے منہ سے سن کر اسے کنفرم کرنا چاہتا تھا مگر تمہیں زندہ چھوڑ کر نہیں جا سکتا کیونکہ تمہارے آدمیوں نے باس عمران اور مس جولیا اور پھر مجھ پر حملہ کیا ہے۔ اس لئے تمہاری کم از کم سزا موت ہے''...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کا رخ کرسی پر بیٹھے پاسٹر کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ کمرہ فائر کی آواز اور پاسٹر کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ وہ چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر پاسٹر کو تاروں کی بندش سے آزاد کر دیا۔ وہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے مشین پسٹل کا رخ فرش پر بے ہوش پڑے الفریڈ کی طرف کیا اور بار بار کمرے فائرنگ کی آواز سے گونج اٹھا۔

کرنل جیمز اپنے آفس میں بیٹھا ایک کتاب پڑھ رہا تھا کیونکہ وہ اپنا کام مکمل کر چکا تھا اور اب کچھ دیر بعد اٹھ کر وہ اپنے مخصوص کلب جانا چاہتا تھا لیکن وہاں کلب میں ابھی رونق کم تھی۔ اس لئے اس نے کتاب اٹھا لی تاکہ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ یہیں گزار لیا جائے ورنہ اسے شدید بوریت ہو گی۔ وہ کتاب پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل جیمز نے چونک کر پہلے فون کی طرف اس طرح دیکھا جیسے تسلی کر لینا چاہتا ہوں کہ گھنٹی اس فون کی ہے یا کہیں اور سے آواز آ رہی ہے۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل جیمز نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''کافرستان سے آکاش سنگھ کی کال ہے''...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''آکاش سنگھ کی۔ کراؤ بات''...... کرنل جیمز نے چونک کر کہا۔

آکاش سنگھ کافرستان میں ایک کلب کا مالک تھا اور کافرستان میں اس کا بے حد اثر و رسوخ تھا۔ اس لئے اسے کافرستان میں لارڈز کا باقاعدہ ایجنٹ بنا دیا گیا تھا تاکہ اگر لارڈز کو کسی مشن کے سلسلے میں کافرستان میں کام پڑ جائے تو آکاش سنگھ کے ذریعے وہ کام کرا لیا جائے لیکن چونکہ اس وقت کافرستان میں لارڈز کا کوئی مشن موجود نہ تھا اس لئے آکاش سنگھ کی طرف سے کال کا سن کر وہ چونک پڑا تھا۔

''ہیلو۔ آکاش سنگھ بول رہا ہوں کافرستان سے''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی البتہ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''کرنل جیمز بول رہا ہوں۔ کوئی خاص بات''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''پاکیشیا میں آپ کا ایجنٹ پاسٹر ہی تھا نا''...... دوسری طرف سے آکاش سنگھ نے کہا تو کرنل جیمز بے اختیار چونک پڑا۔

''کیوں۔ کیا ہوا ہے۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''اسے اس کی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میرا بھی وہ بہت گہرا دوست تھا اور پاکیشیا میں میرے تمام کام وہی کرتا تھا۔ میں نے ایک کام کے سلسلے میں جب اسے فون کیا تو پتہ چلا کہ اسے اپنی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا گیا ہے جس پر مجھے خیال آیا کہ اس نے مجھے بتایا تھا کہ آج کل وہ آپ کے دیئے ہوئے ٹاسک

میں مصروف ہے اور پاکیشیا کی انڈر ورلڈ میں کام کرنے والے خطرناک آدمی ٹائیگر کی فنشنگ کر رہا ہے۔ چنانچہ میں نے آپ کو اس لئے فون کیا ہے تاکہ اگر پاکیشیا میں کوئی کام ہو تو وہاں پاسٹر سے بھی زیادہ تیز کام کرنے والا ایک اور بااعتماد آدمی موجود ہے۔ اس بارے میں آپ کو بتا دوں''...... آکاش سنگھ نے کہا۔

''وہ کام جو اس کے ذمے لگایا تھا وہ اس نے پہلے ہی مکمل کر دیا تھا۔ اب اگر کبھی مزید کام ہوا تو پھر تم سے بات کی جائے گی لیکن پاسٹر کو ہلاک کس نے کیا ہے۔ کیا یہ معلوم ہو سکا ہے''۔ کرنل جیمز نے کہا۔

''یہ تو معلوم نہیں ہو سکا۔ بس مجھے یہی رپورٹ ملی ہے کہ اسے اس کی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا گیا ہے''...... آکاش سنگھ نے کہا۔

''اوکے۔ تھینک یو فار انفارمیشن''...... کرنل جیمز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پاسٹر سے اس کی اکثر ملاقات کسی نہ کسی جگہ ہوتی رہتی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ پاکیشیا میں پاسٹر کافی خطرناک آدمی سمجھا جاتا تھا۔ اس کے تصور میں بھی نہ آ سکتا تھا کہ اسے اس طرح اس کی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا جائے گا۔ اچانک اسے خیال آیا کہ وہ معلوم کرے کہ کیا پاسٹر کی ہلاکت میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا تو دخل نہیں ہے۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی آواز

سنائی دی۔

''پاکیشیا میں ریڈ سٹار کلب کے جنرل مینجر پاسٹر سے میری بات کراؤ اور اگر وہ موجود نہ ہو تو اس کے کسی اسسٹنٹ سے بات کراؤ''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل جیمز نے رسیور رکھ دیا۔ اس نے جان بوجھ کر پاسٹر کا نام لیا تھا کیونکہ ایک خدشہ اس کے ذہن میں یہ بھی تھا کہ کہیں آکاش نے پاکیشیا میں اپنے کسی دوست کو کام دلوانے کے لئے یہ خبر نہ سنائی ہو۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل جیمز نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''باس۔ پاسٹر ہلاک ہو چکا ہے۔ اس کے اسسٹنٹ سے بات کریں''...... فون سیکرٹری نے کہا۔

''ہیلو سر۔ میں پاسٹر کا اسسٹنٹ انتھونی بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''پاسٹر کو کیا ہوا ہے۔ کس نے ہلاک کیا ہے اسے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''سر۔ اسے ہلاک کرنے والا انڈر ورلڈ میں کام کرنے والا خطرناک آدمی ٹائیگر ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل جیمز بے اختیار اچھل پڑا۔

''لیکن مجھے تو پاسٹر نے خود رپورٹ دی تھی کہ اس نے ٹائیگر کو

ریڈ ریز فائر کر کے ہلاک کر دیا ہے اور اس کی لاش گٹر میں پھنکوا دی ہے۔ پھر یہ ٹائیگر کہاں سے زندہ ہو کر آ گیا اور پاسٹر کو بھی اس نے ہلاک کر دیا''...... کرنل جیمز نے قدرے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہ بات درست ہے کہ ٹائیگر پر انہوں نے اپنے آفس میں ریڈ ریز فائر کی اور پھر ہمیں حکم دیا کہ اس کی لاش کلب کے نیچے سے گزرنے والے گٹر میں ڈال دی جائے چنانچہ ان کے حکم کی تعمیل کر دی گئی۔ آج جب باس پاسٹر مقررہ وقت سے بھی کافی دیر تک کلب نہ آئے تو میں نے ان کی رہائش گاہ پر فون کیا لیکن فون کسی نے اٹنڈ نہ کیا تو پھر میں خود وہاں گیا۔ کیونکہ باس پاسٹر میرے علاوہ اور کسی کا رہائش گاہ پر آنا پسند نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ میں وہاں گیا تو پھاٹک اندر سے بند تھا۔ میں نے عقبی طرف موجود خفیہ دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ وہاں تمام ملازمین بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ تہہ خانے میں کوٹھی کے سپر وائزر الفریڈ کی لاش فرش پر پڑی ہوئی تھی جبکہ باس پاسٹر کی لاش کرسی پر بندھی ہوئی تھی۔ پاسٹر نے اس تہہ خانے میں خفیہ کیمرے اور آوازیں ریکارڈ کرنے کا سسٹم لگوایا ہوا تھا تاکہ یہاں لانے والوں کی فلمیں بھی بن جائیں اور آوازیں بھی ریکارڈ ہو جائیں جو بعد میں کام آتی تھیں۔ یہ سسٹم میں نے ہی نصب کرایا تھا۔ چنانچہ میں نے اس سسٹم کو چیک کیا تو وہاں فلم بھی موجود تھی اور ریکارڈنگ بھی۔ اس

فلم اور ریکارڈنگ سے معلوم ہوا کہ ٹائیگر کو جب گٹر میں ڈالا گیا تو وہ زندہ تھا اور گٹر کا پانی اس کے جسم کے اوپر سے گزرتا رہا اور گٹر میں موجود تیز بو نے اس کے جسم میں موجود زہر کو جذب کر لیا اور وہ زندہ سلامت گٹر سے باہر آ گیا۔ اس کے بعد اس نے ماسک میک اپ کیا اور رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ وہاں الفریڈ سے اس کی لڑائی ہوئی اور الفریڈ کو بے ہوش کر دیا گیا۔ پھر اس نے باس پاسٹر پر حملہ کیا اور انہیں بھی بے ہوش کر کے کرسی سے باندھ دیا گیا۔ پھر ان سے اس نے آپ کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور الفریڈ اور پاسٹر کو ہلاک کر کے وہ نکل گیا۔ وہ عقبی دیوار پھلانگ کر اندر آیا تھا اور اسی انداز میں واپس چلا گیا''...... انتھونی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تم نے مجھے بتایا ہی نہیں۔ کیوں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''میرے پاس آپ کا نمبر نہیں تھا اور نہ ہی باس پاسٹر کی کوئی ڈائری ملی تھی۔ اب آپ کا فون آیا ہے تو مین بتا رہا ہوں''...... انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹائیگر کے خلاف تم نے کیا کارروائی کی ہے''...... کرنل جیمز نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ٹائیگر انتہائی خطرناک آدمی ہے جناب۔ اس لئے ہم اس وقت تک خاموش رہیں گے جب تک وہ کسی جگہ بے بس نہیں ہو جاتا اور بے بسی کے دوران اس سے بھرپور انتقام لیا جائے گا ورنہ

نہ ہم رہیں گے اور نہ ہی کلب۔ پہلے بھی ایک کلب کے چیف سے اس کا جھگڑا ہوا تھا تو اس نے ایک طاقتور گروپ کے ذریعے اس کلب کو ہی میزائلوں سے اڑا دیا تھا“...... انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل جیمز نے غصے میں کوئی جواب دینے کی بجائے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

”ایک آدمی کو ہلاک نہیں کر سکتے۔ یہ ہے ان کی حالت۔ نانسنس“...... کرنل جیمز نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”اب کیا ہوا“...... کرنل جیمز نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کا موڈ ٹائیگر کے بچ جانے کی خبر سُن کر آف ہو گیا تھا۔ دوبارہ گھنٹی بجنے پر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”لیں“...... کرنل جیمز نے سخت لہجے میں کہا۔

”چیف رابرٹ سے بات کیجئے“...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”لیں چیف۔ حکم چیف“...... کرنل جیمز نے فوراً ہی اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

”کرنل جیمز۔ تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہمارے خلاف کام کرنے سے روکنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں“...... چیف رابرٹ نے بھاری آواز میں بات کرتے ہوئے کہا تو کرنل جیمز چونک پڑا۔

”سر۔ میں نے پہلے ہی رپورٹ آپ کو دے دی تھی“...... کرنل جیمز نے کہا۔

”وہ رپورٹ میرے سامنے پڑی ہے لیکن تم مجھے خود بتاؤ کیونکہ لارڈ صاحب نے جو مدت ہمیں دی ہوئی ہے وہ تیزی سے گزرتی جا رہی ہے اور تم جانتے ہو کہ لارڈز صاحب نے پورا سیٹ اپ ہی فنا کر دینا ہے اور ہمیں تمہاری رپورٹیں بھی مل رہی ہیں جن میں کامیابی کی بات دور دور تک نہیں ہے“...... چیف رابرٹ کے لہجے میں تلخی نمایاں تھی۔

”وہ لوگ ابھی پاکیشیا میں ہی ہیں البتہ یہاں میں نے کاسپر اور اس کے سیکشن کو پورے لوسانو میں جدید ترین میک اپ چیک کرنے والے کیمروں اور دیگر نگرانی کے جدید آلات کے ساتھ لوسانو میں آنے والوں کی مکمل چیکنگ کا حکم دے دیا ہے لیکن ابھی تک اس کی طرف سے کوئی رپورٹ ہی نہیں ملی اور کاسان میں اپنے دوسرے سیکشن جس کا انچارج کرنل گارڈ ہے کو بھجوا دیا ہے کیونکہ پاکیشیا سے لایا جانے والا فارمولا وہاں موجود ہے۔ ابھی تک اس کی طرف سے بھی کوئی رپورٹ نہیں آئی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ابھی تک پاکیشیا میں ہی ہے۔ جہاں تک لارڈز صاحب کی دی ہوئی مہلت ہے تو انہوں نے عمران کے خاتمے کا حکم دیا تھا اور اسے ختم کیا جا چکا ہے“...... کرنل جیمز نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"انہوں نے عمران کی موت کی کنفرمیشن کرنی ہے اور ہمارے پاس نہ اس کی لاش ہے اور نہ ہی کوئی ایسی دستاویز جس سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ وہ واقعی فنش ہو چکا ہے"...... چیف رابرٹ نے کہا۔

"وہ ہلاک تو پاکیشیا میں ہوا ہے۔ کنفرم کیسے کیا جائے"۔ کرنل جیمز نے کہا۔

"وہاں کے اخبارات میں اس کی موت کی خبر شائع ہوئی ہو گی۔ اس کا باورچی سلیمان نامی ہے۔ اس کے والد سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل ہیں۔ ان سے اصل بات سامنے آ سکتی ہے اور کنفرمیشن بھی"...... چیف رابرٹ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں پاکیشیا میں معلومات کراتا ہوں۔ کوئی نہ کوئی کنفرمیشن رپورٹ مل ہی جائے گی"...... کرنل جیمز نے کہا۔

"وہاں ایک سپیشل ہسپتال ہے۔ عمران اگر زخمی ہوا ہو گا تو وہیں اس کا علاج کیا گیا ہو گا۔ یہ ہسپتال خفیہ ہے۔ وہاں صرف ٹاپ سرکاری ملازمین کا علاج ہوتا ہے۔ اس ہسپتال کے بارے میں صرف اتنا علم کہ یہ پاکیشیائی دارالحکومت کے گرین روڈ پر واقع ہے اور سپیشل ہسپتال کہلاتا ہے"...... چیف رابرٹ نے کہا۔

"او کے جناب۔ میں معلوم کراتا ہوں"...... کرنل جیمز نے کہا۔

"جس قدر جلد ممکن ہو سکے کنفرم کراؤ اور رپورٹ دو تاکہ لارڈ صاحب کو رپورٹ دی جا سکے"...... چیف رابرٹ نے کہا اور اس

کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل جیمز نے رسیور رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئی تھیں۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کیوں نہ وہ خود وہاں جا کر معلومات حاصل کرے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا کہ معلومات حاصل کرنا اتنا بڑا ٹاسک نہیں ہے کہ وہ خود وہاں جا کر بیٹھ جائے۔ چنانچہ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا میں کراس کلب ہے۔ اس کے مینجر ہنری سے میری بات کراؤ"...... کرنل جیمز نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل جیمز نے رسیور رکھ دیا۔ ہنری سے وہ واقف تھا لیکن وہ اسے اس لئے ٹاسک نہیں دیا کرتا تھا کہ وہ معاوضہ بہت طلب کرتا تھا لیکن اب چونکہ اس کی اور اس کے پورے سیکشن کی بقا کا مسئلہ تھا اس لئے اس نے ہنری کو کال کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل جیمز نے کہا۔

"ہنری سے بات کیجئے۔ وہ لائن پر ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ کرنل جیمز بول رہا ہوں لوسانو سے"...... کرنل جیمز نے

کہا۔

''ہنری بول رہا ہوں۔ بڑے طویل عرصے بعد آپ نے رابطہ کیا ہے۔فرمایئے''...... ہنری نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''چند معلومات چاہئیں کنفرمیشن سمیت''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''مل جائیں گی۔ ہمارا تو کام ہی یہی ہے۔ بتائیں کون سی معلومات چاہئیں اور کس نوعیت کی''...... ہنری نے کاروباری انداز میں کہا۔

''ایک آدمی ہے عمران۔ جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اس کی موت کے بارے میں کنفرمیشن چاہئے۔ کسی اخبار میں یا اس طرح کا کوئی کنفرم ثبوت''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''وہ عمران، جو ٹائیگر کا استاد ہے۔ میں جانتا ہوں اسے۔ وہ کب ہلاک ہوا ہے''...... ہنری نے کہا۔

''تقریباً ایک ماہ پہلے''...... کرنل جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بس یہی معلومات ہیں یا کچھ اور بھی ہے''...... ہنری نے کہا۔

''یہی ہیں لیکن تم نے معاوضہ نہیں بتایا''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''معاوضہ اس لئے نہیں بتایا کہ میں آپ سے غلط بات نہیں کرنا چاہتا اور آپ سے ہی کیا سب کے ساتھ میرا یہی رویہ ہے۔ میں کسی کو دھوکہ نہیں دیا کرتا''...... ہنری نے کہا۔

''کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات''...... کرنل جیمز نے

کہا۔

''عمران زندہ ہے اور سپیشل ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ گو اس کے بچ جانے کو نئی زندگی بتایا جا رہا ہے۔ اب اگر میں چاہتا تو آپ سے معاوضہ لے کر پھر آپ کو یہ بتاتا تو آپ مجھ سے رقم تو واپس نہ لے سکتے تھے''...... دوسری طرف سے ہنری نے کہا اور کرنل جیمز بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا تم درست کہہ رہے ہو۔ کس طرح تمہیں معلوم ہوا''۔ کرنل جیمز نے کہا۔

''اس ہسپتال مین ایک ڈاکٹر میرے معلوماتی نیٹ ورک کا حصہ ہے۔ میرا سیٹ اپ ایسا ہے کہ ہر آدمی دو روز بعد کچھ نہ کچھ رپورٹ دینے کا پابند ہے لیکن اس ڈاکٹر کی طرف سے دو روز گزر جانے کے باوجود کوئی رپورٹ نہ آئی تو ہم نے اسے فون کیا۔ اس نے بتایا کہ ان دنوں ہسپتال میں ایمرجنسی نافذ ہے۔ عمران وہاں زیر علاج ہے اور اس کی وہاں ڈیوٹی ہے۔ اس لئے وہ فون نہیں کر سکتا۔ میں چونکہ عمران کو جانتا ہوں اس لئے میں خاموش ہو گیا''...... ہنری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کیا اس عمران کا خاتمہ تمہارے آدمی کر سکتے ہیں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''نہیں سوری۔ وہاں ہسپتال میں ایسے انتظامات ہیں کہ وہاں کوئی کارروائی نہیں کی جاسکتی۔ میں اور میرے آدمی یہ کام نہیں

کرتے۔ ہم صرف معلومات مہیا کرتے ہیں''...... ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔شکریہ''...... کرنل جیمز نے ڈھیلے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر اس نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔

''یہ آخر کیا ہو رہا ہے۔ کیا یہ پاکیشیا کے لوگ مافوق الفطرت ہیں کہ مرتے ہی نہیں۔ عمران کو ہلاک شدہ کہا گیا۔ وہ اب زندہ نکل آیا۔ ٹائیگر کو مردہ کہا گیا وہ بھی زندہ نکل آیا۔ آخر یہ لوگ مریں گے کیسے''...... کرنل جیمز نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب وہ چیف رابرٹ کو کیا رپورٹ دے لیکن آخرکار اس نے رسیور اٹھایا اور ایک بٹن پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس پی اے ٹو چیف''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''کرنل جیمز بول رہا ہوں لوسانو سے۔ چیف سے بات کراؤ''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''اوکے ۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر خاموشی طاری ہوگئی۔

''چیف رابرٹ بول رہا ہوں۔کوئی خاص بات ہوگئی ہے۔ ابھی تو بات ہوئی ہے''...... دوسری طرف سے چیف رابرٹ کی آواز سنائی دی۔

''یس چیف۔ عمران جسے ہم سب ہلاک شدہ سمجھ رہے تھے وہ زندہ ہے اور اسی سپیشل ہسپتال میں ہے البتہ وہ شدید زخمی ہے''۔ کرنل جیمز نے کہا۔

''کیسے اتنی جلدی معلوم ہوگیا۔تفصیل بتاؤ''...... چیف رابرٹ نے کہا تو کرنل جیمز نے ہنری سے ہونے والی بات چیت کی تفصیل بتا دی۔

''اگر عمران ہسپتال میں ہے تو اس ہسپتال کو میزائلوں سے اڑا دو۔ اس کی نئی زندگی ہماری موت ہے''...... چیف رابرٹ نے کہا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ میں خود وہاں جا کر یہ کام کروں''۔ کرنل جیمز نے کہا۔

''نہیں۔ تمہارا یہ کام نہیں ہے اور نہ ہی تمہیں وہاں جا کر یہ کام کرنا چاہئے۔ وہاں بھی ایسے گروپ موجود ہوں گے انہیں استعمال کرو۔ اگر تم ایسے کسی گروپ کو نہیں جانتے تو میں تمہیں بتا سکتا ہوں''...... چیف رابرٹ نے کہا۔

''آپ ٹپ دے دیں۔ ہو سکتا ہے کہ اسے استعمال کرنا پڑے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''پاکیشیا دارالحکومت میں نیشنل شوٹنگ انسٹی ٹیوٹ ہے جو بظاہر لوگوں کو شوٹنگ سکھاتا ہے لیکن درحقیقت وہ لوگ ہر جائز و ناجائز کام کرتے ہیں۔ اس کا مالک اور جنرل مینجر کنگ ایڈورڈ ہے عام طور پر کنگ ہی کہا جاتا ہے۔اس سے بات کرو وہ یہ کام کر دے

گا“...... چیف رابرٹ نے کہا۔

”یس چیف“...... کرنل جیمز نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم کر دیا گیا تو کرنل جیمز نے کریڈل دبایا اور پھر یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

”یس باس“...... فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”پاکیشیا میں ایک شوٹنگ انسٹی ٹیوٹ ہے جس کا نام نیشنل شوٹنگ انسٹی ٹیوٹ ہے۔ اس کا فون نمبر وہاں کی انکوائری سے معلوم کر کے وہاں فون کرو اور اس کے مالک اور جنرل مینجر کنگ ایڈورڈ سے میری بات کراؤ“...... کرنل جیمز نے کہا۔

”یس باس“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل جیمز نے رسیور رکھ دیا۔ تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل جیمز نے رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... کرنل جیمز نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”کنگ سے بات کریں“...... فون سیکرٹری نے کہا۔

”ہیلو۔ کرنل جیمز بول رہا ہوں لوسانو سے۔ آپ کو چیف رابرٹ نے فون کیا ہو گا“...... کرنل جیمز نے کہا۔

”یس سر۔ آپ فرمائیں کیا چاہتے ہیں آپ“...... دوسری طرف سے کنگ نے کہا۔

”پاکیشیا میں ایک سپیشل ہسپتال ہے جس میں ٹاپ سرکاری افراد کا علاج ہوتا ہے اور یہ گرین روڈ پر واقع ہے۔ کیا تم نے اسے

دیکھا ہوا ہے“...... کرنل جیمز نے کہا۔

”نہیں۔ بہرحال اسے ڈھونڈ لیا جائے گا۔ ہسپتال ہے کوئی رائی کا دانہ تو نہیں ہے۔ کیا کرنا ہے اس کا“...... کنگ نے کہا۔

”اسے میزائلوں سے اڑا دو۔ اس طرح کہ وہاں کوئی آدمی زندہ نہ بچ سکے“...... کرنل جیمز نے کہا۔

”آپ کسی ایک آدمی کی وجہ سے یہ سب کر رہے ہیں۔ اس آدمی کے بارے میں بتا دیں۔ اسے ویسے ہی ختم کر دیا جائے گا“...... کنگ نے کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا عمران وہاں ایڈمٹ ہے اور اس کی حفاظت اس انداز میں کی جا رہی ہے کہ اس تک پہنچنا بھی مشکل ہے۔ اس لئے ہم اس پورے ہسپتال کو اس انداز میں تباہ کرانا چاہتے ہیں کہ عمران کسی صورت نہ بچ سکے“۔ کرنل جیمز نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ کو عمران کی موت چاہئے۔ چاہے جس طرح بھی ہو“...... کنگ نے کہا۔

”آپ اسے عام آدمی نہ سمجھیں۔ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ اس لئے ہسپتال کو اڑانے کی بات ہو رہی ہے“...... کرنل جیمز نے کہا۔

”میں اسے بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ اس کا شاگرد ٹائیگر میرا دوست ہے۔ چیف رابرٹ کا میں احسان مند ہوں اس لئے

میں نے یہ کام کرنے کی حامی بھر لی ہے ورنہ میں انکار کر دیتا اور جب میں کام ہاتھ میں لے لوں تو پھر اسے ہر قیمت پر پورا کرتا ہوں۔ چاہے یہ کام مجھے اپنے باپ کو ہلاک کرنے کا ہی کیوں نہ ہو۔ اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ آپ کا کام ہر صورت میں ہو گا''...... کنگ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ معاوضہ بتا دو''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''ایک کروڑ ڈالرز اور وہ بھی پیشگی۔ آٹھ گھنٹوں کے اندر اندر آپ کا کام ہو جائے گا''...... کنگ نے کہا۔

''اپنا بینک اکاؤنٹ اور بینک کا نام بتا دو۔ میں معاوضہ ابھی بھجوا دیتا ہوں۔ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر''...... کرنل جیمز نے کہا تو کنگ نے اپنا بینک اکاؤنٹ اور بینک کے بارے میں تفصیل بتا دی جسے کرنل جیمز نے سامنے پڑے ہوئے پیڈ پر لکھ لیا۔

''اوکے۔ میں بھجوا دیتا ہو رقم''...... کرنل جیمز نے کہا تو دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا۔ کرنل جیمز نے کریڈل دبایا اور پھر دوبارہ ٹون آنے پر اس نے اپنے آفس کے اکاؤنٹنٹ سے رابطہ کیا اور اسے کنگ کو معاوضہ بھجوانے کی ہدایات دینی شروع کر دیں۔

''میرا خیال ہے کہ مشن پر روانہ ہونے سے پہلے عمران صاحب سے مل لیا جائے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ یہ اچھی تجویز ہے۔ ہماری روانگی تو رات کو ہے''۔ صالحہ نے کہا۔

''کیا ضرورت ہے۔ اس نے تمہیں بھی سوچنے پر لگا دینا ہے''۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ سب ایک بار پھر صفدر کے فلیٹ پر اکٹھے ہوئے تھے تاکہ روانگی سے پہلے تمام معاملات آپس میں بیٹھ کر طے کر لئے جائیں۔

''چلو اٹھو۔ ابھی چلتے ہیں''...... صفدر نے کہا تو سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ چاروں کار میں بیٹھے سپیشل ہسپتال کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر اور سائیڈ سیٹ پر صالحہ بیٹھی ہوئی تھی جبکہ عقبی سیٹ پر کیپٹن شکیل اور تنویر براجمان تھے۔ پھر تقریباً پینتالیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ

ہسپتال پہنچ گئے۔ کار کو پارکنگ میں روک کر وہ ہسپتال میں داخل ہوئے۔ وہاں انہیں پہلے ڈاکٹر صدیقی سے ملنا پڑا کیونکہ عمران کو سپیشل ہسپتال کے سپیشل وارڈ میں رکھا گیا تھا جس کی باقاعدہ سائنسی آلات کے ساتھ حفاظت کا اہتمام کیا گیا ہے اور وہاں باقاعدہ گارڈز موجود ہیں جو بغیر ڈاکٹر صدیقی کے دیئے ہوئے پاس کے کسی کو اندر نہیں جانے دیتے۔ ڈاکٹر صدیقی سے پہلے تو انہوں نے عمران اور مس جولیا کے بارے میں پوچھا تو ڈاکٹر صدیقی نے مسکراتے ہوئے انہیں بتایا کہ دونوں تیزی سے صحت یاب ہو رہے ہیں لیکن انہیں ڈسچارج ہونے کے لئے کم از کم پندرہ دن مزید انتظار کرنا پڑے گا۔ پھر انہوں نے عمران اور مس جولیا سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا تو ڈاکٹر صدیقی نے انہیں سپیشل کارڈ جاری کر دیئے اور اپنے آدمی کو بلا کر ان کے ساتھ کر دیا۔ سپیشل وارڈ میں داخل ہو کر وہ مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے وہ اس جگہ پہنچے جہاں عمران اور جولیا دونوں علیحدہ علیحدہ کمروں میں موجود تھے وہاں عمران کے کمرے کے سامنے جوزف اور جوانا دونوں موجود تھے جو صفدر اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر احتراماً اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''کیا حال ہے عمران صاحب کا''...... صفدر نے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ماسٹر تیزی سے صحت یاب ہو رہے ہیں لیکن آج صبح سے جوزف نے میرا سر کھا رکھا ہے کہ عمران صاحب کے گرد کالا پانی جھیل

کے سیاہ سرکنڈوں سے نکلنے والا زرد رنگ کا دھواں چھا رہا ہے۔ یہ دھواں انسان کو دھوئیں میں تبدیل کر کے ہمیشہ کے لئے ختم کر دیتا ہے''...... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیوں جوزف۔ کیا واقعی ایسا ہو رہا ہے''...... صفدر نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا جو ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا تھا۔

''میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ میں اپنی آنکھوں سے اس دھوئیں کو دیکھ رہا ہوں''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو اس کا علاج کیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''چھوڑو صفدر۔ یہ تو ایسی باتیں کرنے کا عادی ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ عمران صاحب اس کی باتوں پر بہت توجہ دیتے ہیں اور تم نے دیکھا نہیں کہ اس نے عمران صاحب کی زندگی بچانے کے لئے جو کام کیا ہے وہ درست ثابت ہوا ہے''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کا علاج یہی ہے کہ باس کو یہاں سے باہر نکال لیا جائے۔ یہ جگہ دھوئیں کی پیداوار کی جگہ ہے لیکن کوئی میری بات سنتا ہی نہیں''...... جوزف نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''جوزف کا کہنا ہے کہ عمران صاحب کو یہاں سے زبردستی اٹھا کر رانا ہاؤس لے جایا جائے۔ وہاں یہ دھواں نہیں پہنچ سکتا''۔ جوانا نے کہا۔

"تم بتاؤ جوزف۔ اس کے علاوہ بھی کوئی حل ہے یا صرف یہی حل ہے"...... صفدر نے کہا۔

"حل تو ہے لیکن فوری طور پر ممکن نہیں ہے"...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا حل ہے بتاؤ۔ شاید ہم مل کر اس پر عمل کر لیں"...... صفدر نے کہا۔

"ساچو مور کے دو پروں کی ضرورت ہے۔ ساچو مور کے دو پَر زرد دھوئیں کو فوری کھا جاتے ہیں لیکن ساچو مور وہ ہوتا ہے جس کے تمام پَر جھڑ گئے ہوں اور وہ اتنا بوڑھا ہو گیا ہو کہ دوبارہ صرف دو پَر نکال سکے۔ ساچو مور افریقہ کے جنگلوں میں تو مل جاتا ہے یہاں نہیں"...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اس کا کیا حل نکالا جائے"...... صفدر نے کہا۔

"چھوڑو صفدر۔ تم کس چکر میں پڑ گئے ہو۔ اندر چلو اور عمران سے بات چیت کرو"...... تنویر نے تیز لہجے میں کہا تو جوزف نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"حل یہی ہے کہ باس کو یہاں سے کہیں اور بھیج دیا جائے تاکہ زرد دھواں باس کا کچھ نہ بگاڑ سکے"...... جوزف نے کہا۔

"اس ہسپتال میں کسی اور جگہ یا ہسپتال سے باہر"...... صفدر نے کہا۔

"اس ہسپتال سے باہر ورنہ مجھے باس کی زندگی بچانے کے لئے

اپنی جان دینا پڑے گی"...... جوزف نے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔ تمہاری جان کیسے جائے گی"...... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"میں باس پر لیٹ جاؤں گا اور زرد دھواں اپنے اندر جذب کر لوں گا"...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ عمران صاحب سے بات کی جائے۔ وہ اس کا کوئی حل نکال سکتے ہیں"...... صفدر نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

"میں نے باس سے درخواست کی ہے لیکن باس کے گرد اٹھنے والے دھوئیں نے باس کو کور کر لیا ہے"...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ عمران صاحب خطرہ محسوس نہیں کر رہے۔ او کے۔ میں بات کرتا ہوں"...... صفدر نے کہا اور دروازے کی طرف مڑ کر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اس کے ساتھی بھی اندر داخل ہو گئے تو بیڈ پر لیٹے ہوئے عمران کے چہرے پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔ وہ تھوڑا سا اٹھا اور بیڈ کی ریلنگ سے پشت لگا کر بیٹھ گیا۔

"بیٹھو"...... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا تو صفدر اور اس کے ساتھی وہاں موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"میں تمہاری جوزف سے بات چیت سن رہا تھا"۔ عمران نے

کہا

''باہر کی آواز یہاں پہنچتی ہے''...... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ روشندان کھلا ہوا ہے اس لئے باہر کی آواز یہاں صاف سنائی دیتی ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''ہم یہاں آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں کہ چیف ایکسٹو نے ہمیں ایس ایس میزائل کا فارمولا واپس لانے کے لئے مشن دیا ہے۔ مجھے لیڈر بنایا ہے اور ہم آج رات روانہ ہو رہے ہیں۔ ہم آپ سے ہدایات چاہتے تھے لیکن یہاں جوزف نے ہمیں ڈرا دیا ہے۔ جوزف نے آج تک جو کہا وہ سچ ثابت ہوا ہے۔ اس لئے جوزف کی موجودہ بات کو کیسے غلط سمجھا جائے''...... صفدر نے کہا۔

''لیڈر بننے کی مبارک ہو۔ اب یہاں ہسپتال میں مٹھائی کہاں سے منگوائی جائے''...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

''اصل لیڈر تو آپ ہیں۔ میں تو قائم مقام ہوں۔ اسی لئے تو آپ سے ہدایات لینے آیا ہوں''۔ صفدر نے ہنستے ہوئے جواب دیا

''کہاں جانا ہے اور کیا معلومات ہیں تمہارے پاس''...... عمران نے کہا تو صفدر نے وہ سب کچھ بتا دیا جو ایکسٹو نے انہیں بتایا تھا اور پھر وہ بھی جو انہوں نے ڈارک نائٹ کلب کے چیف سپر وائزر مائیکل سے بات چیت کی تھی اور جو ٹپ اس نے بتائی تھی سب کی تفصیل بتا دی۔

''تمہاری وہاں آمد کا یقیناً انتظار کیا جا رہا ہو گا۔ میک اپ کرنے والے کیمرے بھی یقیناً وہاں نصب ہوں گے اور جدید مشینری سے تمہاری نگرانی بھی کی جائے گی اس لئے تمہیں ان سے بچ کر آگے بڑھنا ہے۔ تم اپنے میک اپ میں سیسے کے ساتھ ساتھ زنگ بھی ڈال لینا۔ اس سے جتنے بھی جدید کیمرے ہوں میک اپ چیک نہ کر سکیں گے اور لیبارٹری کے تحفظ کے لئے یقیناً سائنسی آلات بھی نصب کئے گئے ہوں گے ان کا بھی خیال رکھنا ہے۔ باقی موقع محل دیکھ کر فیصلہ کرنا۔ تم یقیناً اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کامیاب واپس آؤ گے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ یہی بہت قیمتی مشورے ہیں''...... صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اس سے زیادہ قیمتی مشورے بھی ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر سمیت سب چونک پڑے۔

''کون سے''...... صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

''وہی دادی اماں والے کہ بیٹا سفر میں کسی سے کوئی چیز لے کر نہ کھانا۔ اپنی جیب کا خیال رکھنا بلکہ جو دادیاں زیادہ وہمی ہوتی تھیں وہ جیب کا منہ سوئی دھاگے سے سی دیا کرتی تھیں کہ کوئی جیب سے رقم نہ نکال سکے۔ اپنا بازو کھڑکی سے باہر نہ نکالنا۔ چلتی ہوئی گاڑی میں سوار نہ ہونا۔ چلتی ہوئی گاڑی سے نیچے نہ اترنا وغیرہ وغیرہ''۔ عمران نے کہا تو ساتھیوں کے قہقہوں سے کمرہ گونج اٹھا۔

''یہ واقعی انتہائی قیمتی مشورے ہیں''...... صفدر نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ اسی لمحے ڈاکٹر صدیقی اندر داخل ہوئے۔

''پلیز اب مزید وقت نہ لیں۔ کافی بات چیت ہوگئی ہے''۔ ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

''عمران صاحب سے تو ابھی ملاقات شروع ہوئی ہے۔ باقی وقت تو ہماری جوزف سے بات چیت ہوتی رہی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''جوزف نے مجھے بھی کہا ہے کہ عمران صاحب کو ہسپتال سے ہٹ کر کسی اور جگہ منتقل کر دیا جائے لیکن یہ انتہائی محفوظ جگہ ہے۔ یہاں خطرہ سب سے کم ہے۔ اس لئے میں نے انکار کر دیا ہے''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

''جوزف غلط بات نہیں کرتا۔ اسے یہاں خطرہ محسوس ہو رہا ہے تو واقعی ایسا ہوگا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کیا خطرہ ہوسکتا ہے عمران صاحب''...... صفدر نے کہا۔

''جس نے مجھ پر حملہ کرایا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ یہاں بھی حملہ کرے''...... عمران نے کہا۔

''وہ یہاں ناکام ہو جائے گا عمران صاحب۔ آپ بے فکر رہیں''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور ایک بار پھر انہوں نے صفدر اور اس کے ساتھیوں کو کمرے سے باہر جانے کے لئے کہا تو صفدر اور اس کے ساتھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر عمران کو سلام کر کے کمرے

سے باہر آگئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ کار میں سوار واپس صفدر کے فلیٹ کی طرف جا رہے تھے تاکہ وہاں پہنچ کر عمران کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق میک اپ وغیرہ مکمل کر لیں۔ پھر وہ سب صفدر کے فلیٹ پہنچ گئے۔

''صفدر صاحب۔ چائے کا موڈ ہو رہا ہے۔ کیوں نہ کسی ریستوران میں چائے پی لیں۔ پھر آگے کام کیا جائے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میں بنا لاتی ہوں چائے''...... صالحہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ارے نہیں۔ آپ بیٹھیں۔ میں نے یہاں چائے بنانے کا سارا سامان رکھا ہوا ہے۔ میں بنا لاتا ہوں چائے''...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''آپ بیٹھیں۔ میں بنا لوں گی''...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور مڑ کر سائیڈ میں موجود کچن کی طرف بڑھ گئی۔

''سیسہ اور زنگ بازار سے لینا ہوگا۔ باقی مستقل میک اپ کا سامان تو میں لے آیا تھا''...... صفدر نے کہا۔

''چائے پی لوں۔ پھر میں جا کر لے آتا ہوں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد صالحہ ٹرالی دھکیلتی ہوئی واپس آئی اور اس نے چائے کی پیالیاں سب کے سامنے رکھیں اور ساتھ ہی بسکٹوں کی دو پلیٹیں بھی موجود تھیں اور پھر وہ سب چائے پینے میں مصروف ہو گئے۔ ابھی چائے ختم بھی نہ

ہوئی تھی کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صفدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''صفدر بول رہا ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''جوانا بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے جوانا کی وحشت بھری آواز سنائی دی تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔ کیونکہ جوانا کے لہجے میں جو وحشت تھی وہ بتا رہی تھی کہ کوئی اہم بات ہوئی ہے۔

''کیا ہوا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''آپ کے جانے کے کچھ دیر بعد ہسپتال کے اس حصے پر جہاں ماسٹر عمران اور مس جولیا کے کمرے ہیں، خوفناک میزائلوں کی بارش کر دی گئی اور اس حصے کو تباہ و برباد کر دیا گیا ہے''۔ جوانا نے تیز تیز لہجے میں کہا تو صفدر سمیت وہاں موجود تمام افراد کے چہرے بگڑ سے گئے۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ عمران صاحب اور مس جولیا کا کیا ہوا''۔ صفدر نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میزائلوں کے حملے سے چند منٹ پہلے جوزف زبردستی عمران کے کمرے میں داخل ہوا اور ان کے بیڈ کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔ عمران صاحب نے اس سے پوچھا کہ وہ کیوں کھڑا ہے لیکن اس کے جواب دینے سے پہلے ہی حملہ ہو گیا تو جوزف اچھل کر عمران صاحب کے اوپر لیٹ گیا۔ عمران صاحب تو بچ گئے لیکن

جوزف شدید زخمی ہو گیا ہے۔ اس نے چھت سے آنے والی اینٹوں اور سیمنٹ کے بلاکس کو اپنی پشت پر روکا ہے''...... جوانا نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ تو وہ سچ کہہ رہا تھا۔ جولیا کا کیا حال ہے''...... صفدر نے ویسے ہی چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہ بھی زخمی ہوئی ہیں لیکن اتنی نہیں جتنا جوزف۔ کیونکہ حملے کا ٹارگٹ ماسٹر کا کمرہ تھا۔ اگر جوزف ان پر گر کر ڈھال نہ بنتا تو نجانے کیا ہوتا۔ ماسٹر نے کہا ہے کہ میں آپ کو فون کر کے اطلاع دے دوں۔ اس لئے میں نے فون کیا ہے''...... جوانا نے کہا۔

''اب عمران صاحب اور مس جولیا کہاں ہیں۔ حملہ کرنے والوں کا کچھ پتہ چلا''...... صفدر نے کہا۔

''ماسٹر اور مس جولیا کو دوسرے وارڈ میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ حملہ آوروں کے بارے میں ابھی تک کچھ نہیں معلوم ہوا۔ ابھی تو پولیس بھی نہیں پہنچی''...... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ ہم آ رہے ہیں''...... صفدر نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ سب کے چہرے بگڑے ہوئے تھے۔

''اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو گئی ہے۔ جوزف واقعی عمران صاحب کے لئے جان دے سکتا ہے۔ اس جیسا خلوص شاید کسی اور میں نہیں ہو سکتا''...... صالحہ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات

ہوتی، فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو صفدر نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

''صفدر بول رہا ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے چیف کی آواز سنائی دی۔

''یس چیف''...... صفدر نے کہا۔

''عمران اور جولیا کے بارے میں تمہیں رپورٹ ملی ہے یا نہیں''...... چیف نے کہا۔

''یس سر۔ ابھی چند لمحے پہلے جوانا نے تفصیل بتائی ہے اور ساتھ ہی کہا ہے کہ عمران صاحب ہم سے ملنا چاہتے ہیں۔ اس لئے وہ کال کر رہا ہے۔ ہم وہاں جانے والے تھے کہ آپ کی کال آ گئی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''عمران سے ملاقات کر لو لیکن تم نے مشن ملتوی نہیں کرنا۔ بس میں نے یہی کہنا تھا''...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صفدر نے رسیور رکھ دیا۔

''چیف کا رویہ بعض اوقات بے حد سفاکانہ ہو جاتا ہے''۔ صالح نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''چیف سفاک نہیں ہے البتہ انتہائی حد تک اصول پسند ہے۔ ملک اور قوم کی سلامتی کے سامنے وہ کسی کو کوئی اہمیت نہیر دیتا''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد و سب ایک بار پھر سپیشل ہسپتال کی طرف جا رہے تھے۔

ٹائیگر کار میں سوار سپیشل ہسپتال کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ وہ ب تک ہونے والی اپنی کارروائی کی رپورٹ دے کر عمران سے زید کام کرنے کی اجازت حاصل کرنا چاہتا تھا کیونکہ چیف نے سے مشن پر بھیجنے سے صاف انکار کر دیا تھا لیکن اسے معلوم تھا کہ کر عمران نے اسے اجازت دے دی کہ وہ اپنے طور پر مشن پر کام کر سکتا ہے تو یہ اجازت اس کے لئے کافی ہو گی اور وہ سیکرٹ سروس سے ہٹ کر خود کام کر سکتا ہے۔ پاسٹر سے اسے تمام معاملات کا علم ہو گیا تھا اور وہ ان تمام معاملات کی رپورٹ بھی عمران کو دینا چاہتا تھا لیکن جیسے ہی وہ گرین روڈ کی طرف مڑا جہاں آگے جا کر سپیشل ہسپتال واقع ہے اس کے کانوں میں میزائلوں کے دھماکوں کی آوازیں پڑیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ پھر جب وہ اس موڑ پر پہنچا جہاں سے مڑ کر وہ سپیشل ہسپتال جاتا تھا تو یہ دھماکے واضح ہو گئے۔ یہ واقعی میزائلوں کے دھماکے تھے۔ پھر جیسے ہی اس

نے کار موڑی تو یہ دھماکے ختم ہو گئے لیکن اس نے یکلخت کار کی رفتار تیز کر دی کیونکہ جہاں سپیشل ہسپتال تھا وہاں پر گرد اور دھواں جس قدر چھایا ہوا تھا اس کا واضح مطلب تھا کہ میزائلوں سے حملہ کیا گیا ہے۔ ٹائیگر کا دل یکلخت ڈوب سا گیا تھا کہ اس طرح کے حملے کے بعد وہاں کسی کا زندہ بچ جانا معجزہ ہی ہو سکتا تھا اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ عمران اور مس جولیا بھی ہسپتال میں موجود ہیں۔ دور سے پولیس اور ایمبولینس گاڑیوں کے مخصوص ہارن سنائی دینے لگے اور چند لمحوں بعد چار پانچ گاڑیاں فائر بریگیڈ اور دو گاڑیاں ریسکیو کی اور چار ایمبولینسیں بھی وہاں پہنچ گئیں۔ اب گرد بھی بیٹھ رہی تھی۔ ہسپتال کے گرد زرد پٹی کا حصار کر دیا گیا تا کہ کوئی باہر کا آدمی اس کے اندر نہ جا سکے۔ ٹائیگر نے کار سائیڈ پر بنی ہوئی پبلک پارکنگ میں روکی اور نیچے اتر کر وہ بے چینی کے عالم میں ہسپتال کی طرف بڑھنے لگا لیکن پولیس نے اسے روک لیا۔ ٹائیگر نے جیب سے سپیشل پولیس کا بیج نکال کر دکھایا لیکن پولیس نے معذرت کر لی اور کہا کہ جب تک مکمل گرد نہ بیٹھ جائے اور صورت حال واضح نہ ہو جائے، کسی کا بھی اندر جانا خطرناک ہو سکتا ہے۔ بات ٹائیگر کی بھی سمجھ میں آ گئی تھی۔ جو کچھ ہو چکا تھا وہ تو ہو چکا تھا۔ وہ واپس پلٹا اور اپنی کار کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ گرد تیزی سے بیٹھتی جا رہی تھی اور ہسپتال کی عمارت واضح ہونا شروع ہو گئی تھی اور ٹائیگر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ سپیشل ہسپتال کے عقبی حصے پر میزائل فائر کئے

گئے ہیں کیونکہ جو سپیشل وارڈ بنایا گیا تھا اور جہاں عمران اور جولیا دونوں موجود تھے وہ عقبی حصے میں ہی بنایا گیا تھا اور یہ پورا وارڈ باہر سے فائر پروف اور بم پروف بنایا گیا تھا لیکن میزائل بہر حال بموں سے زیادہ طاقتور ہوتے ہیں۔ ٹائیگر کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ادھر کو چل پڑا جہاں سے ہسپتال کے عقبی حصے کی طرف پہنچا جا سکتا تھا اور پھر وہاں پہنچ کر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ہسپتال کے اس عقبی حصے کے ساتھ سڑک کی دوسری طرف ایک چار منزلہ عمارت تھی جس کی کھڑکیاں ہسپتال کی طرف کھلتی تھیں۔ ان میں سے ایک کھڑکی جو چوتھی منزل کی تھی کھلی ہوئی تھی اور باقی تمام کھڑکیاں بند تھیں۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ اس کھلی کھڑکی سے نیچے ہسپتال کی چھت پر اور اردگرد میزائل فائر کئے گئے ہوں گے۔ عمارت کا فرنٹ دوسری طرف تھا اس لئے ٹائیگر اس طرف کو چل پڑا۔ اسے معلوم تھا کہ جب تک پولیس اور ریسکیو ٹیمیں پورے ہسپتال کو ریسکیو نہ کر لیں گی کسی کو چاہے وہ کوئی بھی ہو اندر جانے کی اجازت نہیں ملے گی۔ اس لئے اس وقت تک فارغ بیٹھنے کی بجائے وہ یہ معلوم کر لے کہ حملہ آور کون ہو سکتے ہیں۔ ہسپتال کے صرف عقبی حصے پر ہونے والی میزائل فائرنگ سے وہ سمجھ گیا تھا کہ حملہ آوروں کا ٹارگٹ عمران تھا لیکن کن لوگوں نے یہ کام کیا ہے۔ وہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ وہ بلڈنگ کے فرنٹ پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ عمارت کے نچلے حصے میں بزنس پلازہ تھا۔ وہاں زیادہ تر دفاتر

امپورٹ ایکسپورٹ کے تھے۔ ٹائیگر نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ ان سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا جہاں سے اوپر پہنچا جا سکتا تھا لیکن ابھی وہ سیڑھیوں کے قریب ہی پہنچا تھا کہ ایک طرف سے ایک آدمی اس کی طرف بڑھا۔ اس نے سیکورٹی گارڈ کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی اور ہاتھ میں گن تھی۔ اس نے ٹائیگر کو روکا۔

''آپ کون ہیں اور کیوں اوپر جا رہے ہیں''...... سیکورٹی گارڈ نے قریب آ کر کہا۔ اس کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''کیا اوپر جانا منع ہے''...... ٹائیگر نے الٹا اس سے سوال کر دیا۔

''آپ شاید پہلی بار یہاں آئے ہیں۔ اوپر کی تینوں منزلیں گودام ہیں اور خاص لوگ ہی اوپر جا سکتے ہیں''...... سیکورٹی گارڈ نے کہا۔

''اب سے دس پندرہ منٹ پہلے تم کہاں تھے''...... ٹائیگر نے کہا تو سیکورٹی گارڈ بے اختیار چونک پڑا۔

''میں۔ کیوں، آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ میں یہاں موجود تھا۔ بس تھوڑی دیر کے لئے چائے پینے چلا گیا تھا مگر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں''...... سیکورٹی گارڈ نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا تو ٹائیگر سمجھ گیا کہ اسے رقم دے کر یہاں سے باہر بھیج دیا گیا تھا۔ ٹائیگر کے سامنے دو راستے تھے۔ ایک تو یہ کہ اس سے جبراً معلومات حاصل کی جائیں اور دوسری صورت یہ تھی کہ اسے بڑی رقم

دے کر پوچھا جائے۔ اس نے جیب سے بڑی مالیت کے دو نوٹ نکال کر سیکورٹی گارڈ کی طرف بڑھا دیئے۔

''یہ۔ یہ کیا ہے۔ کس بات کے پیسے۔ کیا مطلب''...... سیکورٹی گارڈ نے اچھلتے ہوئے کہا۔

''یہ لے لو۔ چند معلومات ہیں وہ دے دو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیسی معلومات۔ میں سمجھا نہیں''...... سیکورٹی گارڈ نے کہا لیکن دونوں نوٹ لے کر اس نے جلدی سے جیب کے اندر ڈال لئے۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''میرا نام ہاشم ہے''...... سیکورٹی گارڈ نے جواب دیا۔

''تم اس عمارت کی انتظامیہ سے متعلق ہو یا کسی ادارے سے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ میں عمارت کے مالکان کی طرف سے یہاں ہوں''۔ ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہیں کس نے یہاں سے باہر بھجوایا تھا۔ کھل کر تفصیل بتا دو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''دو آدمی آئے تھے۔ ان کے پاس کیمرے اور دو بڑے بڑے بیگ تھے سیاہ رنگ کے۔ وہ سیڑھیاں چڑھنے لگے تو میں نے انہیں روک لیا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ بلندی سے ایریا کی فلم بندی کرنا چاہتے ہیں اس لئے اوپر جا رہے ہیں اور انہوں نے مجھے ایک بڑا نوٹ دیا کہ میں دس پندرہ منٹ کے لئے یہاں سے چلا جاؤں

تاکہ وہ اطمینان سے فلم بندی کر لیں۔ ان کے پاس واقعی بے حد قیمتی کیمرے تھے۔ میرے مزید پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ انہیں زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ صرف دس پندرہ لگیں گے۔ چنانچہ میں چائے پینے یہاں سے کچھ فاصلے پر موجود ایک ریستوران میں چلا گیا اور ابھی میں چائے پی ہی رہا تھا کہ میں نے بلڈنگ کی سمت خوفناک دھماکوں کی آوازیں سنیں تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے یہ دھماکے ہماری بلڈنگ میں ہو رہے ہوں۔ میں چائے چھوڑ کر بھاگتا ہوا واپس آیا تو پتہ چلا کہ یہ دھماکے بلڈنگ کی عقبی سائیڈ سڑک کے پار ہسپتال میں ہوئے ہیں''...... ہاشم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''وہ آدمی پھر تمہیں ملے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''نہیں۔ میں اوپر بھی گیا۔ اوپر صرف ایک کمرہ خالی ہے ورنہ باقی تمام کمروں گودام ہیں اور وہاں تالے لگے ہوئے ہیں''...... ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان دونوں کا حلیہ بتاؤ''...... ٹائیگر نے کہا تو ہاشم چونک پڑا۔

''آپ پولیس کے آدمی ہیں''...... ہاشم نے چونک کر کہا۔

''پولیس والے پیسے دے کر پوچھ گچھ نہیں کرتے۔ فکر نہ کرو۔ تمہیں کوئی پریشانی نہیں ہو گی''...... ٹائیگر نے کہا تو ہاشم نے دونوں آدمیوں کے حلیئے بتا دیئے۔

''اور کوئی ایسی بات جو تمہیں عجیب لگی ہو''...... ٹائیگر نے کہا کیونکہ جو حلیئے بتائے گئے تھے ان سے کسی کو پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔

''ارے ہاں۔ ایک آدمی جو قدرے لمبے قد کا تھا اس کی میں نے عجیب سی عادت دیکھی۔ حالانکہ اس کی مونچھیں نہیں تھیں لیکن وہ ایک ہاتھ سے مسلسل اس طرح کرتا رہا جیسے مونچھوں کو تاؤ دے رہا ہو''...... ہاشم نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

''اس آدمی کی ناک پر کوئی نشان بھی تھا''...... ٹائیگر نے کہا تو ہاشم چونک پڑا۔

''ارے ہاں یاد آ گیا۔ اس آدمی کی ناک جہاں جا کر پیشانی سے لگتی ہے وہاں ایک بڑے زخم کا نشان بھی تھا''...... ہاشم نے جواب دیا تو ٹائیگر پہچان گیا کہ اس آدمی کا نام والٹ ہے اور وہ کنگ ایڈورڈ کے گینگ کا مشہور آدمی ہے۔

''کیا تم مجھے اس کمرے تک لے جا سکتے ہو جہاں سے انہوں نے فلم بنائی تھی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں یہاں سے جا نہیں سکتا کیونکہ ابھی تھوڑی دیر بعد دفاتر کی چھٹی کا وقت ہو رہا ہے۔ آپ اوپر چلے جائیں۔ ایک ہی کمرہ خالی ہے باقی سب کو تالے لگے ہوئے ہیں''...... ہاشم نے کہا تو ٹائیگر ''اوکے'' کہتا ہوا تیزی سے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر والی منزل پر پہنچا۔ یہاں برآمدے میں دو سیکورٹی گارڈ موجود تھے۔ ٹائیگر تیسری منزل کے لئے سیڑھیاں چڑھنے لگا تو دونوں سیکورٹی گارڈوں نے اس سے کچھ نہ کہا۔ تیسری منزل پر بھی دو سیکورٹی گارڈ موجود تھے لیکن ٹائیگر چوتھی منزل پر جانے کے لئے چڑھنے لگا تو وہ دونوں

کھڑے رہے۔ چوتھی منزل پر کوئی موجود نہ تھا۔ ٹائیگر کو حیرت ہوئی کہ یہاں گارڈ کیوں نہیں رکھے لیکن کچھ دیر بعد اسے اس سوال کا جواب مل گیا کیونکہ یہاں گوداموں میں کوئی قیمتی سامان نہ تھا بلکہ کاٹھ کباڑ اکٹھا کیا گیا تھا اور اکثر کمروں کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔ کونے والا ایک کمرہ خالی تھا۔ ٹائیگر اندر داخل ہوا۔ اس نے کھلی کھڑکی سے باہر جھانکا تو سامنے ہی اسے ہسپتال کا عقبی حصہ نظر آ رہا تھا جس کی چھت کافی حد تک ٹوٹ چکی تھی۔ ایک سائیڈ کی دیوار بھی تباہ ہو چکی تھی۔ ٹائیگر نے کھڑکی کو بغور چیک کیا اور پھر اسے وہ مخصوص نشان نظر آ گیا جو میزائل گن کی فائرنگ کے دوران جھٹکے لگنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ میزائل گن کے ذریعے اس کھڑکی سے میزائل ہسپتال پر فائر کئے گئے ہیں۔ وہ پلٹا اور دروازے کی طرف بڑھنے لگا تو اچانک اسے سائیڈ پر کسی چیز کی جھلک پڑی تو وہ ادھر کو مڑ گیا۔ وہاں فرش پر ایک میزائل پڑا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے جھک کر اسے اٹھا لیا۔ چونکہ یہاں خاصا اندھیرا تھا اس لئے اس نے اسے جیب میں ڈالا اور کمرے سے باہر آ کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ گراؤنڈ فلور پر پہنچا تو وہاں کافی لوگ کمرے سے نکل کر باہر جا رہے تھے۔ ٹائیگر کو ہاشم نظر نہ آیا اور ٹائیگر بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ عمارت سے باہر آیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا واپس ہسپتال کے فرنٹ کی طرف آیا۔ یہاں لوگ آ جا رہے تھے۔ ریسکیو گاڑیاں، ایمبولینس وہاں

موجود نہ تھیں البتہ پولیس کی گاڑیاں موجود تھیں۔ ہسپتال میں بھاگ دوڑ اور قدرے افراتفری کا سا سماں تھا۔ ٹائیگر کو عمران کے بارے میں معلوم کرنا تھا اور پھر ایک ڈاکٹر جو ٹائیگر کا واقف بھی تھا اسے مل گیا۔

”عمران صاحب کا کیا حال ہے ڈاکٹر رفیق“...... ٹائیگر نے اسے روکتے ہوئے کہا۔

”وہ بہتر ہیں البتہ جوزف کی جان خطرے میں ہے“...... ڈاکٹر رفیق نے جواب دیا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

”عمران صاحب بہتر اور جوزف کی جان خطرے میں ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوا“...... ٹائیگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اسے دور سے جوانا آتا دکھائی دیا تو ٹائیگر نے اسے ہاتھ ہلا کر بلایا تو جوانا اس کی طرف آ گیا۔

”کیا ہوا ہے جوانا۔ عمران صاحب کا کیا حال ہے اور ڈاکٹر رفیق کہہ رہے تھے کہ عمران صاحب تو ٹھیک ہیں لیکن جوزف کی حالت خراب ہے۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا“...... ٹائیگر نے کہا۔

”میں ابھی ابھی صفدر صاحب کو فون کر کے آیا ہوں۔ وہ یہاں پہنچ جائیں تو اکٹھے ہی بتا دوں گا“...... جوزف نے کہا۔

”میں نے حملہ آوروں کے پیچھے جانا ہے۔ مجھے مختصر طور پر بتا دو“...... ٹائیگر نے کہا۔

”اوہ پلیز۔ جن لوگوں نے یہ حملہ کیا ہے ان کا پتہ چل جائے تو

مجھے ضرور ساتھ لے جانا۔ میں ان کا وہ حشر کروں گا کہ دنیا قیامت تک ان کے انجام سے عبرت لیتی رہے گی''...... جوانا نے ایسے لہجے میں کہا جیسے بات کرتے ہوئے دانت پیس رہا ہو۔

''لے جاؤں گا وعدہ''...... ٹائیگر نے کہا۔

''جوزف صبح سے پریشان تھا کہ کاپاٹی جھیل کے سیاہ سرکنڈوں سے نکلنے والے زرد دھوئیں نے عمران صاحب کے گرد پھیلنا شروع کر دیا ہے اور یہ موت کی نشانی ہے۔ اس کا علاج ساچو مور کے پَر ہیں جو یہاں کہیں نہیں مل سکتے۔ پھر جوزف جا کر ماسٹر کے بیڈ کے قریب کھڑا ہو گیا۔ میں نے اور ماسٹر نے اس سے پوچھا کہ وہ کیوں یہاں کھڑا ہے لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں ماسٹر کے ایک کام سے باہر جا رہا تھا کہ یکلخت میرے عقب میں دھماکے شروع ہو گئے۔ میں واپس بھاگا لیکن آگے مسلسل دھماکے ہو رہے تھے اور ہر طرف گرد اور پتھر اڑ رہے تھے۔ ہر طرف چیخ و پکار تھی۔ میں ایک جگہ رک گیا کیونکہ کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔ پھر جب گرد کم ہوئی تو میں ماسٹر کے پاس گیا۔ وہاں ڈاکٹر اور نرسیں بھی زمین پر گری ہوئی تھیں جبکہ جوزف بیڈ پر لیٹے ہوئے ماسٹر کے اوپر ڈھال کی طرح پڑا ہوا تھا۔ وہ شدید زخمی تھا جبکہ ماسٹر بے ہوش تھے۔ پھر ڈاکٹر صدیقی دوسرے ڈاکٹروں کے ساتھ آ گئے۔ انہوں نے جوزف کو اٹھوا کر آپریشن روم بھجوایا اور ماسٹر کو بھی ایک علیحدہ وارڈ میں منتقل کر دیا گیا۔ ماسٹر کے کمرے میں موجود دو نرسیں ہلاک ہو

چکی تھیں۔ اس کمرے میں ہر طرف پتھر بکھرے ہوئے تھے۔ چھت میں شدید ٹوٹ پھوٹ ہوئی تھی''...... جوانا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تو باس بچ گئے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ جوزف کا اب کیا حال ہے۔ اس نے واقعی باس کے لئے قربانی دی ہے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بہت بڑا اقدام ہے۔ زبانی دعوے کرنے اور بات ہے لیکن عملی طور پر جان کی قربانی بڑی بات ہے۔ جوزف کی ریڑھ کی ہڈی شدید مضروب ہوئی ہے۔ ڈاکٹر صدیقی نے اس کا آپریشن کیا ہے اور اسے عمران صاحب کے ساتھ وارڈ میں پہنچا دیا ہے۔ اب اس کی حالت تو خطرے سے باہر ہے لیکن جسمانی حرکات مطلب ہے اٹھنا بیٹھنا، چلنا، بازوؤں کی حرکت اس بارے میں ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ویسے میرا دل کہتا ہے کہ جوزف ہوش میں آ کر خود ہی اپنا علاج کر لے گا''...... جوانا نے کہا۔

''اور مس جولیا کے بارے میں تم نے کچھ نہیں بتایا''...... ٹائیگر نے ایسے انداز میں کہا جیسے اسے اچانک جولیا کے بارے میں خیال آیا ہو۔

''وہ محفوظ ہیں۔ ان پر پتھر اور گرد پڑی تھی لیکن انہیں کوئی نقصان نہیں اٹھانا پڑا''...... جوانا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اب حملہ آوروں کے پیچھے جاتا ہوں۔ واپس

آ کر باس سے ملوں گا''...... ٹائیگر نے کہا اور مڑ گیا۔

''میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ میں ان حملہ آوروں کا حشر اپنے ہاتھوں سے کرنا چاہتا ہوں''...... جوانا نے کہا۔

''ابھی تو ان کا سراغ لگانا پڑے گا اور تمہارا یہاں رہنا اس لئے ضروری ہے کہ ایسا حملہ دوبارہ بھی ہو سکتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ویسے تم نے مجھے بتانا ضرور ہے''...... جوانا نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور جوانا مڑ کر اندر چلا گیا جبکہ ٹائیگر واپس اپنی کار میں بیٹھ کر روانہ ہو گیا۔ اس کا ذہن مسلسل کنگ ایڈورڈ کے خاص آدمی والٹ کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ سیکورٹی گارڈ ہاشم نے ایک حملہ آور کی جو پہچان بتائی تھی کہ مونچھیں نہ رکھنے کے باوجود وہ مسلسل ایک ہاتھ مونچھوں پر رکھ کر اس طرح انگلیوں کو حرکت دے رہا تھا جیسے مونچھوں کو تاؤ دے رہا ہو اور پھر سیکورٹی گارڈ ہاشم نے اس بات کی بھی تصدیق کر دی کہ اس آدمی کی ناک جہاں پیشانی سے مل رہی تھی وہاں زخم کا نشان تھا۔ یہ دونوں نشانیاں ایک خطرناک مجرم والٹ کی تھیں۔ والٹ، کنگ ایڈورڈ کے گروپ کا تھا اور کنگ ایڈورڈ کا انڈر ورلڈ میں بڑا نام تھا۔ وہ ہر بڑے جرم کے پیچھے رہتا تھا اور انڈر ورلڈ میں یہاں تک مشہور تھا کہ اس سے حکومت بھی خوفزدہ رہتی تھی۔ ٹائیگر اب یہی سوچ رہا تھا کہ اس والٹ کو پہلے ٹریس کرے یا براہ راست اس کنگ ایڈورڈ پر ہاتھ ڈال دے لیکن پھر اس نے فیصلہ کر لیا کہ اس

والٹ کو تلاش کر کے اس سے بات کی جائے اور پھر اس بات چیت کی روشنی میں کنگ ایڈورڈ سے نمٹا جائے لیکن اسے والٹ کے مخصوص اڈوں کا علم نہ تھا۔ کبھی کبھار والٹ اچانک کسی کلب یا ہوٹل میں نظر آ جاتا تھا۔ ٹائیگر اور والٹ میں ہیلو ہیلو ضرور تھی لیکن ٹائیگر نے کبھی اسے منہ نہ لگایا تھا کیونکہ وہ ایسے لوگوں کو بہت چھوٹے ذہن کا سمجھتا تھا۔ وہ کافی دیر تک یہی سوچتا رہا کہ والٹ کو کہاں ٹریس کرے کہ اچانک اسے پرنس گلاڈ کا خیال آ گیا۔ پرنس گلاڈ حساس اسلحہ انڈر ورلڈ میں فروخت کرتا تھا۔ اس کا مستقل ٹھکانہ راڈ کلب میں تھا۔ اسلحہ لینے والے اور اسلحہ اسے فروخت کرنے والے سب اس سے راڈ کلب میں ہی ملتے تھے اور چونکہ اسلحہ انڈر ورلڈ میں ناگزیر سمجھا جاتا تھا اس لئے انڈر ورلڈ کے تمام لوگ اس سے رابطے میں رہتے تھے۔ یہ درست ہے کہ انڈر ورلڈ میں اور بھی بہت اسلحہ ڈیلرز تھے لیکن پرنس گلاڈ کی ڈیلنگ ایسی تھی کہ سب اسے اپنا دوست سمجھتے تھے۔ ٹائیگر کے ساتھ بھی اس کی دوستی تھی اس لئے ٹائیگر نے اس کا خیال آتے ہی اس سے ملاقات کا فیصلہ کر لیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ راڈ کلب پہنچ گیا۔ اس نے کار پارکنگ میں کھڑی کی اور پھر کار لاک کر کے کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ہال تقریباً خالی تھا لیکن ایک کونے میں بیٹھا ہوا پرنس گلاڈ اسے نظر آ گیا۔ وہ بیٹھا شراب پی رہا تھا۔ ٹائیگر اس کی طرف بڑھا۔

''اوہ ٹائیگر تم اور یہاں''...... پرنس گلاڈ نے اسے دیکھ کر اٹھ کر

اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

''میں تمہیں تلاش کرتا ہوا آیا ہوں''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر چند رسمی جملوں کے بعد دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''کیا پیو گے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم شراب نہیں پیتے''۔ پرنس گلاڈ نے ویٹر کو بلانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''ایپل جوس''...... ٹائیگر نے کہا تو پرنس گلاڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ویٹر کے قریب آنے پر اس نے اسے ٹائیگر کے لئے ایپل جوس لانے کا کہہ دیا اور ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

''کوئی خاص بات تھی جو تم مجھے تلاش کر رہے تھے''...... پرنس گلاڈ نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے والٹ سے کام تھا اور مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں ملتا ہے۔ مجھے یقین تھا کہ تمہیں اس بارے میں معلوم ہو گا''۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ کنگ ایڈورڈ والا والٹ یا کوئی اور ہے''...... پرنس گلاڈ نے کہا۔

''ہاں وہی''...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ویٹر نے ایپل جوس کا گلاس لا کر ٹائیگر کے سامنے رکھ دیا۔ اس میں سٹرا بھی موجود تھا۔

''وہ تو کلر ہے۔ تمہیں اس سے کیا کام پڑ گیا''...... پرنس

نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ وہ کلر ہے لیکن میں نے اس سے کوئی کلنگ نہیں کرانی۔ چند معلومات حاصل کرنی ہیں جن کا اسے اچھا معاوضہ بھی ملے گا''...... ٹائیگر نے کہا اور سٹرا سے منہ لگا کر جوس سپ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

''اس کی رہائش تو گلیکسی ٹاؤن میں ہے۔ شاید کوٹھی نمبر ایک سو بارہ ہے لیکن زیادہ تر وہ رین بو رہائشی پلازہ کے ایک فلیٹ میں گزارتا ہے جہاں اس کی دوست لڑکی میری رہتی ہے۔ اگر کہو تو میں اسے فون کر کے کنفرم کرا دوں۔ میرے پاس اس کا سیل نمبر موجود ہے''...... پرنس گلاڈ نے شراب کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

''میرا مت بتانا ورنہ وہ ذہن بنا لے گا۔ میں اسے سرپرائز دینا چاہتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں۔ بہانہ میرے پاس موجود ہے۔ اس نے مجھے کافی عرصے سے ریکی مشین پسٹل کا کہا ہوا ہے اس بار وہ میں نے منگوا لیا ہے''...... پرنس گلاڈ نے کہا تو ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔ پرنس گلاڈ نے کوٹ کی اندرونی جیب سے سیل فون نکالا اور اسے آن کر کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں شاید اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تھا کہ دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔ پھر فون اٹنڈ کر لیا گیا۔

''لیس''...... ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

''پرنس گلاڈ بول رہا ہوں والٹ''...... پرنس گلاڈ نے کہا۔

''اوہ تم۔ آج کیسے یاد کر لیا۔ کوئی خاص بات''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہاں۔ تمہاری فرمائش پوری کرنی تھی۔ ریکی مشین پسٹل تمہارے لئے میں نے خصوصی طور پر ایکریمیا سے منگوا لیا ہے۔ کہاں ہو اس وقت''...... پرنس گلاڈ نے کہا۔

''میں خود تم سے لے لوں گا۔ اس وقت میں سفر میں ہوں''۔ والٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سفر میں کہاں جا رہے ہو''...... پرنس گلاڈ نے چونک کر پوچھا۔

''جا نہیں رہا بلکہ آ رہا ہوں۔ اس وقت پریم نگر کراس کر رہا ہوں''...... والٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ جب پہنچ جاؤ تو راڈ کلب میں مجھ سے ملتے جانا۔ تمہاری امانت میں نے اپنے پاس ہی رکھی ہوئی ہے''...... پرنس گلاڈ نے کہا۔

''ٹھیک ہے شکریہ''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو پرنس گلاڈ نے فون آف کر کے جیب میں رکھ لیا۔

''او کے۔ بے حد شکریہ۔ اب مجھے اجازت۔ اب کل ہی اس سے ملاقات ہو سکے گی''...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر پرنس

گلاڈ سے مصافحہ کر کے وہ مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار رین بو رہائشی پلازہ کی طرف بڑھ رہی تھی کیونکہ اسے والٹ کی اس بات کا یقین نہ آیا تھا کہ وہ سفر میں ہے اور واپس آ رہا ہے۔ اسے معلوم تھا کہ دارالحکومت سے پریم نگر کا فاصلہ چار سو کلو میٹر سے بھی زیادہ ہے اور والٹ نے ہسپتال پر کارروائی تقریباً ڈیڑھ گھنٹے پہلے کی ہے۔ اتنی دیر میں وہ پریم نگر سے بھی آگے پہنچ گیا اور اب واپس بھی آ رہا ہے۔ وہ چونکہ پیشہ ور قاتل تھا اس لئے وہ ہر وقت محتاط رہتا تھا اور ان کلرز کی نفسیات بھی وہ جانتا تھا کہ کسی انسان کو ہلاک کرنے والے قاتل کے اعصاب پر انسانی موت کا اس قدر دباؤ پڑتا ہے کہ وہ نفسیاتی طور پر پاگل پن کے قریب پہنچ جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں یہ لوگ کئی کئی روز ایسی عورتوں کے ساتھ گزارتے ہیں جنہیں وہ فرینڈ کہتے ہیں۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ والٹ اپنی دوست میری کے پاس ہی ہو گا اور اس نے پرنس گلاڈ کو خوبصورت انداز میں ٹال دیا تھا۔ چنانچہ کچھ دیر بعد اس کی کار رین بو رہائشی پلازہ کی پارکنگ میں داخل ہو رہی تھی۔ کار کو پارک کر کے وہ باہر آیا اور اس نے کار کو لاک کیا ہی تھا کہ ایک نوجوان تیزی سے اس کے قریب آیا۔ اس کے ہاتھ میں ٹوکن تھا۔ اس نے ٹائیگر کو سلام کیا اور ایک کارڈ اس کی طرف بڑھا دیا۔

''تم کب سے یہاں کام کر رہے ہو''...... ٹائیگر نے جیب سے

ایک بڑا نوٹ نکال کر اس نوجوان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

’’جناب۔ یہاں سروس فری ہے۔ ویسے میں پانچ سال سے یہاں کام کر رہا ہوں‘‘...... نوجوان نے کہا۔

’’رکھ لو۔ میری طرف سے کوئی اچھی چیز کھا پی لینا‘‘...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’شکریہ جناب‘‘...... نوجوان نے نوٹ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

’’یہاں ایک صاحب آتے جاتے رہتے ہیں ان کا نام والٹ ہے۔ کیا تم اسے جانتے ہو‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’یس سر۔ ان کی وہ بلیو کلر کی کار ہے‘‘...... نوجوان نے ایک کونے میں موجود بلیو کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پھر ایک کار کے اندر داخل ہونے پر وہ سلام کر کے ادھر بڑھ گیا تو ٹائیگر۔ پلازہ کے آفس کی طرف بڑھ گیا کیونکہ پرنس گلاڈ نے فلیٹ کا نمبر نہیں بتایا تھا اور ٹائیگر نے دانستہ اس سے تفصیل نہ پوچھی تھی ورنہ وہ مشکوک بھی ہو سکتا تھا لیکن اسے والٹ کی فرینڈ میری کا نام معلوم تھا۔ آفس میں داخل ہو کر وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھا جہاں ایک لڑکی سٹول پر بیٹھی ہوئی تھی۔

’’یس سر۔ فرمایئے‘‘...... لڑکی نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے ٹائیگر سے کہا۔

’’یہاں مس میری رہتی ہیں اور میرے دوست والٹ بھی ان

کے پاس آتے جاتے رہتے ہیں۔ فلیٹ نمبر کیا ہے ان کا‘‘۔ ٹائیگر نے کہا تو لڑکی نے جھک کر دراز میں سے ایک رجسٹر نکالا اور پھر اسے کاؤنٹر پر رکھ کر اس نے اسے کھولا اور پھر چند ورق پلٹنے کے بعد اس کی نظریں ایک صفحے پر رک گئیں۔

’’تین سو تین نمبر ہے مس میری فلاور کے فلیٹ کا‘‘...... لڑکی نے کہا۔

’’مطلب ہے تیسری منزل کا تیسرا کمرہ‘‘...... ٹائیگر نے کہا تو لڑکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’شکریہ‘‘...... ٹائیگر نے کہا اور مڑ کر آفس سے باہر آ گیا۔ ایک طرف سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں تو دوسری طرف دو لفٹیں بھی مسلسل کام کر رہی تھیں۔ ٹائیگر لفٹ کی طرف بڑھ گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ تیسری منزل پر پہنچ گیا۔ وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ میری کے فلیٹ کا دروازہ بند تھا۔ دروازے کے باہر میری فلاور کی نیم پلیٹ بھی موجود تھی۔ جس پر صرف اس کا نام لکھا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے گھنٹی کا بٹن پریس کر دیا۔

’’کون ہے‘‘...... کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

’’میرا نام جبران ہے۔ میں پلازہ انتظامیہ کی طرف سے حاضر ہوا ہوں۔ ایک نوٹس آپ تک پہنچانا ہے‘‘...... ٹائیگر نے قدرے مؤدبانہ لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔

''نوٹس۔ کس بات کا نوٹس''...... اندر سے چونک کر پوچھا گیا۔

''سپیشل میٹنگ کا۔ جس میں فلیٹس کے کرائے بڑھانے یا نہ بڑھانے کے بارے میں بات ہو گی۔ وہاں آپ کی شرکت ضروری ہے ورنہ آپ کے فلیٹ کا کرایہ بڑھا دیا جائے گا''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''نوٹس دروازے کے نیچے سے اندر کھسکا دو''...... اندر سے کہا گیا۔

''سوری میڈم۔ اکنالجمنٹ پر آپ کے دستخط لینے ہیں''۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ میں آ رہی ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کٹک کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر دروازے کے قریب کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ کھلا تو ایک نوجوان لڑکی دروازے پر کھڑی نظر آئی۔ وہ ناکافی لباس میں تھی۔

''کہاں ہے نوٹس۔ دو''...... لڑکی نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے ٹائیگر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے بڑھا اور لڑکی چیختی ہوئی ہوا میں قلا بازی کھا کر ایک دھماکے سے فرش پر بچھے ہوئے قالین پر جا گری۔

''کون ہے۔ کیا ہوا میری''...... اندرونی کمرے سے ایک مردانہ آواز سنائی دی اور ٹائیگر کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی کیونکہ وہ

آواز پہچان چکا تھا۔ یہ آواز والٹ کی ہی تھی۔ وہ پرنس گلاڈ کے فون کرنے پر والٹ کی آواز پہلے سن چکا تھا۔ ٹائیگر نے دروازہ بند کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں والٹ بستر سے نیچے اتر رہا تھا کہ ٹائیگر کو دیکھ کر وہ اس طرح اچھلا کہ بیڈ سے ٹکرا کر آدھا بیڈ پر اور آدھا بیڈ کے نیچے ہو گیا۔ ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے گلے پر ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے میری کی طرح والٹ بھی فضا میں قلا بازی کھا کر ایک دھماکے سے بیڈ پر جا گرا اور پھر چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ اس کے سر پر اور دوسرا اس کے کاندھے پر رکھ کر اسے مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو والٹ کا جسم ایک بار پھر اچھلا اور پھر ساکت ہو گیا لیکن اس کے چہرے کا زرد پڑتا ہوا رنگ دوبارہ بحال ہونا شروع ہو گیا تو ٹائیگر مڑا اور واپس پہلے والے کمرے میں آ کر اس نے فرش پر پڑی میری کو دیکھا۔ وہ زندہ تو تھی لیکن اس کی حالت بے حد خراب ہو رہی تھی۔ ٹائیگر نے ایک ہاتھ اس کے سر پر اور دوسرا ہاتھ اس کے کاندھے پر رکھ کر مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو لڑکی کا جسم ایک بار زور سے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا لیکن اس کا پھیکا پڑا ہوا چہرہ دوبارہ تیزی سے بحال ہونا شروع ہو گیا تو ٹائیگر نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلایا اور واپس اس کمرے میں آ گیا جہاں والٹ بے ہوش پڑا تھا۔ ٹائیگر نے ایک کھڑکی کا پردہ اتارا۔ اسے رسی کی طرح بنا کر

اس نے والٹ کو اٹھا کر ایک بازوؤں والی کرسی پر ڈالا اور پردے کی بنی ہوئی رسی سے اس نے اسے کرسی کے ساتھ جکڑ دیا۔ پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کا منہ اور ناک بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو اس نے ہاتھ ہٹائے اور دو قدم پیچھے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ لڑکی کو کم از کم چھ سات گھنٹوں سے پہلے ہوش نہ آئے گا اس لئے وہ اس کی طرف سے مطمئن تھا۔ پھر اس کو خیال آیا کہ اس نے بیرونی دروازہ اندر سے لاک نہیں کیا تو وہ اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا واپس بیرونی دروازے کی طرف بڑھا اور پھر دروازے کو اندر سے لاک کر کے اس نے میری فلاور کو چیک کیا تو وہ اب نارمل انداز میں سانس لے رہی تھی لیکن اس کی حالت بتا رہی تھی کہ اسے واقعی چھ سات گھنٹوں سے پہلے ہوش نہیں آ سکتا۔ وہ واپس اندرونی کمرے میں آیا تو اس نے والٹ کو ہوش میں آنے کے پراسیس سے گزرتے ہوئے دیکھا لیکن ٹائیگر اطمینان سے سامنے موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ والٹ ایک کلر ہے اور فیلڈ میں کام کرنے والا آدمی نہیں ہے اس لئے وہ ہوش میں آ جانے کے باوجود اپنے آپ کو رسی کی بندش سے آزاد نہیں کرا سکتا اور نہ ہی فائٹ کر سکتا ہے۔

''تم۔ تم۔ ٹائیگر تم۔ یہ سب کیا ہے''...... اسی لمحے والٹ نے آنکھیں کھولتے ہی سامنے بیٹھے ہوئے ٹائیگر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اس کا جسم اس طرح کسمسا رہا تھا جیسے اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ ٹائیگر چونکہ اصل چہرے میں تھا اور والٹ اسے اچھی طرح پہچانتا تھا اس لئے وہ ٹائیگر کو سامنے بیٹھے دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔

''مجھے معلوم ہے کہ تم کلر ہو اور کنگ ایڈورڈ گروپ میں تمہاری خاصی اہمیت ہے اور تم نے اپنے ایک ساتھی کے ساتھ سپیشل ہسپتال کے عقبی حصے میں جہاں میرا استاد عمران صاحب زیر علاج ہیں گن میزائل سے فائر کر کے انہیں ہلاک کرنے کی کوشش کی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہیں یہ ٹاسک کنگ ایڈورڈ نے دیا ہو گا لیکن میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تمہارا ساتھی کون تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے تو ایسا کوئی کام نہیں کیا''۔ والٹ نے کہا۔

''سپیشل ہسپتال کے عقبی طرف ایک چار منزلہ عمارت ہے جس کی چوتھی منزل کے ایک خالی کمرے کی کھڑکی سے تم نے گن میزائل کے ذریعے سپیشل ہسپتال پر خوفناک میزائلوں کی بارش کر دی تھی۔ تمہیں شاید معلوم نہیں کہ وہاں اس بات کے ثبوت موجود ہیں اور انہی ثبوتوں کے ذریعے میں یہاں تک پہنچا ہوں اور میرے پاس وقت نہیں ہے۔ اگر تم جلد از جلد بتا دو تو تمہارا ہی فائدہ ہو گا ورنہ مجھے تمہارے ساتھ وہ سلوک کرنا پڑے گا جو انسان تو ایک طرف کسی درندے کے ساتھ بھی روا نہیں رکھا جاتا لیکن پھر تمہارا

انجام بھی کلرز جیسا ہی ہونا چاہیے۔ بولو۔ تمہارا دوسرا ساتھی کون تھا''...... ٹائیگر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا''۔ والٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے کوٹ کی اندرونی جیب سے خنجر نکالا اور کرسی سے اٹھ کر والٹ کی طرف بڑھا۔ اس کے ہاتھ میں خنجر چمک رہا تھا کہ اچانک اس کی ٹانگوں پر ضرب لگی اور وہ اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا جبکہ والٹ کرسی سمیت سائیڈ پر گرا اور دوسرے لمحے وہ کرسی کی گرفت سے باہر آ چکا تھا۔ ٹائیگر نیچے گرتے ہی تیزی سے اٹھا۔ خنجر اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا تھا۔ ٹائیگر نے اٹھتے ہی والٹ پر چھلانگ لگا دی لیکن والٹ تیزی سے رول ہوتا ہوا وہاں سے ہٹ گیا اور ٹائیگر اس جگہ منہ کے بل گرا جہاں ایک لمحے پہلے والٹ موجود تھا لیکن ٹائیگر نے نیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے قلابازی کھائی اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور والٹ جو کسی کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح اچھلا ہی تھا کہ ٹائیگر کی گھومتی ٹانگ کی ضرب کھا کر چیختا ہوا واپس نیچے گرا ہی تھا کہ ٹائیگر کی دوسری ٹانگ تیزی سے گھومی اور والٹ کی پشت پر پوری قوت سے ضرب لگی جس کے نتیجے میں کٹک کی آواز کے ساتھ ہی والٹ کے حلق سے مسلسل چیخیں نکلنے لگیں۔ وہ اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اٹھنے کی بجائے واپس گر پڑتا تھا۔ ٹائیگر نے اسے گردن سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے اٹھا کر کرسی پر ڈال دیا جہاں

اب وہ اس انداز میں پڑا تھا جسے اس کے جسم سے تمام توانائی غائب ہو گئی۔ وہ مسلسل کراہ رہا تھا۔

''تمہاری ریڑھ کی ہڈی کا ایک ایسا مہرہ میں نے ڈس لوکیٹ کر دیا ہے کہ اب تم اپنی مرضی سے حرکت بھی نہ کر سکو گے البتہ میرے پاس اس کا علاج موجود ہے اور میرا وعدہ ہے کہ تم مجھے سب کچھ سچ سچ بتا دو تو میں تمہاری ریڑھ کی ہڈی دوبارہ ایڈجسٹ کر دوں گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''مجھ پر یقین کرو میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جو تم کہہ رہے ہو''...... والٹ نے رک رک کر اور مسلسل کراہتے ہوئے جواب دیا۔

''تم اپنی فطرت سے مجبور ہو۔ ٹھیک ہے۔ میں نے خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کیا''...... ٹائیگر نے کہا اور اس طرف کو بڑھ گیا جہاں اس کا خنجر پڑا تھا۔ خنجر اٹھا کر وہ واپس پلٹا اور پھر اس نے والٹ کے سر کے بال پکڑ کر اس کا سر اونچا کیا اور دوسرے لمحے کمرہ والٹ کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کی ناک کا ایک نتھنا آدھے سے زیادہ کٹ گیا تھا۔ ابھی اس کی چیخ کی بازگشت ختم نہ ہوئی تھی کہ ٹائیگر نے دوسرا نتھنا بھی خنجر کے وار سے آدھے سے زیادہ کاٹ دیا اور کمرہ ایک بار پھر والٹ کی چیخ سے گونج اٹھا۔ ٹائیگر نے اس بار ہاتھ موڑا اور پھر خنجر کے دستے کی ضرب اس نے والٹ کی پیشانی میں ابھر آنے والی موٹی سی رگ پر

مار دی اور والٹ کے جسم میں اس انداز میں تھرتھری سی پھیلتی چلی گئی جیسے ہزاروں وولٹیج کا الیکٹرک کرنٹ اس کے جسم سے گزر رہا ہو۔ اس کا چہرہ پسینے سے تر ہو گیا تھا۔ ٹائیگر نے دوسری ضرب لگا دی اور اس بار الٹ کی آنکھیں پھیل گئیں اور جسم میں تھرتھراہٹ کی بجائے جھٹکے نمایاں ہو گئے۔

''بتاؤ کون تھا تمہارے ساتھ۔ بولو''...... ٹائیگر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ اسے معلوم تھا کہ اب والٹ لاشعور کے تحت سب کچھ بتا دے گا۔

''تھامسن تھا میرے ساتھ۔ تھامسن۔ تھامسن''...... والٹ نے رک رک کر کہا۔

''کس نے تمہیں ایسا کرنے کے لئے کہا تھا''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''کنگ ایڈورڈ نے ہم دونوں کو بلا کر ہمیں یہ ٹاسک دیا تھا۔ میں نے پہلے ہسپتال اور اردگرد کا جائزہ لیا۔ پھر عقبی عمارت سے میزائل فائر کر دیئے لیکن باوجود اس قدر میزائل فائر کرنے کے نتیجہ ہمارے مطلب کا برآمد نہیں ہوا۔ سپیشل ہسپتال کا یہ پورشن بم پروف انداز میں بنایا گیا تھا اس لئے وہ مکمل طور پر تباہ نہ ہو سکا۔ ہم نے وہاں سے واپس آ کر کنگ کو تفصیلی رپورٹ دی تو اس نے حکم دیا کہ ہم دو روز بعد ایک بار پھر حملہ کریں اور دوسرے حملے میں کالاگ میزائل گن استعمال کریں جو وہ ایکریمیا سے منگوا کر دے

گا۔ کیونکہ کالاگ میزائل پہاڑوں کو ان کی جگہ سے غائب کر دیتے ہیں''...... والٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تھامسن کہاں ہو گا اس وقت''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''وہ کراس کلب کے کمرہ نمبر ایک سو چار میں رہتا ہے۔ وہ وہیں ہو گا''...... والٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کا فون نمبر کیا ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا تو والٹ نے بتا دیا۔ وہ اب بالکل کسی بچے کی طرح سب کچھ بتائے چلا جا رہا تھا۔ اس نے فون نمبر بتا دیا تو ٹائیگر نے دوسرے ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر پوری قوت سے اس کے سینے میں اتار دیا۔ دل میں اتر جانے والے خنجر نے والٹ کو چند لمحوں سے زیادہ پھڑکنے نہ دیا اور اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔ ٹائیگر نے خنجر واپس کھینچا اور اسے والٹ کے لباس سے اچھی طرح صاف کر کے وہ مڑا اور پہلے کمرے میں آیا۔ وہاں فرش پر بے ہوش پڑی میری فلاور کو چیک کر کے وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ بے ہوش پڑی میری فلاور کو ہلاک نہ کرنا چاہتا تھا اس لئے وہ دروازہ کھول کر باہر آیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''یہ آخر کیا ہو رہا ہے۔ اس طرح تو یہ کام ختم نہ ہو گا۔ ایک کا خاتمہ ہوتا ہے تو دوسرا سامنے آ جاتا ہے۔ کب تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا''...... کار میں بیٹھتے ہوئے ٹائیگر کے ذہن میں سوال ابھرا تو اس نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ از خود لوسانو جا کر اس

کرنل جیمز کا خاتمہ کر دے گا لیکن ظاہر ہے اس کے لئے عمران صاحب کی اجازت ضروری تھی اس لئے اس نے کار کا رخ ایک بار پھر سپیشل ہسپتال کی طرف موڑ دیا لیکن پھر اسے خیال آیا کہ تھامسن اور کنگ ایڈورڈ دونوں کا خاتمہ ضروری ہے کیونکہ والٹ نے بتایا تھا کہ کنگ نے کالاگ میزائل گن ایکریمیا سے منگوائی تھی۔ جہاں تک اس بات کا تعلق تھا کہ عمران صاحب کو وہ کیسے ٹریس کریں گے تو اسے معلوم تھا کہ ہسپتال کا کوئی ملازم ہی ہو گا جو معاوضہ کے لالچ میں انہیں سب کچھ بتا دے گا۔ اس لئے پہلے اس کنگ کا خاتمہ کیا جائے پھر تھامسن کا اور اس کے بعد لوسانو جا کر اس کرنل جیمز کا خاتمہ کیا جائے۔ چنانچہ اس نے کار کو اگلے چوک سے موڑا اور کنگ ایڈورڈ کے شوٹنگ انسٹی ٹیوٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ اسے اب صرف کنگ کے جسم میں گولیاں اتارنا تھیں اور یہی انجام تھامسن کا بھی ہونا تھا۔ یہ ٹائیگر کا فیصلہ تھا۔

صفدر اپنے ساتھیوں سمیت اس وقت لوسانو سے ملحقہ ملک کاریز کے سرحدی شہر کاسمس کے ایک ہوٹل میں موجود تھا۔ وہ سب اس وقت یورپی میک اپ میں تھے اور صفدر انہیں لیڈ کر رہا تھا اور پاکیشیا سے کاریز پہنچنے کا فیصلہ بھی صفدر کا ہی تھا۔ گو تنویر نے اس پر اعتراض کیا تھا لیکن صفدر نے اسے یہ کہہ کر خاموش کر دیا تھا کہ اب اگر اس نے دوبارہ تنقید کی تو وہ ایکسٹو کو فون کر کے شکایت کر دے گا اور تنویر جانتا تھا کہ چیف کس قدر اصول پسند ہے اس لئے وہ خاموش ہو گیا تھا۔ لوسانو کے دارالحکومت کا نام بھی لوسانو ہی تھا اور وہ یہاں سے تقریباً چھ سو کلو میٹر کے فاصلے پر تھا۔

''ہم یہاں رہ کر کیا کریں گے۔ تم نے بتایا نہیں صفدر''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔ وہ سب صفدر کے کمرے میں اکٹھے موجود تھے۔

''میں چاہتا ہوں کہ پہلے خود جا کر کاسان کا چکر لگا آؤں۔ وہاں کے حالات اور وہاں موجود لیبارٹری کے بارے میں فرسٹ

ہیڈ معلومات حاصل کروں کیونکہ وہاں اگر کوئی نگرانی پر مامور ہو گا تو یقیناً وہ گروپ کے انتظار میں ہو گا۔ اکیلے آدمی پر ان کی توجہ نہ جائے گی''...... صفدر نے کہا۔

''اس طرح تو تمہیں کافی وقت لگ جائے گا اور ہم یہاں فارغ بیٹھے کیا کریں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میں ایک رائے دوں''...... صالحہ نے کہا۔

''ہاں بولو''...... صفدر نے کہا۔

''ہم دو دو کا گروپ بنا لیں۔ ایک دوسرے سے علیحدہ بھی رہیں اور ایک دوسرے کا خیال بھی رکھیں۔ ہمارے پاس سپیشل سیل فون بھی ہیں جن سے ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ دونوں گروپ ادھر ادھر وقت ضائع کرنے کی بجائے سیدھے کاسان جائیں اور لیبارٹری پر کام کریں۔ اس طرح وقت ضائع ہونے سے بچ جائے گا اور مشن بھی مکمل ہو جائے گا۔ فارمولے کے حصول کے بعد ہم لارڈز کے ہیڈکوارٹر اور اس کے چیف کا خاتمہ بھی کر سکتے ہیں''...... صالحہ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ یہ بہتر روڈ میپ ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اوکے۔ تو پھر گروپ بنا لیں۔ صالحہ تم کس کے ساتھ کام کرنا پسند کرو گی''...... صفدر نے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''آپ کے ساتھ''...... صالحہ نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو صفدر سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''اوکے۔ صالحہ میرے ساتھ ہو گی اور کیپٹن شکیل اور تنویر دوسرا گروپ۔ لیکن ایک بات کا خیال رکھیں کہ ہم نے مشن بھی مکمل کرنا ہے اور اپنے ساتھیوں اور اپنے آپ کو بھی تحفظ دینا ہے اس لئے ایسا نہ ہو کہ ایک گروپ کارکردگی میں بہت آگے بڑھ جائے اور دوسرا دھکے کھاتا پھر رہا ہو۔ کسی بھی بڑی کامیابی کو ساتھیوں سے شیئر کرنا ضروری ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہمیں بچے سمجھ کر پڑھانا نہ شروع کر دو۔ تم لیڈر بنے ہو، دادی اماں نہیں بن گئے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ایک بار پھر سب ہنس پڑے۔

''لیکن کیا گروپس کو علیحدہ علیحدہ رہائش رکھنا ہو گی''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''نگرانی سے بچنے کے لئے چاہئے تو ایسا ہی''...... صفدر نے کہا۔

''سپیشل سیل فون کے ذریعے ایک دوسرے کو آگاہ کیا جا سکتا ہے''...... صالحہ نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ کوئی بات کرتا، صفدر کے سپیشل سیل فون کی گھنٹی بجنے لگی تو سب چونک پڑے۔ صفدر نے کوٹ کی اندرونی جیب سے سیل فون نکالا اور اس کی سکرین دیکھ کر چونک پڑا کیونکہ سکرین پر ایکسٹو کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ کال ایکسٹو کی طرف سے کی جا رہی ہے۔ اس نے رابطے کا بٹن پریس کیا اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس چیف۔ مارشل بول رہا ہوں''...... صفدر نے اصل نام بتانے کی بجائے موجودہ کاغذات اور میک اپ کے ساتھ جو نام رکھا گیا تھا وہ بتاتے ہوئے کہا۔

''تم کاسمس میں کیوں رک گئے ہو۔ تمہیں براہ راست کاسان جانا ہے۔ وقت مت ضائع کرو اور کاسان میں تمہیں رہائش اور کار بھی مل جائے گی۔ بلیک پینتھر کلب کے مالک اور جنرل مینجر ایڈم سے میرے حوالے سے رابطہ کرنا''...... چیف نے اپنے مخصوص لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ ہم اس لئے رک گئے تھے کہ ٹارگٹ کے بارے میں مزید معلومات حاصل کر لیں اور ہم نے نگرانی سے بچنے کے لئے دو گروپس بنا لئے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''گروپوں سے نقصان ہوتا ہے اور آخر کار گروپ توڑنے پڑتے ہیں۔ تم تجربہ کار ہو۔ نگرانی سے بچنے کے لئے اور بہت سے دوسرے طریقے موجود ہیں''...... چیف نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور صفدر نے فون آف کر دیا۔

''لو اور بنا لو گروپ''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''چیف کی باخبری حیران کن ہے۔ ہم یہاں رکے ہیں تو چیف کو معلوم ہے اور کاسان میں چیف نے بااعتماد آدمی بھی ڈھونڈ نکا ہے''...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چیف ٹیم کو بھیج کر اس سے لاتعلق نہیں ہو جاتا۔ اس کے آدمی ہر جگہ موجود ہوتے ہیں جن سے انہیں مختلف معلومات ملتی رہتی ہیں''...... صفدر نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ صفدر نے میز پر موجود فون اٹھایا۔ اسے ڈائریکٹ کر کے اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔ چونکہ اقوام متحدہ کے تحت پوری دنیا میں انکوائری کا ایک ہی نمبر تھا اس لئے انکوائری کا نمبر کسی سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہ رہی تھی۔

''انکوائری پلیز''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ایئرپورٹ پر معلومات مہیا کرنے والے کاؤنٹر کا نمبر دیں''...... صفدر نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ صفدر نے کریڈل دبایا اور پھر دوبارہ ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس۔ ایئرپورٹ انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ہمیں کاسان کے لئے فلائٹ چاہئے۔ پہلی فلائٹ جو دستیاب ہو''...... صفدر نے کہا۔

''سوری۔ کاسان میں کوئی ایئرپورٹ نہیں ہے۔ وہاں فلائٹس نہیں جاتیں البتہ وہاں جانے کے لئے آپ کو یہاں سے آنان کی

بندرگاہ ایلسان جانا ہو گا۔ وہاں سے کسی موٹر لانچ یا فیری کے ذریعے آپ کاسان پہنچ جائیں گے''...... دوسری طرف سے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا گیا۔

''کیا آنان جانے کے لئے فلائٹ دستیاب ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ ایک گھنٹے بعد فلائٹ ہے جو یہاں سے آنان کے لئے روانہ ہو گی''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوکے۔ ہم ائیرپورٹ پر پہنچ رہے ہیں۔ تھینکس''...... صفدر نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

''میں ہوٹل کے کاؤنٹر پر جا رہا ہوں تاکہ چیک آؤٹ ہو سکیں۔ آپ لوگ اپنے اپنے بیگ لے کر کاؤنٹر پر پہنچ جائیں''...... صفدر نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ائیرپورٹ پہنچ گئے اور پھر ایک گھنٹے کی فلائٹ کے بعد وہ آنان پہنچ گئے۔ آنان کافی بڑا شہر تھا۔ چونکہ یہاں بین الاقوامی بندرگاہ تھی اس لئے یہاں کے پورے ماحول پر سمندر کے اثرات نمایاں تھے۔ ائیرپورٹ پر سیاحوں کے لئے مناسب ہوٹل کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے بعد وہ سب گارنش ہوٹل پہنچ گئے۔ یہ درمیانے درجے کا ہوٹل تھا جو سیاحوں کے لئے اس لئے پسندیدہ تھا کہ یہاں سہولیات کے مقابلے میں اخراجات نسبتاً کم تھے اور ہر سیاح چاہے وہ کتنا ہی دولت مند کیوں نہ ہو سیاحت کے دوران کم

سے کم رقم خرچ کر کے زیادہ سے زیادہ سہولیات اور آسائشیں حاصل کرنا چاہتا ہے۔ انہوں نے ہوٹل روم سروس کے ذریعے ہاٹ کافی منگوا لی تھی اور اب وہ بیٹھے کافی پینے میں مصروف تھے۔

''کافی کا ذائقہ کچھ منفرد نہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہر علاقے میں انسانوں کی طرح ذائقے بھی بدل جاتے ہیں۔ یہاں کے لوگ ایسی کافی پینا پسند کرتے ہوں گے''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہماری نگرانی تو شروع ہو چکی ہو گی''...... صالحہ نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''کیوں۔ وجہ''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ائیرپورٹ کے پبلک لاؤنج میں میک اپ چیک کرنے والے کیمرے بھی میں نے کچھ لوگوں کے ہاتھ میں دیکھے تھے لیکن چونکہ ہمارا میک اپ خصوصی ساخت کا ہے اس لئے وہ تو ہمیں پہچان نہ سکے ہوں گے لیکن جب آپ ہوٹل کے بارے میں معلومات حاصل کرنے گئے تھے تو میں نے غیر ملکی سیاحوں کے پیچھے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو نگرانی کرنے والی کیمرہ نما مشین اٹھائے ہوئے تھے البتہ میں نے کوشش کی کہ اپنی نگرانی چیک کر سکوں لیکن مجھے کوئی نظر نہیں آیا''...... صالحہ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خطرہ محسوس کرتے ہیں اس لئے پیشگی بندوبست تو کیا گیا ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''اب کیا پروگرام ہے''...... خاموش بیٹھے ہوئے تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پروگرام یہی ہے کہ کل ہم یہاں سے فیری کے ذریعے کاسان شفٹ ہو جائیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''کل کیوں۔ آج کیوں نہیں۔ یہاں بیٹھ کر ہم نے کیا کرنا ہے''...... تنویر نے اپنی فطرت کے مطابق بولتے ہوئے کہا۔

''سیاح اتنی جلدی سفر نہیں کرتے۔ اگر ہم سیاح بنے ہوئے ہیں تو سیاحوں جیسی نفسیات بھی استعمال کرنا ہوں گی ورنہ ہمیں مشکوک قرار دے دیا جائے گا اور پھر لارڈز یہودی ایجنسی ہے۔ یہ تو صرف شبہ میں ہی ہلاک کر سکتے ہیں''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم لیڈر ہو اس لئے جو کہو وہ ٹھیک ہے''...... تنویر نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا تو صفدر بجائے غصہ کرنے کے الٹا ہنس پڑا۔

''میں تمہیں لیڈر بنا سکتا ہوں لیکن تم نے ہمیں بھگا بھگا کر مار دینا ہے''...... صفدر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ تنویر بھی مسکرانے لگا۔

''میں کچھ دیر آرام کر لوں پھر تیار ہو کر سیاحت کے لئے نکلیں گے''...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا تو سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ کمرہ بک تھا لیکن ابھی انہوں نے ایک

قدم ہی اٹھایا تھا کہ ان کے دماغ لٹو کی طرح گھومنے لگے۔ صفدر نے اپنے ذہن کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ وہ اور بھی زیادہ تیزی سے گھومنے لگا۔ صفدر کے ذہن میں اٹھنے والا آخری سوال یہی تھا کہ گیس کی بو تو آئی نہیں پھر یہ سب کیا ہو رہا ہے لیکن ظاہر ہے اس کا جواب کون دے سکتا تھا۔ پھر جس طرح گھپ اندھیرے میں بجلی چمکتی ہے اور گہرے بادلوں میں بجلی کی لہر دوڑتی نظر آتی ہے اسی طرح صفدر کے ذہن میں بھی بجلی کی لہریں پھیلتی نظر چلی گئیں اور کچھ دیر بعد صفدر کا شعور جاگ اٹھا۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا کیونکہ اب اسے سب کچھ نہ صرف نظر آ رہا تھا بلکہ وہ اسے سمجھ بھی رہا تھا۔ اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے مناظر فلمی مناظر کی طرح ابھر آئے۔ وہ سب ایئر پورٹ سے معلومات حاصل کر کے ایک ہوٹل میں پہنچے اور پھر انہوں نے وہاں روم سروس سے ہی ہاٹ کافی منگوا کر پی۔ پھر جب وہ اٹھ کر جانے لگا تو قدم اٹھاتے ہی اس کا ذہن تیزی سے چکرانے لگا اور پھر تاریک پڑ گیا تھا۔ صفدر نے دیکھا کہ اب وہ ہوٹل کے اس کمرے کی بجائے ایک قدرے بڑے کمرے میں تھا جس میں ایک دیوار کے ساتھ وہ سب کھڑے تھے اور ان کے دونوں بازو اوپر کر کے دیوار سے منسلک کڑوں میں ڈالے گئے تھے جس کی وجہ سے وہ بے ہوشی کے دوران ان کے جسم نیچے لٹکے رہے اور تمام زور بازوؤں پر پڑا جس

کی وجہ سے بازوؤں میں شدید درد ہو رہا تھا البتہ صفدر ہوش میں آنے کے بعد اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس لئے اس کے بازوؤں میں ہونے والا درد اب نسبتاً کم ہو گیا تھا۔ صفدر نے ادھر ادھر دیکھا۔ اس کے دونوں ساتھی کیپٹن شکیل اور تنویر اس طرح بازو اوپر اٹھائے کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے البتہ ان کے جسم نیچے کی طرف ڈھلکے ہوئے تھے لیکن صالحہ کو اس طرح جکڑنے کی بجائے کرسی پر بٹھا کر اس کے دونوں بازو کرسی کے سائیڈ آرمز اور پیروں کو کرسی کے پایوں کے ساتھ رسی کی مدد سے باندھا گیا تھا۔ صفدر کو یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ یہ جو بھی لوگ ہیں بہرحال اخلاقی اقدار ان میں موجود ہیں۔ کمرے کے اکلوتے بند دروازے کی سائیڈ پر ایک لمبے قد کا سیکورٹی گارڈ موجود تھا جس نے باقاعدہ سیکورٹی گارڈز کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی۔ وہ ہاتھ میں مشین گن اٹھائے کھڑا تھا۔ اس کے علاوہ وہاں اور کوئی آدمی نہیں تھا جبکہ ایک سائیڈ دیوار پر چار چھوٹے بڑے کوڑے اور خنجر اس طرح لٹکے ہوئے تھے جیسے ان کی باقاعدہ نمائش لگائی گئی ہو۔ اس نے دیکھا کہ اس کے کسی ساتھی کا میک اپ واش نہ ہوا تھا۔ سب میک اپ میں تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ مخصوص ساخت کا میک اپ کام دے گیا ہے کیونکہ اگر میک اپ واش ہو جاتا تو شاید انہیں بے ہوشی کے دوران ہی گولیاں مار کر ہلاک کر دیا جاتا لیکن اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ ان پر انہیں شک کیوں اور کیسے پڑا۔ صفدر ساتھ ساتھ کڑوں پر بھی زور آزمائی کر رہا

تھا۔ اسے اس بٹن کی تلاش تھی جسے پریس کرنے سے کڑے کھل جاتے تھے لیکن جب کافی دیر تک کوشش کے باوجود اسے کڑوں کے بٹن نہ ملے تو اس نے انگلیوں کو اکٹھا کر کے ہاتھ کو کسی پرندے کی چونچ کی طرح کا بنا لیا۔ جیسے چوڑیاں پہننے کے لئے ہاتھ کو چونچ نما بنانا پڑتا ہے لیکن اس کی یہ ترکیب بھی کامیاب نہ ہو سکی کیونکہ کڑے خاصے تنگ تھے۔ اس کے سارے ساتھی ہوش میں آنے کے پروسیس سے گزر رہے تھے۔ پھر تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے سب ہوش میں آتے چلے گئے یہ دیکھ کر صفدر کو اطمینان ہو گیا کہ ہوش میں آتے ہوئے انہوں نے یورپی زبان ہی بولی تھی ورنہ اگر وہ پاکیشیائی زبان میں باتیں کرنا شروع کر دیتے تو دروازے کے ساتھ کھڑا سیکورٹی گارڈ اپنے آقاؤں کو اس بارے میں بتا دیتا اور پھر تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک درمیانے قد اور درمیانے جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک حبشی تھا۔ وہ دیو قامت اور سر سے گنجا تھا۔ اس کی مونچھیں گلہری کی دموں جیسی تھیں۔ درمیانے قد کا آدمی صفدر اور اس کے ساتھیوں کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ گنجا حبشی اس کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور سیکورٹی گارڈ وہیں دروازے کے قریب ہی کھڑا رہا تھا۔

"تم لوگ کون ہو۔ پاکیشیائی ہو یا یورپی۔ اور ہاں۔ یہ سن لو اگر تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے تو ہم تمہارے مشن میں تمہاری مدد کریں گے کیونکہ ہماری ایجنسی بھی کاسان میں لیبارٹری کو

تباہ کرنا چاہتی ہے لیکن اگر تم واقعی یورپی ہو تو پھر تمہیں آزادی نہیں مل سکتی۔ تمہیں گولی مار کر یہاں برقی بھٹی میں جلا کر راکھ بنا دیا جائے گا کیونکہ یہاں آنان میں سیاحوں کے حق میں بہت زیادہ قانون سازی کی گئی ہے۔ کسی سیاح کو نقصان پہنچانے والے یا تنگ کرنے والے کو سزا موت دی جاتی ہے۔ اب فیصلہ تم کر لو اور جلدی کرو۔ ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے''...... درمیانے قد والے نے ایسے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا جیسے کوئی بہت بڑا دانا آدمی جاہلوں سے بات کر رہا ہو۔

''ہمارے کاغذات تمہارے پاس ہوں گے۔ تم چیکنگ کرا لو۔ ہمارا کسی سیکرٹ سروس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو تم لیڈر ہو اس گروپ کے۔ عمران کے مرنے کے بعد تم سینیئر تھے پاکیشیا سیکرٹ سروس میں''...... درمیانے قد کے آدمی نے کہا۔

''کون عمران۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کیا مطلب ہے تمہارا''...... صفدر نے کہا تو وہ آدمی بے اختیار ہنس پڑا۔

''سنو۔ میرا نام کاسپر ہے اور لوسانو اور آنان میں ہم ہر سیاح کی نگرانی کر رہے ہیں۔ ہم نے میک اپ چیک کرنے والے کیمرے بھی نصب کر رکھے ہیں۔ تم لوگ طیارے سے اترے اور ہوٹل کے بارے میں پوچھ گچھ کی اور ہمارے آدمی نے وہاں دیکھا

کہ تم میں سے ایک آدمی نے دوسرے کو پاکیشیائی نام صفدر سے پکارا تو انہوں نے تمہیں مشکوک قرار دے دیا چنانچہ ہمارے آدمی نے اس ہوٹل میں ٹھہرنے کا مشورہ دیا کیونکہ اس ہوٹل کے تمام کمروں میں فون ٹیپ کرنے اور وہاں ہونے والی گفتگو سننے اور ٹیپ کرنے کا مکمل بندوبست ہے۔ چنانچہ ہوٹل کے کمرے میں تمہاری گفتگو نے بتایا کہ تم نے پاکیشیائی زبان میں بات چیت کی۔ فون پر بھی گفتگو ہمارے پاس ٹیپ ہے اور تمہارے نام بھی۔ نام یہ ہیں۔ صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور صالحہ۔ چونکہ تم انتہائی تجربہ کار لوگ ہو اس لئے تمہیں بے ہوش کرنے کے لئے ایک جدید دریافت شدہ بے ہوش کر دینے والی گیس استعمال کی گئی جو مکمل طور پر بے بو ہوتی ہے۔ پھر تمہیں یہاں سپیشل پوائنٹ پر لایا گیا۔ تمہارے میک اپ چیک کئے گئے لیکن باوجود شدید کوشش کے تمہارے میک اپ واش نہ ہو سکے تو تمہیں ہوش میں لایا گیا ہے''...... اس آدمی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو صفدر کو پہلی بار احساس ہوا کہ واقعی ان سے حماقت ہو گئی تھی۔ انہوں نے یہ سمجھ کر بات چیت کی کہ وہ کمرے میں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ان کی گفتگو نہ صرف سنی گئی بلکہ ٹیپ بھی کر لی گئی۔ اب اس کا حل یہ تھا کہ یہاں سے کسی نہ کسی صورت نکلا جائے۔

''تم نے جو کچھ کہا ہے وہ میں نے سن لیا ہے لیکن تم ہمارے کاغذات کو تو چیک کراؤ۔ میری سمجھ میں تو نہیں آتا کہ تم نے جو

باتیں کی ہیں ان کا ہم سے کیا تعلق ہے۔ تمہارے آدمیوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ انہوں نے اصل آدمیوں کی بجائے ہمیں بے ہوش کر کے اٹھا لیا''...... صفدر نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ اب تم پر تشدد کرنا پڑے گا۔ تم آسانی سے زبان کھولنا نہیں چاہتے''...... کاسپر نے سخت لہجے میں کہا۔

''فرینک''...... کاسپر نے اپنے پیچھے کھڑے گنجے حبشی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس۔ حکم''...... گنجے فرینک نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''دیوار سے کوڑا اتارو اور اس شخص پر اتنا برساؤ کہ یہ سچ بول دے یا اس دنیا سے ہی رخصت ہو جائے''...... کاسپر نے کہا۔

''یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... حبشی فرینک نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس دیوار کی طرف بڑھ گیا جہاں کوڑے اور خنجر موجود تھے جبکہ صفدر نے اپنے آپ کو آزاد کرانے کے لئے کوششیں تیز کر دیں لیکن کڑے اس قدر تنگ تھے کہ اس کے ہاتھ کسی صورت نہ نکل رہے تھے اور بٹن اسے مل نہ رہے تھے۔

''میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کڑوں سے ہاتھ نکالنے کی سر توڑ کوشش کر رہے ہو لیکن یہ تم سے نہیں کھل سکتے کیونکہ یہ ریموٹ سے کھلتے اور بند ہوتے ہیں''...... کاسپر نے تضحیک آمیز لہجے میں کہا تو صفدر کا دل ڈوب سا گیا کیونکہ ریموٹ کنٹرول سے حرکت کرنے والے

کڑوں کو وہ انگلیوں کی مدد سے تو نہیں کھول سکتا تھا جبکہ دیو قامت حبشی فرینک ایک بڑا کوڑا اٹھائے اسے فضا میں چٹختا ہوا اب صفدر کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔

''اجازت ہے باس''...... دیو قامت حبشی نے مڑ کر سامنے کرسی پر بیٹھے کاسپر سے کہا لیکن اس سے پہلے کہ کاسپر کوئی جواب دیتا، صفدر یکلخت فضا میں اچھلا اور دیو قامت حبشی کی پشت پر اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے لگیں اور دیو قامت حبشی فرینک چیختا ہوا اچھل کر عین کاسپر پر جا گرا اور پھر کاسپر اور حبشی فرینک دونوں کرسی سمیت ایک دھماکے سے فرش پر گرے ہی تھے کہ اسی لمحے صفدر کے دونوں ہاتھ کک لگانے اور اچھلنے کی وجہ سے جھٹکا لگنے سے کڑوں سے باہر آ گئے۔ وہ چونکہ کافی دیر سے کوشش کر رہا تھا اور اس کی اس سر توڑ کوشش کی وجہ سے اس کے دونوں ہاتھوں کو پسینہ آ گیا تھا اور پھر اچانک زور دار جھٹکے کی وجہ سے اس کے دونوں ہاتھ کڑوں سے باہر آ گئے تھے اور صفدر نہ صرف کڑوں کی بندش سے آزاد ہو گیا بلکہ اس نے یکلخت چھلانگ لگائی اور وہ سیکورٹی گارڈ سے جا ٹکرایا جو کاسپر اور حبشی کے گرنے کی وجہ سے دوڑ کر ان کی طرف آ رہا تھا جسے صفدر نے ٹکر مار کر نیچے گرا دیا اور اس کے ہاتھ سے مشین گن جھپٹ لی۔ اسی لمحے کاسپر اور دیو قامت حبشی بھی بجلی کی سی تیزی سے اٹھے ہی تھے کہ صفدر نے مشین گن کا فائر کھول دیا اور دیو قامت حبشی اور کاسپر دونوں چیختے ہوئے

فرش پر گرے اور ذبح ہوتی ہوئی بکری کی طرح تڑپنے لگے جبکہ صفدر نے ہاتھ گھما کر فرش سے اٹھتے ہوئے سیکورٹی گارڈ پر بھی فائر کھول دیا۔ وہ بھی سینے پر گولیاں کھا کر چیختا ہوا فرش پر گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا تو صفدر، کاسپر کی طرف بڑھا جو فرش پر ساکت پڑا ہوا تھا۔ اس نے اس کی جیبوں کی تلاشی لو اس کی جیبیں خالی تھیں۔ پھر اس نے اس حبشی فرینک کی جیبوں کی تلاشی لی تو اسے اس کی ایک جیب سے ریموٹ مل گیا اور صفدر نے اس کی مدد سے کیپٹن شکیل اور تنویر دونوں کے کڑے کھول دیئے جبکہ صالحہ کے ہاتھوں پر موجود رسی کی گانٹھیں اس نے کھول دیں تو صالحہ نے جھک کر اپنے دونوں پیر کرسی کے پایوں سے آزاد کرا لئے۔

"تمہارے ہاتھ کیسے آزاد ہو گئے"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر نے اپنے ہاتھوں کو پسینہ آنے اور اچانک جھٹکے کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"یہ عجیب واقعہ ہوا ہے۔ ورنہ یہ کاسپر اور حبشی فرینک واقعی ہمیں کوڑے مار مار کر مار دیتے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ ان کا رویہ دیکھ کر مجھے بھی یہی احساس ہوا تھا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو گئی ہے ورنہ جھٹکا لگنے سے پہلے میں نے اپنی طرف سے بہت کوشش کی تھی کہ کسی طرح ہاتھ آزاد ہو جائیں لیکن میں اپنے مقصد میں ناکام رہا اور اس کاسپر نے بھی اسی لئے مجھ پر

طنز کیا تھا"...... صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب کیا کرنا ہے"...... تنویر نے قدرے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں سے فوراً آنان کی بندرگاہ ایلسان پہنچنا چاہئے اور پھر اپنے اصل مشن پر کام شروع کر دیں"...... صالحہ نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"میں تو کب سے کہہ رہا ہوں"...... تنویر نے کہا۔

"اب مسئلہ یہ بھی ہے کہ ہمیں اس میک اپ میں چیک کر لیا گیا ہے۔ یہ کاسپر لوسانو میں کام کر رہا تھا لیکن اس نے احتیاطاً یہاں بھی چیکنگ کرا رکھی تھی۔ ہمیں میک اپ بھی تبدیل کرنے ہوں گے اور کاغذات بھی"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہاں کھڑے کھڑے باتیں مت کرو اور ہاں۔ اب کسی نے پاکیشیائی زبان کا کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالنا اور نہ ہی اصل نام لینے ہیں"...... صفدر نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ٹائیگر نے کار سپیشل ہسپتال کی پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ڈاکٹر صدیقی کے آفس کی طرف بڑھا جا رہا تھا کیونکہ ظاہر ہے عمران اور جولیا کو اب خصوصی وارڈ سے کسی اور جگہ شفٹ کر دیا گیا ہو گا اور بغیر اجازت کے وہاں کسی کے داخلے پر بھی پابندی ہو گی۔ ٹائیگر جب ڈاکٹر صدیقی کے آفس میں داخل ہوا تو ڈاکٹر صدیقی اپنے آفس میں موجود تھے۔ ٹائیگر نے انہیں سلام کیا تو ڈاکٹر صدیقی نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔

''آؤ ٹائیگر۔ بیٹھو''...... ڈاکٹر صدیقی نے رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد کہا۔

''جوزف کا کیا حال ہے ڈاکٹر صاحب''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اس کی ریڑھ کی ہڈی میں شدید گڑ بڑ ہو گئی ہے۔ کچھ مہرے ڈس لوکیٹ ہو گئے ہیں اور کچھ میں ٹوٹ پھوٹ بھی ہو گئی ہے لیکن مجھے حیرت اس بات پر ہے کہ اس حالت میں میڈیکل نقطہ نظر سے

اس کا مکمل جسم حرکت کرنے سے معذور ہونا چاہئے لیکن اس کے ہاتھ پیر باقاعدہ حرکت کر رہے ہیں۔ چلنے پھرنے کے بارے میں تو بعد میں پتہ لگے گا''...... ڈاکٹر صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ نے اس بارے میں کیا سوچا ہے۔ کیا اس کی ریڑھ کی ہڈی کا آپریشن کریں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں نے تو آپریشن تجویز کیا ہے لیکن جوزف کی ضد ہے کہ اسے دو روز کی مہلت دی جائے۔ اگر وہ دو روز کے اندر خود بخود ٹھیک نہ ہو گیا تو پھر آپریشن کیا جائے۔ آج دوسرا روز ہے''۔ ڈاکٹر صدیقی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ وہ اپنا علاج اپنے وچ ڈاکٹر سے اپنے انداز میں کرانا چاہتا ہے۔ ایسا علاج جس کا وہ بے شمار بار مظاہرہ کر چکا ہے اور اس عجیب و غریب علاج کا نتیجہ ہمیشہ مثبت ہی نکلا ہے''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لیکن یہاں معاملہ دوسرا ہے۔ اب صرف کسی مینڈک کی چربی لگانے سے تو ڈس لوکیٹ اور ٹوٹے ہوئے مہرے درست نہیں ہو سکتے''...... ڈاکٹر صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

''ہو سکتا ہے ڈاکٹر صدیقی صاحب کہ اس بار بھی جوزف ہمیں حیران کر دے۔ بہر حال مجھے عمران صاحب سے ملنا ہے۔ کہاں ہیں وہ''...... ٹائیگر نے کہا۔

''انہیں دوسرے حملے سے تحفظ دینے کے لئے تہہ خانے میں خصوصی انتظامات کر کے رکھا گیا ہے۔ جوانا بھی وہاں موجود ہے اور جولیا کو بھی وہیں رکھا گیا ہے''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

''آپ اپنے ڈاکٹرز صاحبان پر نظر رکھیں کیونکہ عمران صاحب پر حملہ کوئی عام لوگ نہیں کر رہے۔ یہ بین الاقوامی نیٹ ورک ہے اس لئے وہ ناقابل یقین حد تک بھاری معاوضہ دے رہے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے خود اس بات کا خیال ہے۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ عمران جلد از جلد فٹ ہو جائے تاکہ ہم دباؤ سے نکل آئیں''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے میز کے کنارے پر موجود بٹنوں میں سے ایک بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

''یس سر''...... اس نے اندر آ کر کہا۔

''مسٹر ٹائیگر کی تہہ خانے تک رہنمائی کرو۔ تم نے اندر نہیں جانا''...... ڈاکٹر صدیقی نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس سر''...... نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر اٹھا۔ اس نے ڈاکٹر صدیقی سے مصافحہ کیا اور پھر اس نوجوان کے پیچھے چلتے ہوئے وہ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد سیڑھیاں اتر کر ایک تہہ خانے کے دروازے پر پہنچ گئے۔

''اندر چلے جائیں۔ مریض اندر ہیں''...... نوجوان نے کہا۔

''اوکے۔ شکریہ۔ اب تم جا سکتے ہو''...... ٹائیگر نے کہا تو وہ نوجوان سلام کر کے واپس چلا گیا تو ٹائیگر نے دروازے پر دستک دی تو دروازے کے اوپر کٹاک سے ایک کھڑکی کھلی اور اس میں جوانا کا چہرہ نظر آیا۔

''دروازہ کھولو جوانا۔ میں ٹائیگر ہوں''...... ٹائیگر نے کہا تو کھٹاک کی آواز سے کھڑکی بند ہو گئی اور پھر دروازہ کھل گیا۔ دروازہ کھولنے والا جوانا ہی تھا۔ ٹائیگر اندر داخل ہوا تو جوانا نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کر دیا۔ اندر بڑے کمرے میں تین مختلف علیحدہ بیڈز تھے جن کے ساتھ گلوکوز لگانے کے لئے خصوصی سٹینڈ تھے۔ کرسیاں اور تپائی نما میزیں بھی موجود تھیں البتہ وہاں کوئی ڈاکٹر یا نرس موجود نہ تھی۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ سیکورٹی کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ اب کم سے کم اور انتہائی بااعتماد ڈاکٹرز اور نرسوں کی ڈیوٹی لگائی گئی ہو گی جو صرف ضرورت کے وقت یہاں آتے ہوں گے۔ عمران اپنے بیڈ پر ہونے کی بجائے ساتھ موجود کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ دوسرے بیڈ پر جولیا کمبل اوڑھے لیٹی ہوئی تھی بہرحال وہ جاگ رہی تھی البتہ تیسرے بیڈ پر جوزف پہلو کے بل لیٹا ہوا تھا کیونکہ اس کی پشت شدید زخمی تھی اس لئے وہ پشت کے بل لیٹ نہ سکتا تھا۔ ٹائیگر نے سب سے پہلے عمران کو سلام کیا اور پھر جولیا کی طرف بڑھ گیا۔ رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد وہ جوزف کی طرف بڑھ گیا۔ جوزف جس شدید تکلیف سے گزر رہا تھا وہ ناقابل بیان

تھی لیکن اس کے چہرے پر ایسا سکون اور اطمینان تھا کہ جیسے یہ سب کچھ اس کی بجائے کسی اور کے ساتھ ہو رہا ہو۔

"کیا حال ہے جوزف۔ کوئی میرے لائق خدمت ہو تو بتاؤ"۔ ٹائیگر نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا تم واقعی میرا ایک کام کرو گے"...... جوزف نے کہا۔ وہ خاصا آہستہ بول رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے بولنے سے اس کی تکلیف میں اضافہ ہو رہا ہو۔

"بالکل کروں گا۔ میں تمہاری دل سے عزت کرتا ہوں"۔ ٹائیگر نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"شکریہ۔ دارالحکومت سے چار سو کلومیٹر کے فاصلے پر ایک قصبہ ہے سیتا پور۔ تم نے دیکھا ہے اسے"...... جوزف نے آہستہ آہستہ بولتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ البتہ نام سنا ہوا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہرحال اگر تم سیتا پور جاؤ تو وہاں کے بازار میں ایک افریقی کی دکان بھی ہے۔ اس افریقی کا نام ہے گولائتھ۔ اسے میرا نام لو گے تو وہ تمہارے ساتھ یہاں آ جائے گا۔ اسے کہنا کہ جوزف اپنے آقا کی جان بچانے کی کوشش میں چوپائی کی طاقت کا شکار ہو گیا ہے اس کا علاج کرنا ہے تو وہ آ جائے گا"...... جوزف نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں عمران صاحب سے بات کر کے ابھی جاتا

ہوں"...... ٹائیگر نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹائیگر واپس عمران کے پاس آیا اور ساتھ والی کرسی پر بیٹھ کر اس نے والٹ، کنگ ایڈورڈ اور والٹ کے ساتھ ہونے والی تمام کارروائی کی تفصیل بتا دی۔

"لارڈز نامی ایجنسی ان کے پیچھے ہے جو یہودی ایجنسی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"باس۔ میں نے چیف سے درخواست کی تھی کہ مجھے اس مشن پر بھجوایا جائے لیکن انہوں نے دوٹوک جواب دے دیا۔ آپ مجھے اجازت دیں تو میں علیحدہ جا کر وہاں کام کروں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تمہیں جوزف نے کوئی کام کہا ہے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے تفصیل بتا دی۔

"تم پہلے یہ کام کرو۔ پھر اگر جوزف ٹھیک ہو گیا تو میں جوزف، جوانا اور تمہیں لارڈز کے خلاف مشن پر بھجوا دوں گا۔ خاص طور پر اس کے چیئرمین لارڈ ہاٹ مین کا خاتمہ ضروری ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا آپ کو یقین ہے کہ کسی افریقی کے ہاتھوں جوزف کی ریڑھ کی ہڈی ٹھیک ہو جائے گی۔ یہ آپریشن کے بغیر کیسے ہو گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"پہلے بھی اس کے علاج کے بارے میں ایسا ہی کہا جاتا رہا

ہے۔ براعظم افریقہ دنیا سے مختلف براعظم ہے۔ وہاں وہ کچھ ہو جاتا ہے جس کے بارے میں یہاں سوچا بھی نہیں جا سکتا''۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے عمران کو سلام کیا پھر جولیا اور جوزف سے اجازت لے کر وہ کمرے سے باہر آیا اور پھر ہسپتال سے باہر آ گیا۔ ٹائیگر کا موڈ خاصا آف ہو رہا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ چیف نے تو دو ٹوک انداز میں جواب دے دیا ہے لیکن عمران صاحب نے اسے ٹال دیا ہے۔ ظاہر ہے نہ تو جوزف ٹھیک ہو سکے گا اور نہ عمران صاحب اسے بھیجیں گے۔ پھر اگر جوزف کا علاج ہو بھی جائے تب بھی اسے مشن پر کام کرنے کی حالت تک پہنچنے میں کافی دن لگ جائیں گے اور یہ بات بھی اسے معلوم ہو گئی تھی کہ صفدر کی سربراہی میں ٹیم مشن پر روانہ ہو چکی ہے اس لئے وہ جلد از جلد وہاں جانا چاہتا تھا تاکہ عمران صاحب، جولیا اور اس پر ہونے والے حملوں کا انتقام لے سکے۔ یہ سب کچھ سوچتا ہوا وہ بہرحال طویل سفر کے بعد سیتا پور پہنچ گیا۔ یہ ٹاؤن نما قصبہ تھا۔ وہاں ہر طرف ہریالی نظر آ رہی تھی۔ قصبے میں ایک ہی بازار تھا جس کی باقاعدہ چھت ڈالی گئی تھی۔ ٹائیگر نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور نیچے اتر کر اسے لاک کر کے وہ بازار کی طرف بڑھ گیا۔ بازار میں عام سے دیہاتی ہی دکاندار تھے اور گاہک بھی دیہاتی ہی تھے۔ بازار میں ہر قسم کی دکانیں تھیں لیکن ٹائیگر کو افریقی نژاد گولائتھ کی تلاش تھی اور پھر ایک دکان پر بیٹھا اسے ایک ادھیڑ عمر افریقی نظر آ

گیا۔ اس کی دکان پر بوریوں میں مال رکھنے کی بجائے بڑے بڑے ڈبوں میں جڑی بوٹیاں بند نظر آ رہی تھیں۔

''ہیلو۔ تمہارا نام گولائتھ ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ تم کون ہو۔ یہاں نئے آئے ہو یا ویسے ہی سیر کرنے آئے ہو''...... افریقی نے کہا۔

''تم کب سے یہاں ہو''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''مجھے اٹھارہ سال کے قریب ہو گئے ہیں''...... گولائتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں خصوصی طور پر تمہارے پاس آیا ہوں۔ مجھے دارالحکومت سے جوزف نے بھیجا ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو گولائتھ چونک پڑا۔

''پرنس جوزف نے بھیجا ہے۔ کیوں کیا ہوا ہے انہیں''۔ گولائتھ نے چونکتے ہوئے انداز میں کہا۔

''وہ اپنے آقا کو بچانے کی کوشش میں زخمی ہو گیا ہے۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی کے کئی مہرے ڈس لوکیٹ ہو گئے ہیں اور کئی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئے ہیں۔ انہوں نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ تم انہیں ٹھیک کرنے کے لئے دارالحکومت پہنچو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''انہوں نے کچھ اور بھی کہا تھا''...... گولائتھ نے پوچھا۔

''ارے ہاں۔ مجھے یاد نہیں رہا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ وہ چوپائی کی طاقت کا شکار ہو گیا ہے۔ اس چوپائی کا علاج کرنا ہے''......

ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔تم یہاں بیٹھو اور چائے پیئو۔ پھر میں دکان بند کر کے تمہارے ساتھ چل پڑوں گا''...... گولائتھ نے کہا۔

''اس دعوت کا شکریہ۔لیکن میرا خیال ہے کہ جتنی جلدی جوزف کا علاج ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اس کی فکر مت کرو۔تم نے چوپائی کا نام میرے سامنے لے لیا ہے۔ اب جب تک میں نہ چاہوں گا وہ مزید کچھ نہیں کر سکتا۔ اچھا چلو چلتے ہیں میں دکان بند کر دوں''...... گولائتھ نے اٹھ کر باہر موجود ڈبوں کو اٹھا اٹھا کر دکان کے اندر رکھنا شروع کر دیا۔

''یہ تم یہاں کیا بیچتے ہو''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''میں وچ ڈاکٹر ہوں۔ افریقی جڑی بوٹیوں کی مدد سے لوگوں کا علاج کرتا ہوں اور لوگ خوش ہو کر مجھے بڑی بڑی رقومات دے جاتے ہیں''...... گولائتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہیں کبھی حکومت نے منع نہیں کیا کیونکہ تمہارے پاس میڈیکل کی ڈگری تو ایک طرف ڈپلومہ بھی نہ ہو گا اور تم ڈاکٹر بنے ہوئے ہو۔ ہمارے ہاں ایسے ڈاکٹروں کو اطائی ڈاکٹر کہا جاتا ہے۔ انہیں طبی پریکٹس کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی''...... ٹائیگر نے کہا تو گولائتھ بے اختیار ہنس پڑا۔

''ایسا کبھی نہیں ہوا۔ اگر ہوتا بھی سہی تب بھی مجھ تک کوئی نہ پہنچتا''...... گولائتھ نے دکان کا سامان اندر رکھ کر شٹر کھینچ کر نیچے کیا

اور پھر تالا لگا کر وہ ٹائیگر کی طرف مڑا۔ وہ بھی جوزف کی طرح دیو ہیکل جسم کا مالک تھا۔ اس نے جینز کی پینٹ کے ساتھ سرخ رنگ کی شرٹ اور جینز کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔

''چلو۔کس پر جانا ہے۔بس یا ویگن پر''...... گولائتھ نے پوچھا۔

''کار پر''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو گولائتھ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر کچھ دیر بعد وہ دونوں کار پر سوار دارالحکومت کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

''چوپائی طاقت کیا ہوتی ہے مسٹر گولائتھ''...... ٹائیگر نے سائیڈ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے گولائتھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''چوپائی افریقہ کے ساگو علاقے یعنی براعظم افریقہ کا سب سے خطرناک جنگلات سے بھرا ہوا علاقہ ہے جہاں اب بھی لوگ ہزاروں سال کی قدیم ثقافت کے تحت رہتے ہیں۔ چوپائی اس علاقے میں ایک ایسی طاقت ہے جو غصہ آنے پر ہڈیاں توڑ دیتی ہے اور خوش ہو تو ٹھیک بھی کر دیتی ہے۔ نجانے پرنس جوزف نے کیا کیا ہے کہ چوپائی کو اس پر غلبہ پانے کا موقع مل گیا ورنہ تو پرنس جوزف دس سے زائد انتہائی طاقتور وچ ڈاکٹروں کا پسندیدہ آدمی ہے اور ان سب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھے تھے''۔ گولائتھ نے کہا۔

''تم نے یہ نہیں بتایا کہ تم جوزف کا علاج کیسے کرو گے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

"یہ وہاں جا کر جوزف کو دیکھ کر ہی معلوم ہو سکتا ہے"۔ گولائتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں پہلے جوزف کے ساتھ کبھی نہیں دیکھا۔ کب اس سے واقفیت ہوئی"...... ٹائیگر نے اسے ٹٹولتے ہوئے کہا۔ اسے واقعی حیرت ہو رہی تھی کہ آج سے پہلے کبھی بھی جوزف نے گولائتھ کا نام نہیں لیا اور نہ ہی کبھی وہ دونوں اکٹھے نظر آئے جبکہ وہ بتا رہا تھا کہ وہ اٹھارہ سالوں سے یہاں ہے اور پھر وہ دارالحکومت کی بجائے اس چھوٹے سے قصبے میں بیٹھا ہوا ہے۔

"میں نے ایک بار پرنس جوزف سے ملنے کی کوشش کی تھی کیونکہ میں پرنس جوزف کے بارے میں کئی وچ ڈاکٹروں سے سن چکا تھا اس لئے یہاں آتے ہوئے میں نے ان کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کی تھیں لیکن میری یہ کوشش اس لئے ناکام رہی کہ مجھے بتایا گیا کہ اگر تم نے جوزف سے ملاقات کی تو تمہارے سر پر جس وچ ڈاکٹر کا ہاتھ ہے اور جس کی وجہ سے مجھے وچ ڈاکٹر کی جگہ دی گئی ہے وہ واپس لے لی جائے گی چنانچہ میں خاموش ہو گیا البتہ دو سال پہلے اچانک میں خود بیمار ہو گیا۔ میں گھر میں اکیلا رہتا ہوں۔ ہمسائے میرا کام کر دیتے ہیں۔ یہ سب میرے ساتھ بے حد محبت کرتے ہیں۔ اچانک میں نے پرنس جوزف کو دیکھا جو میرے کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔ میں حیران رہ گیا کہ پرنس جوزف نے مجھے بتایا کہ میری بیماری کے بارے میں

معلوم ہونے پر وہ تیمارداری کے لئے آیا ہے تو میں بے حد خوش ہوا۔ پھر پرنس جوزف نے جب میرے سر پر ہاتھ رکھا تو میری بیماری دور ہو گئی۔ تب سے میں انہیں اپنا استاد سمجھتا ہوں اور ان کی دل سے عزت کرتا ہوں"...... گولائتھ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے میرے بارے میں کچھ نہیں پوچھا اور میرے ساتھ دکان بند کر کے چل پڑے ہو۔ کیوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم نے پرنس جوزف کا نام لیا اس کے بعد مجھے تمہارے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کیا ضرورت ہے کیونکہ پرنس جوزف غلط آدمی کو بھیج ہی نہیں سکتے"...... گولائتھ نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"لگتا ہے کہ تم جوزف کے شاگرد بن گئے ہو"...... ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر وہ مجھے اپنا شاگرد بنا لیں تو یہ میرے لئے اعزاز کی بات ہو گی۔ وہ واقعی پرنس ہیں۔ ان کے سر پر بہت ہی طاقتور اور بڑے وچ ڈاکٹروں کے ہاتھ ہیں۔ اگر پرنس جوزف اب بھی افریقہ کے ساگو علاقے میں واپس چلے جائیں تو لوگ ان کی پوجا کریں"۔ گولائتھ نے کہا۔

"تم اب بھی وہاں جاتے رہتے ہو"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہاں۔ کبھی کبھار دل چاہتا ہے تو چلا جاتا ہوں"...... گولائتھ

نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اچھا اب سنو۔ میرا نام ٹائیگر ہے اور جوزف کے آقا عمران صاحب کا میں شاگرد بھی ہوں۔ جوزف ایک خصوصی ہسپتال میں ہے اور ہم وہیں جا رہے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... گولائتھ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہ ہو۔ سپیشل ہسپتال پہنچ کر ٹائیگر نے کار پارکنگ میں روکی اور گولائتھ کے باہر نکلنے پر وہ بھی کار سے باہر آیا اور کار لاک کر کے وہ گولائتھ کو ساتھ لے کر ڈاکٹر صدیقی کے آفس پہنچا تو ڈاکٹر صدیقی اپنی کرسی پر موجود تھے۔ ٹائیگر کے پیچھے جب گولائتھ اندر داخل ہوا تو ڈاکٹر صدیقی چونک پڑے۔

''یہ گولائتھ ہیں اور یہ افریقہ کے وچ ڈاکٹر ہیں لیکن اب طویل عرصہ سے یہاں سیتا پور نامی قصبے میں رہتے ہیں۔ انہیں جوزف نے بلوایا ہے اور میں سیتا پور سے انہیں ساتھ لایا ہوں''...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''سیکورٹی کی گارنٹی دیتے ہو تم''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

''جی ہاں۔ میں دیتا ہوں سیکورٹی کی گارنٹی''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ چلو میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ جوزف نے گولائتھ کو کیوں بلوایا ہے کیونکہ کئی بار وہ حیرت انگیز انداز میں علاج ہوتا دیکھ چکے تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ اس تہہ خانے والے کمرے میں داخل ہوئے جہاں عمران، جوزف اور جولیا تینوں موجود تھے۔ عمران اب بھی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ ٹائیگر کے ساتھ ایک اور دیو ہیکل حبشی کو دیکھ کر وہ مسکرا دیا۔

''آج علاج کرنے والے کو خود علاج کرانا پڑ گیا ہے''۔ عمران نے کہا تو سب مسکرا دیئے جبکہ گولائتھ اندر داخل ہوتے ہی تیز تیز قدم اٹھاتا جوزف کے بستر کی طرف بڑھ گیا۔

''آؤ گولائتھ۔ میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ میں اپنا علاج شوشائی طریقے سے کرانا چاہتا ہوں۔ اگر شوشائی علاج نہ کیا گیا تو پھر میں ساری زندگی حرکت نہیں کر سکوں گا۔ کیا تم تیار ہو شوشائی علاج کرنے کے لئے''...... جوزف نے کہا۔

''پرنس جوزف۔ میں آپ کی ہر خدمت کرنے کے لئے تیار ہوں''...... گولائتھ نے کہا۔

''او کے۔ پھر علاج شروع کر دو''...... جوزف نے کہا۔

''لیکن پرنس جوزف۔ یہاں آپ کے ساتھی آپ کی حالت دیکھ کر یقیناً مجھے گولی مار دیں گے''...... گولائتھ نے عمران، ٹائیگر اور جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''جوانا کو بلاؤ''...... جوزف نے آہستہ سے کہا۔

''مسٹر جوانا''...... گولائتھ نے جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ وہ دیکھ چکا تھا کہ وہ بھی حبشی ہے لیکن وہ ایکریمی ہے۔

"مجھ سے مخاطب ہو تم"...... جوانا نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ پرنس جوزف آپ کو بلا رہے ہیں"...... گولائتھ نے کہا تو جوانا سر ہلاتا ہوا جوزف کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر، ڈاکٹر صدیقی اور عمران کے ساتھ کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ جوانا نے جوزف سے بات کی اور پھر مڑ کر وہ عمران کی طرف آیا۔

"ماسٹر۔ جوزف کہہ رہا ہے کہ اس نے افریقی گولائتھ نامی آدمی ٹائیگر کے ذریعے بلوایا ہے تاکہ وہ میرا علاج کر سکے۔ دوران علاج اس کے ساتھ جو کچھ بھی ہو آپ نے کوئی رکاوٹ نہیں ڈالنی"۔ جوانا نے کہا۔

"اسے کہو کہ مطمئن رہے۔ نہ ہم کوئی مداخلت کریں گے اور نہ ہی ڈاکٹر صاحب"...... عمران نے کہا تو جوانا سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"میں دیکھتا ہوں کہ یہ افریقی کیا کرے گا"...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر صدیقی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"میں جا رہا ہوں۔ مجھ سے برداشت نہیں ہو گا یہ علاج"۔ ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ جوانا اور ٹائیگر، جوزف کے قریب ہی موجود تھے البتہ عمران کرسی پر بیٹھا رہا تھا اور جولیا بستر پر لیٹی ہوئی تھی البتہ دونوں کی نظریں جوزف پر جمی ہوئی تھیں۔ گولائتھ نے جیکٹ کی

اندرونی جیب سے ایک پلاسٹک کی بوتل نکالی۔ یہ ایسی بوتل تھی جیسی ہومیو پیتھک ادویات کے لئے ہوتی ہیں۔ اس نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور پھر جوزف کا منہ دوسرے ہاتھ سے کھول کر اس نے بوتل میں موجود پانی ایک جھٹکے سے جوزف کے حلق میں اتار دیا۔ گولائتھ نے اسی طرح کی ایک اور شیشی جیب سے نکالی۔ اسے کھولا تو اس میں سفوف تھا اس نے پہلے کی طرح اس بار بھی شیشی میں موجود تمام سفوف جوزف کے حلق میں اتار دیا اور خالی شیشیاں واپس جیب میں ڈال لی تھیں۔ جوزف نے آنکھیں بند رکھیں اور پھر جوزف کا چہرہ اس طرح بگڑنے لگا جیسے اسے شدید تکلیف ہو رہی ہو۔ اس کا چہرہ نہ صرف بگڑتا جا رہا تھا بلکہ اس کا چہرہ، سر اور تقریباً پورا جسم پسینے میں ڈوب سا گیا تھا لیکن اس کی آنکھیں بند تھیں۔

"یہ کیا کر دیا ہے تم نے"...... ساتھ کھڑے ٹائیگر سے رہا نہ گیا تو وہ بول پڑا لیکن گولائتھ نے منہ پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کے لئے کہا۔ جوزف کی حالت اب اس حد تک بگڑ چکی تھی کہ اس کے چہرے کو دیکھتے ہی انسان کے جسم میں جھرجھری آ جاتی تھی کیونکہ اس کے چہرے پر انتہائی تکلیف کے اثرات نمایاں تھے لیکن حیرت انگیز طور پر نہ جوزف نے آنکھیں کھولی تھیں اور نہ ہی کوئی بات کی تھی، نہ کوئی چیخ اس کے منہ سے نکلی تھی۔ پھر جوزف کا جسم تڑپنے لگا اور پھر یہ تڑپ اس قدر تیز ہو گئی جیسے ذبح ہونے والی بکری پھڑکتی ہے۔ سب کے چہرے بگڑ گئے تھے البتہ گولائتھ اسی

طرح مطمئن کھڑا تھا۔ عمران بھی خاموش بیٹھا تھا کیونکہ اسے کسی حد تک اندازہ ہو رہا تھا کہ جوزف کیوں اس انداز میں تڑپ رہا ہے۔ کچھ دیر بعد جوزف کے جسم نے پھڑکنا بند کر دیا حتیٰ کہ تھرتھری بھی ختم ہوگئی اور اس کے ساتھ ہی اس کا بگڑا ہوا چہرہ تیزی سے بحال ہوتا جا رہا تھا اور کچھ دیر بعد اس نے آنکھیں کھول دیں تو اس کی آنکھوں میں تیز سرخی چھائی ہوئی تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا اور پھر اس نے ٹانگیں بیڈ سے نیچے لٹکائیں اور بیڈ سے اتر کر اس طرح چلنے لگا جیسے اسے کبھی کوئی چوٹ لگی ہی نہ ہو۔ عمران سمیت سب اسے اس طرح چلتے دیکھ کر حیران رہ گئے تھے۔

''یہ کیسے ممکن ہوا ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''کون سی چیز باس''...... ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ڈاکٹر صدیقی کے مطابق بغیر آپریشن علاج ہو ہی نہیں سکتا۔ ریڑھ کی ہڈی کے مہرے ٹوٹ پھوٹ گئے تھے اور کچھ مہرے اپنی پوزیشن سے ہٹ گئے تھے لیکن یہ تو بغیر آپریشن کے اس طرح چل رہا ہے جیسے اسے کبھی چوٹ ہی نہ لگی ہو''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آقا۔ آپ کو سلامت دیکھ کر مجھے بھی نئی زندگی مل گئی ہے''...... جوزف نے عمران کے قریب آ کر سر جھکاتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میری دعا ہے کہ سبز بادلوں سے نکلنے والی سرخ بارش تم پر

برستی رہے''...... عمران نے کہا تو جوزف کا چہرہ اس طرح کھل اٹھا جیسے اسے اچانک ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو۔

''شکریہ آقا''...... جوزف نے اس بار اور زیادہ سر جھکاتے ہوئے کہا۔

''گولائتھ کو بلاؤ''...... عمران نے کہا۔

''جی میں حاضر ہوں بڑے آقا''...... گولائتھ جو جوزف کے عقب میں کھڑا تھا، نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''کیا کیا ہے تم نے جوزف کے ساتھ۔ کون سی دوا پلائی ہے اسے کہ یہ خودبخود ٹھیک ہو گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''بڑے آقا۔ پرنس جوزف کے سر پر افریقہ کے انتہائی طاقتور وچ ڈاکٹروں نے ہاتھ رکھے ہوئے ہیں۔ جب یہ ٹائیگر میرے پاس پہنچا اور اس نے مجھے کہا کہ پرنس جوزف بلا رہے ہیں تو میں چند سیکنڈ کے لئے وچ ڈاکٹروں کے وچ ڈاکٹر ہانی کی خدمت میں گیا تو عظیم وچ ڈاکٹر ہانی جن کا سایہ پرنس جوزف پر ہے نے مجھے بتایا کہ پرنس جوزف کی ہڈیاں ٹوٹ گئی ہیں اور چھ اپنی جگہ سے کھسک گئی ہیں۔ اس لئے اسے جھیل شاڈو کا پانی پلا کر کارفی بوٹی کا سفوف کھلاؤ۔ یہ بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔ یہ دونوں چیزیں میری دکان میں موجود تھیں۔ میں نے انہیں اٹھا کر جیب میں ڈال لیا اور عظیم وچ ڈاکٹر ہانی کے حکم کی تعمیل کر دی اور دیوتاؤں نے مہربانی کی۔ وچ ڈاکٹر ہانی کا علاج کامیاب رہا''...... گولائتھ نے

بڑے مؤدبانہ لہجے میں تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ڈاکٹر صدیقی دو نرسوں کے ساتھ اندر داخل ہوئے لیکن جوزف کو اپنے بیڈ کی بجائے عمران کے سامنے صحیح سلامت کھڑے دیکھ کر وہ حیرت سے جیسے بت بن گئے۔

''یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ کیسا علاج ہے''...... ڈاکٹر صدیقی کی حیرت میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر صاحب۔ یہ عظیم افریقہ کے اسرار ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''حیرت انگیز۔ ناممکن۔ یہ سب کیسے ہوا''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا تو عمران نے گولائتھ کی بتائی ہوئی باتوں کو دوہرا دیا۔

''لیکن صرف دوا یا جھیل کے پانی سے ہڈیاں کیسے جڑ سکتی ہیں۔ ڈس لوکیٹ مہرے کیسے اپنی جگہ پر ایڈجسٹ ہو گئے۔ یہ تو کوئی جادو ہے۔ لاٹھی کو سانپ بنانے والا جادو''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

''ایسی جڑی بوٹی تو ہمارے ملک میں بھی پائی جاتی ہے جو ٹوٹی ہوئی ہڈی کو فوراً جوڑ دیتی ہے بلکہ اس طرح جوڑتی ہے کہ اس جگہ پر تلوار کی ضرب لگاؤ تب بھی نہ ٹوٹے گی۔ جہاں تک ڈس لوکیٹ مہروں کا تعلق ہے تو جڑی بوٹی کھانے سے جوزف کا پورا جسم جس طرح تڑپا ہے اس سے مہرے خود بخود اپنی جگہ پر ایڈجسٹ ہو گئے

ہیں''...... عمران نے اپنی طرف سے اس ساری کارروائی کی توجیہہ پیش کرتے ہوئے کہا۔

''یہ طبی دنیا کا وہ باب ہے جس پر شاید کوئی یقین ہی نہ کرے۔ اگر میں جوزف کو اس طرح کھڑے نہ دیکھتا تو میں کبھی بھی اس پر یقین نہ کرتا''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

''اپنے بیڈ پر لیٹو۔ میں تمہارا فائنل چیک اپ کر لوں''...... ڈاکٹر صدیقی نے جوزف سے کہا تو جوزف مڑ کر اپنے بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔

''باس۔ اب تو جوزف فٹ ہو گیا ہے۔ اب تو آپ ہمیں مشن پر جانے کی اجازت دیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ اب تم واقعی جا سکتے ہو''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

کرنل جیمز اپنے آفس میں بیٹھا ایک فون سننے میں مصروف تھا کہ میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون سیٹ کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل جیمز چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے بات ختم کر کے رسیور رکھا اور کارڈلیس اٹھا کر اس کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس سپر چیف۔ میں کرنل جیمز بول رہا ہوں''...... کرنل جیمز نے مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ یہ فون صرف لارڈ ہاٹ مین کی کال کے لئے مخصوص تھا۔

لارڈ ہاٹ مین لارڈز کا چیف تھا۔ اس کا آفس ایکریمین ریاست لوسانو میں تھا اور لارڈ ہاٹ مین سپر چیف تھا جبکہ رابرٹ چیف تھا اور کرنل جیمز، رابرٹ کا ماتحت تھا۔ اس لئے سپر چیف کی کال آنے پر اس نے وہ فون جس پر وہ بات کر رہا تھا رکھ دیا اور سپر چیف کی کال اٹنڈ کر لی۔

''لارڈ ہاٹ مین بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے لارڈ

ہاٹ مین کی بھاری سی آواز سنائی دی۔

''یس سپر چیف۔ حکم فرمائیے''...... کرنل جیمز نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تمہارے پاس کیا رپورٹیں ہیں۔ خاص طور پر عمران کے بارے میں''...... لارڈ ہارٹ مین نے کہا۔

''عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ممبر ایک سوئس نژاد عورت کے بارے میں معلومات ملی تھیں کہ وہ پاکیشیا دارالحکومت میں ایک سپیشل ہسپتال کے خصوصی وارڈ میں داخل ہیں اور ان کا علاج کیا جا رہا ہے جس پر میں نے پاکیشیا میں اپنے ایک خاص آدمی جسے کنگ ایڈورڈ کہا جاتا ہے، کو سپیشل ہسپتال کے اس خصوصی وارڈ کو میزائلوں سے اڑانے کا حکم دے دیا تا کہ ان کی موت یقینی ہو سکے اور مجھے رپورٹ ملی ہے کہ اس وارڈ پر میزائلوں کی بارش کر دی گئی ہے اور پورے وارڈ کو تباہ و برباد کر دیا گیا ہے۔ حملے سے پہلے وہاں ایک ڈاکٹر کو بھاری رقم دے کر اس سے حتمی معلومات حاصل کیں کہ عمران کہاں زیر علاج ہے اور اس کو مین ٹارگٹ بنایا گیا ہے اس لئے اس بار یہ لوگ حتمی طور پر ختم ہو چکے ہیں۔ البتہ مجھے ابھی رپورٹ ملی ہے کہ کاسپر سیکشن نے تین مشکوک مردوں اور ایک عورت جو یورپی میک اپ میں تھے کی نگرانی کی کیونکہ انہوں نے ایشیائی زبان میں باتیں کی تھیں چنانچہ انہیں ایک خصوصی ہوٹل میں

ٹھہرایا گیا اور وہاں پر فون ریکارڈنگ کی گئی۔ جب شک پختہ ہو گیا تو انہیں وہاں سے اٹھا کر لوسانو کے سپیشل پوائنٹ پر لایا گیا اور یہاں ان کا خاتمہ کر دیا گیا لیکن ان کے میک اپ واش نہیں ہو سکے اس لئے ابھی حتمی طور پر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ واقعی یورپی سیاح تھے یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ۔ بہر حال اب وہ لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہیں''...... کرنل جیمز نے مؤدبانہ لہجے میں تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ویری گڈ۔ لیکن مجھے ایک رپورٹ ملی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ لوسانو میں کام کرنے والے تمہارے ایجنٹ کاسپر سے اس کے آدمیوں کا رابطہ ختم ہو گیا ہے۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اگر ایسا ہوا ہے تو کیوں''...... لارڈ ہارٹ مین نے کہا۔

''میں چیک کرتا ہوں۔ ویسے اگر آپ کو ملنے والی رپورٹ درست ہوئی تو اب تک میرے پاس کال آ چکی ہوتی۔ کاسپر ایک بڑے سیکشن کا چیف اور انتہائی تجربہ کار ایجنٹ ہے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''اوکے۔ مکمل رپورٹ مجھے بھجواؤ''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل جیمز نے فون آف کر کے اسے میز پر رکھ دیا۔

''یہ کاسپر کیوں رابطہ نہیں کر رہا''...... کرنل جیمز نے فون کا رسیور اٹھاتے ہوئے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر یکے بعد دیگرے دو

بٹن پریس کر دیئے۔

''لیس چیف''...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کاسپر سے میری بات کراؤ''...... کرنل جیمز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

''لیس''...... کرنل جیمز نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''ولیم سے بات کیجئے''...... فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''چیف۔ میں ولیم بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد کاسپر کے اسسٹنٹ ولیم کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ولیم۔ کاسپر کہاں ہے''...... کرنل جیمز نے پوچھا۔

''چند مشکوک افراد کو بے ہوش کرا کر انہیں سپیشل پوائنٹ پر پہنچایا گیا اور باس کاسپر بھی وہاں گئے ہیں اور ابھی تک ان کی واپسی نہیں ہوئی''...... ولیم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہاں فون اٹنڈ نہیں کیا جا رہا تو خود وہاں جاؤ اور پھر وہاں کے فون پر میری بات کراؤ کاسپر سے''...... کرنل جیمز نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''لیس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل جیمز نے رسیور رکھ دیا۔

''یہ کاسپر کیوں جواب نہیں دے رہا۔ حیرت ہے''...... کرنل

جیمز نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر سامنے موجود فائل پر جھک گیا لیکن چند لمحوں بعد اس نے اس طرح فائل کو بند کر دیا جیسے فائل میں موجود کاغذات اسے نظر آنا بند ہو گئے ہوں۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کے شدید انتظار کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل جیمز نے اس طرح رسیور اٹھا لیا جیسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

''یس''...... کرنل جیمز نے تیز لہجے میں کہا۔

''ولیم کی کال ہے چیف''...... فون سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کراؤ بات''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''ولیم بول رہا ہوں چیف سپیشل پوائنٹ سے۔ یہاں کاسپر اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ کاسپر اور سپیشل پوائنٹ کے انچارج فرینک اور سیکورٹی مین کی لاشیں۔ سپیشل پوائنٹ کے زیرو روم میں لاشیں پڑی ہیں۔ کاسپر کی کار بھی موجود نہیں اور لاشوں کی حالت بتا رہی ہے کہ انہیں ہلاک ہوئے چار پانچ گھنٹوں سے بھی زیادہ ہو گئے ہیں''...... ولیم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ لوگ جنہیں ہلاک کرنے کے بعد سپیشل پوائنٹ پر میک اپ واش کرنے کے لئے بھجوایا گیا تھا۔ کاسپر نے خود وہاں جانے سے پہلے مجھے رپورٹ دی تھی وہ لاشیں کہاں ہیں''...... کرنل جیمز نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ان تینوں لاشوں کے علاوہ یہاں اور کوئی لاش نہیں ہے اور نہ ں کوئی زندہ آدمی ہے''...... ولیم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ کاسپر نے مجھ سے جھوٹ ﻻ تھا کہ اس نے انہیں ہلاک کر دیا ہے اور صرف میک اپ اشنگ کے لئے اس نے انہیں سپیشل پوائنٹ پر بھجوایا ہے لیکن وہ ندہ تھے اور الٹا کاسپر اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر کے نکل گئے۔ ویری بیڈ۔ بہرحال تم اب کاسپر کی جگہ لے لو۔ ہیڈکوارٹر سے نہارا لیٹر بھجوا دیا جائے گا البتہ اس واردات سے یہ بات طے ہو گئی ہے کہ یہ افراد ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد ہیں ورنہ ان حالات میں اور کوئی اس طرح کایا نہیں پلٹ سکتا''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا کہ کرنل جیمز نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے فون ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''نیشنل شوٹنگ انسٹی ٹیوٹ''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کنگ ایڈورڈ سے میری بات کراؤ۔ میں لوسانو سے کرنل جیمز بول رہا ہوں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''سوری سر۔ کنگ ایڈورڈ کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اب ان کی جگہ کارس کام کر رہا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کارس سے بات کراؤ"...... کرنل جیمز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ کارس بول رہا ہوں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک دوسری آواز سنائی دی۔

"لوسانو سے کرنل جیمز بول رہا ہوں۔ کنگ ایڈورڈ کو کس نے ہلاک کیا ہے اور کب"...... کرنل جیمز نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے جناب کہ آپ کے لئے کام کرتے ہوئے باس کنگ ایڈورڈ نے سپیشل ہسپتال پر خصوصی میزائل فائر کرائے۔ اس ایکشن میں کنگ ایڈورڈ کے دو انتہائی تجربہ کار افراد نے حصہ لیا۔ ایک کا نام والٹ اور دوسرا تھامسن تھا۔ والٹ کو اس کی دوست لڑکی کے فلیٹ میں ہلاک کر دیا گیا۔ تھامسن کو بھی گولی مار دی گئی اور پھر کنگ ایڈورڈ کو اس کی رہائش گاہ پر گولیوں سے اڑا دیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں ہم نے جو انکوائری کی ہے اس کے مطابق یہ تمام کارروائی انڈر ورلڈ میں کام کرنے والے ایک شخص ٹائیگر نے کی ہے۔ ٹائیگر ایک آدمی عمران کا شاگرد ہے اور سپیشل ہسپتال کے خصوصی وارڈ پر جو حملہ کیا گیا وہاں ٹارگٹ عمران ہی تھا"...... کارس نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر کو تو ہلاک کر دیا گیا ہے"...... کرنل جیمز نے کہا۔

"نہیں جناب۔ وہ مسلسل کام کر رہا ہے اور جناب۔ آپ کا

معاہدہ کنگ ایڈورڈ سے تھا۔ ہمارے ساتھ نہیں تھا اس لئے ہم اس سلسلے میں مزید کوئی کام نہیں کریں گے۔ گڈ بائی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل جیمز نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اب وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ عمران اور ٹائیگر اب تک رپورٹوں کی حد تک نجانے کتنی بار مر چکے ہیں لیکن پھر اطلاع ملتی ہے کہ وہ زندہ ہیں۔ چیئر مین لارڈ کی دی ہوئی مہلت تقریباً ختم ہونے والی ہے اس لئے بہتر ہے کہ ان سے دو تین ماہ کی اور مہلت لے لی جائے ورنہ سب مارے جائیں گے۔ چنانچہ اس نے سرخ فون اٹھایا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ لارڈ ہارٹ مین بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے سپر چیف لارڈ ہاٹ مین کی آواز سنائی دی۔

"کرنل جیمز بول رہا ہوں سپر چیف"...... کرنل جیمز نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ کیا رپورٹس ہیں"...... لارڈ ہارٹ مین نے کہا اور کرنل جیمز نے پوری تفصیل بتا دی۔

"ویری بیڈ۔ یہ لوگ آخر کیسے انسان ہیں کہ ہر بار یہ اس طرح بچ جاتے ہیں جیسے موت ان کے قریب آنے سے گھبراتی ہے"...... لارڈ ہارٹ مین نے کہا۔

"سپر چیف۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ ایک ماہ کی مہلت

مزید دے دیں۔ اب میں خود پاکیشیا جا کر ان کا خاتمہ کروں گا۔ میں دیکھوں گا کہ میرے حملے کے بعد یہ زندہ کیسے رہ سکتے ہیں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''ان کے خاتمے کی کوشش کرو''...... لارڈ ہارٹ مین نے کہا۔

''یس سپر چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... کرنل جیمز نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم کر دیا گیا اور کرنل جیمز نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے فون آف کر کے واپس میز پر رکھ دیا۔

''مجھے فوری وہاں جانا چاہئے لیکن اب چیف رابرٹ سے بھی تو اجازت لینی پڑے گی''...... کرنل جیمز نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس۔ رابرٹ بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے چیف رابرٹ کی آواز سنائی دی۔

''کرنل جیمز بول رہا ہوں چیف''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''کیا ہوا۔ کوئی خاص بات''...... رابرٹ نے چونک کر کہا۔

''یس چیف''...... کرنل جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے لارڈ ہارٹ مین کے فون آنے اور پھر کاسپر اور پاکیشیا میں کنگ ایڈورڈ سمیت اس کے آدمیوں کی ہلاکت کے ساتھ ساتھ عمران اور اس کے شاگرد ٹائیگر کے بارے میں بتا دیا اور کاسپر نے

جن تین افراد کو پکڑا تھا اس بارے میں بھی تفصیل بتا دی۔

''وری بیڈ۔ لارڈز کو آج تک کوئی چیلنج نہیں کر سکا۔ اب کیا ہو رہا ہے۔ وری بیڈ''...... رابرٹ نے کہا۔

''میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں خود پاکیشیا جا کر اس عمران اور ٹائیگر کا خاتمہ کر دیتا ہوں۔ میں نے سپر چیف لارڈ ہارٹ مین سے اجازت لے لی ہے۔ اب آپ کی اجازت کی ضرورت ہے''۔ کرنل جیمز نے کہا۔

''وہاں سے پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں آئی ہوئی ہے اور کاسپر ان کے ہاتھوں مارا گیا ہے تو پھر تمہارا سامنا ان سے بہت جلد ہو جائے گا۔ ان کے آگے بڑھنے کا طریقہ یہی ہے کہ وہ معلومات حاصل کرتے ہیں اور ان معلومات کی روشنی میں مطلوبہ افراد تک پہنچ جاتے ہیں جو ان کے مخالف ہوتے ہیں اور لامحالہ کاسپر سے انہوں نے تمہارے بارے میں معلومات حاصل کی ہوں گی اور اب وہ تم تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہوں گے۔ ان کا خاتمہ پہلے ضروری ہے۔ اگر انہوں نے ہیڈکوارٹر اور لیبارٹری کو تباہ کر دیا تو ہمارا کیا حشر ہو گا''...... رابرٹ نے کہا۔

''جیسے آپ کا حکم ہو''...... کرنل جیمز نے ایک طرح سے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

''ایسا ہی بہتر رہے گا''...... رابرٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل جیمز نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر

اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اب وہ کاسان میں کرنل گارڈ کو فون کر رہا تھا۔ چونکہ وہاں کرنل گارڈ نے باقاعدہ آفس بنایا ہوا تھا اس لئے وہاں کا مستقل فون نمبر اس کے پاس تھا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''کرنل گارڈ بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کرنل جیمز بول رہا ہوں گارڈ''...... کرنل جیمز نے مخصوص لہجے میں اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ حکم''...... کرنل گارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا رپورٹ ہے کاسان جزیرے کی''...... کرنل جیمز نے پوچھا۔

''ہم نے پورے کاسان میں اپنے آدمی پھیلا دیئے ہیں۔ یہاں پہنچنے والے افراد کی خصوصی چیکنگ کی جا رہی ہے لیکن ابھی تک کوئی مشکوک فرد یا افراد نظر نہیں آئے''...... کرنل گارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لوسانو میں چار افراد کا ایک گروپ سامنے آیا ہے۔ اس گروپ میں تین مرد اور ایک عورت شامل ہے۔ یہ یورپی میک اپ میں ہیں۔ انہوں نے کاسپر کو ہلاک کر دیا ہے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''کاسپر ہلاک ہو گیا ہے۔ وہ کیسے چیف''...... کرنل گارڈ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو اور کرنل جیمز نے اسے تفصیل بتا دی۔

''ویری بیڈ۔ کاسپر میرا بہترین دوست بھی تھا اور بے حد عقل مند اور فعال ایجنٹ بھی''۔ کرنل گارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب کاسپر کا انتقام تم نے لینا ہے۔ یہ گروپ لازماً پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہے۔ اس بار عمران زخمی ہونے کی وجہ سے ساتھ نہیں آیا لیکن یہ بہرحال پاکیشیا سیکرٹ سروس کے یقیناً تجربہ کار اور فعال لوگ ہیں۔ ان کا خاتمہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ ان پر فوری اور فائنل اٹیک کر دیا جائے۔ میک اپ چیک کرنے یا پوچھ گچھ کے چکر میں نہ پڑیں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''یس چیف۔ آپ درست کہہ رہے ہیں''...... کرنل گارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور ہاں۔ یہ بھی بتا دوں کہ کاسپر اس لئے مارا گیا ہے کہ نہ ہی کیمروں نے ان کے میک اپ چیک کئے اور نہ ہی جدید میک اپ واشر سے ان کے میک اپ واش ہو سکے ہیں۔ تم بھی خیال رکھنا۔ اس چکر میں نہ پڑنا کہ انہیں بے ہوش کر کے کسی پوائنٹ پر لے جاؤ اور پھر ان کی بجائے خود مارے جاؤ''...... کرنل جیمز نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ آپ نے مجھے الرٹ کر دیا

ہے۔ اب وہ کاسان پہنچ جائیں پھر دیکھیں ان کا کیا حشر ہوتا ہے''...... کرنل گارڈ نے باقاعدہ دعویٰ کرتے ہوئے کہا۔

''وہاں تمہارے پاس کتنے آدمی ہیں۔ پورا سیکشن لے گئے ہو یا صرف سلیکٹڈ لوگ ہیں''...... کرنل جیمز نے ایک خیال کے تحت پوچھا۔

''میرے پاس دس سلیکٹڈ آدمی ہیں چیف اور یہ دس کے دس سپر ٹاپ کیٹگری کے افراد ہیں''...... کرنل گارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیبارٹری کا چکر بھی لگایا ہے تم نے یا نہیں''...... کرنل جیمز نے پوچھا۔

''نہیں چیف۔ وہاں میں سرے سے کوئی مداخلت نہیں کرنا چاہتا۔ میری تمام تر توجہ شہر پر ہے جہاں یہ لوگ پہنچیں گے''۔ کرنل گارڈ نے کہا۔

''اوکے۔ مجھے تمہاری کارکردگی پر ناز ہے اور مجھے یقین ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہمارے ہاتھوں ہی ہو گا''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''آپ کا شکریہ چیف۔ ہم آپ کے اعتماد پر یقیناً پورا اتریں گے''...... کرنل گارڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔گڈ بائی''...... کرنل جیمز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

صفدر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آنان کی بین الاقوامی بندرگاہ پر بنے ہوئے ایک ہوٹل میں موجود تھا۔ وہ سب یورپی میک اپ میں تھے لیکن یہ میک اپ پہلے میک اپ سے یکسر تبدیل شدہ تھا کیونکہ پہلا یورپی میک اپ کاسپر کے آدمیوں کی نظروں میں آ گیا تھا۔ گو کاسپر کا تو خاتمہ کر دیا گیا تھا لیکن اس کے آدمی پورے شہر کے ساتھ ساتھ یہاں بھی موجود ہوں گے اور کاسپر کی ہلاکت کے بعد یقیناً وہ شک پڑنے پر براہ راست گولی چلانے سے بھی دریغ نہ کرتے۔ اس لئے انہوں نے کاسپر کے پوائنٹ سے واپس آ کر سب سے پہلا یہی کام کیا تھا البتہ نام وہی تھے اور نئے میک اپ کے کاغذات ان کی جیبوں میں تھے جن کے مطابق وہ ایک یورپی ملک ڈیگار کے باشندے تھے اور پورا گروپ وہاں کی ایک یونیورسٹی میں پڑھاتا تھا۔ یہ انتظامات چیف ایکسٹو کی طرف سے کئے جاتے تھے تاکہ اگر کاغذات کی توثیق کرائی جائے تو جواب یہی ملے کہ

کاغذات درست ہیں۔ ایسے انتظامات کی وجہ سے ان کی جانیں بچ جاتی تھیں۔ وہ سب ہوٹل کے ہال میں بیٹھے ہاٹ کافی پی رہے تھے۔ بندرگاہ سے انہوں نے نہ صرف معلومات حاصل کر لی تھیں بلکہ دو گھنٹے بعد وہ ایلسان بندرگاہ سے روانہ ہونے والی فیری کی ٹکٹیں بھی خرید چکے تھے۔ یہاں سے کاسان کے لئے ہر دو گھنٹے بعد فیری سروس چلتی تھی۔ یہ تیز رفتار بحری سروس تھی جس میں افراد سوار ہو کر ایلسان سے کاسان اور کاسان سے ایلسان آتے جاتے تھے۔ یہاں نشستیں فیری کے وسیع عرشے پر بنی ہوئی تھیں جن کے گرد اور اوپر والا حصہ شیشے کا بنایا جاتا تھا تاکہ مسافر سفر کرتے ہوئے سمندر کو بھی اپنے قریب دیکھ سکیں۔ فیری کی روانگی میں چونکہ ایک گھنٹہ دیر تھی اس لئے وہ یہاں ہوٹل میں آ کر بیٹھ گئے تھے البتہ وہ اب پاکیشیائی زبان میں بولنے یا پاکیشیائی نام پکارنے سے مکمل طور پر گریز کر رہے تھے اور یورپی زبان میں ہی گفتگو کر رہے تھے اور نہ صرف ان کی زبان یورپی تھی بلکہ ان کا لہجہ بھی یورپی تھا۔ اس سلسلے میں چیف ایکسٹو کے احکامات پر سپیشل کیمپ لگائے جاتے تھے اور سب اراکین کو یورپ، ایکریمیا اور گریٹ لینڈ کی معروف زبانوں اور لہجوں کی باقاعدہ پریکٹس کرائی جاتی تھی تاکہ سیکرٹ سروس پوری دنیا میں کہیں بھی آسانی سے مشن مکمل کر سکے کیونکہ ملکی زبانوں اور لہجوں کے بغیر وہ ان ممالک کے افراد کے میک اپ نہ کر سکتے تھے۔ یہ اسی پریکٹس کا ہی نتیجہ تھا کہ وہ اب

صرف یورپی زبان میں روانی سے گفتگو کر رہے تھے بلکہ ان کے لہجے بھی یورپی تھے۔

"مسٹر مارشل۔ آپ کا روڈ میپ کیا ہو گا کاسان پہنچ کر"۔ صالحہ نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہاں جا کر سیاحت کریں گے۔ روڈ میپ تو وہاں کا نقشہ لے کر بنایا جا سکتا ہے۔ یہاں بیٹھ کر کیسے بنا لیں۔ ہمیں تو وہاں کے سیاحتی مقامات کا علم ہی نہیں ہے"...... صفدر نے کوڈ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا تاکہ اگر کہیں ان کی گفتگو سنی یا ٹیپ کی جا رہی ہو تو وہ لوگ اصل بات تک نہ پہنچ سکیں۔ یہ کوڈ ایسا تھا کہ صفدر کے سب ساتھی اسے فوراً سمجھ گئے تھے کہ صفدر کا جواب یہ ہے کہ وہاں جا کر لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کر کے پھر وہاں سے فارمولا حاصل کرنے اور لیبارٹری کو تباہ کرنے کا پلان بنایا جا سکے گا۔

"لیکن معلومات حاصل کرنے کے لئے کوئی روڈ میپ ہو گا آپ کے ذہن میں"...... صالحہ نے کہا۔

"ہاں۔ وہاں کی ایک ٹپ موجود ہے۔ اس سے مل کر معلومات حاصل کی جا سکیں گی۔ یہ ٹپ یونیورسٹی کے پرنسپل نے دی ہوئی ہے"...... صفدر نے جواب دیا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ کاسان میں کوئی ٹپ چیف ایکسٹو نے دی ہوئی ہے تاکہ مشن کو آگے بڑھایا جا سکے۔ پھر ڈیڑھ گھنٹہ وہاں گزار کر وہ

سب اٹھ کر فیری سٹیشن کی طرف بڑھ گئے۔ فیری خاصے جدید انداز کی تھی اور اپنی ساخت کے لحاظ سے بھی نئی اور جدید دکھائی دے رہی تھی۔ وہ سب اپنے لئے مخصوص کردہ نشستوں پر بیٹھ گئے۔ فیری میں تقریباً ڈھائی تین سو نشستیں تھیں جو تقریباً سب بھر چکی تھیں۔ اکا دکا سیٹ خالی نظر آ رہی تھی۔ ہر قطار دس کرسیوں پر مشتمل تھی۔ اس لئے ان کی چار نشستوں کے بعد چھ کرسیوں پر یورپی سیاح موجود تھے۔ ان کے بعد جو پہلی سیٹ تھی اس پر ایک نوجوان یورپی عورت بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے ساتھ والی سیٹ پر صفدر موجود تھا۔ چونکہ ان کی سیٹیں سائیڈ پر تھیں اس لئے بیرونی شیشے کے قریب صالحہ کی سیٹ تھی جبکہ اس کے بعد تنویر پھر کیپٹن شکیل اور آخر میں صفدر بیٹھا ہوا تھا۔ یورپی لڑکی صفدر کو بار بار ایسی نظروں سے دیکھ رہی تھی جیسے کچھ کہنا چاہتی ہو لیکن کہہ نہ پا رہی ہو۔ فیری اب الارم دے کر بندرگاہ سے روانہ ہو چکی تھی اور کاسان جزیرے تک کا یہ سفر ڈیڑھ گھنٹے کا تھا۔

''میرا نام مارشل ہے اور میں اور میرے ساتھی سب ڈیگار ہیں''...... یورپ کے رواج کے مطابق صفدر نے بات شروع کرنے سے پہلے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''میرا نام جیکی ہے اور میرا تعلق شائنو سے ہے''...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''آپ مجھے اس انداز میں دیکھ رہی تھیں جیسے آپ کچھ

چاہتی ہوں لیکن کہہ نہ پا رہی ہوں۔ کیا میرا اندازہ درست ہے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جیکی بے اختیار ہنس پڑی۔

''آپ بڑی گہری نظر رکھتے ہیں۔ واقعی بات ایسی ہی تھی۔ میں آپ کی شاندار شخصیت سے بے حد متاثر ہوئی ہوں اور میں آپ کے ساتھ دوستی کے لئے بے چین ہو رہی تھی لیکن آپ کے چہرے پر اس قدر سنجیدگی تھی کہ میری بات کرنے کی ہمت نہ ہو پا رہی تھی''...... جیکی نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں اس قدر سنجیدہ نہیں ہوں جتنا چہرے سے نظر آتا ہوں۔ یہ قدرتی سنجیدگی ہے ورنہ آپ مجھے اچھا دوست پائیں گی۔ اگر آپ دوستی کریں تو''...... صفدر نے کہا تو لڑکی کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

''ٹھیک ہے کر لیں دوستی''...... لڑکی نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا تو صفدر نے نہ صرف اس کا ہاتھ تھام لیا بلکہ اس نے یورپی عام رواج کے مطابق کچھ دیر مخصوص انداز میں ہاتھ کو دو تین جھٹکے بھی دیئے۔ یہ نشانی ہوتی تھی دوستی کے طاقتور ہونے کی۔

''مجھے آپ کے ساتھ دوستی کر کے فخر رہے گا کہ آپ جیسی خوبصورت اور کیوٹ لڑکی میری دوست ہے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ مسلسل کوشش کر رہا تھا کہ وہ اپنے آپ کو واقعی یورپی ثابت کر سکے۔

''اور مجھے تو اس قدر خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔ میں اکیلی تھی اس لئے بور ہو رہی تھی لیکن آپ سے دوستی

کر کے میری تمام بوریت دور ہو گئی ہے۔ آپ جیسی شاندار شخصیت کے ساتھ دوستی واقعی قابل فخر ہے۔ آپ کیا کام کرتے ہیں''۔ جیکی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں اور میرے ساتھی سب ڈیگار کی یونیورسٹی میں پڑھاتے ہیں اور ہم سب ایک ڈیڑھ ماہ کی چھٹیاں لے کر اس سارے علاقے کی سیاحت کے لئے نکلے ہیں''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا آپ کے ساتھی مجھے اپنے گروپ میں شامل کر لیں گے''...... جیکی نے کہا۔

''سوری مس جیکی۔ ہم نے ڈیگار سے روانہ ہوتے ہوئے یہ بات حلفاً طے کی تھی کہ گروپ میں مزید کوئی فرد شامل نہ ہو سکے گا البتہ انفرادی دوستیاں گروپ کا کوئی ممبر رکھ سکتا ہے اس لئے آپ کی اور میری دوستی اپنی جگہ اور گروپ اپنی جگہ''...... صفدر نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں ایک وسوسہ پیدا ہوا کہ جیکی کہیں دانستہ طور پر انہیں چیک تو نہیں کر رہی۔ ورنہ اسے معلوم تھا کہ یورپی لوگ بے حد آزاد خیال ہونے کے باوجود اس طرح جلدی جلدی دوسروں پر ریشہ ختمی نہیں ہو جاتے کہ چند منٹ کے اندر ایسے دوست بن جائیں کہ دوسرے کے گروپ اور ہر موقع پر ساتھ رہنا شروع کر دیں۔

''او کے۔ ٹھیک ہے۔ میری دوستی آپ سے ہوئی ہے آپ کے

گروپ سے نہیں ہے اور آپ واقعی دوستی کرنے کے قابل ہیں۔ صاف گوئی بھی واقعی ایک اچھی بات ہے''...... جیکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

''آپ اکیلی سیاحت کے لئے کیسے نکل پڑیں''...... صفدر نے کہا۔

''میں اکیلی نہیں ہوں۔ میرے ساتھ بھی ایک گروپ ہے لیکن میں چونکہ صبح کافی دیر تک سوتی رہتی ہوں اس لئے گروپ صبح سویرے ہی کاسان چلا گیا۔ اس لئے اب میں اکیلی جا رہی ہوں''...... جیکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اچھا تو آپ کا گروپ کاسان میں آپ کا انتظار کر رہا ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ آپ کاسان میں کہاں ٹھہریں گے تاکہ آپ سے وقتاً فوقتاً ملاقات کی جا سکے''...... جیکی نے کہا۔

''ہم تو پہلی بار کاسان جا رہے ہیں اس لئے وہاں جا کر ہی کسی ہوٹل کا انتخاب کریں گے''...... صفدر نے جواب دیا۔

''ہم تو بے شمار بار کاسان آتے جاتے رہتے ہیں۔ ہم نے تو ہوٹل ریگارڈ میں ٹھہرنا ہے۔ آپ بھی وہیں آ جائیں۔ اچھا صاف ستھرا ہوٹل ہے اور چارجز بھی خاصے کم ہیں''...... جیکی نے کہا۔

''یہ تو گروپ کا انتخاب ہو گا۔ میں اکیلا تو انتخاب نہیں کر سکتا۔ بہرحال کاسان اتنا بڑا جزیرہ تو نہیں ہے کہ وہاں ملاقات نہ ہو

سکے۔ کہیں نہ کہیں ملاقات ہو ہی جائے گی‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’ہاں۔ ٹھیک ہے۔ آپ سے بہرحال دوستانہ ملاقاتیں ہوتی رہیں گی‘‘...... جیکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ اب واقعی بور ہو چکا تھا کہ اس نے یہ ساری کارروائی صرف یورپی معاشرت دکھائی دینے کے لئے کی تھی ورنہ اسے اس لڑکی سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔ کچھ دیر بعد جیکی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

’’میں واش روم جا رہی ہوں۔ ابھی آ جاتی ہوں‘‘...... جیکی نے صفدر سے کہا اور پھر مڑ کر تیزی سے قطار سے نکل کر وہ فیری کی عقبی جانب موجود واش رومز کی طرف بڑھ گئی۔ اس کے اٹھ کر جانے کے بعد صفدر کو کرسی پر پڑا ہوا بیگ نظر آیا۔ یہ جیکی کا ہینڈ بیگ تھا جو وہ یہاں چھوڑ گئی تھی۔ صفدر نے ہاتھ بڑھا کر ہینڈ بیگ کا بٹن پریس کر کے بیگ کھول دیا اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ ہینڈ بیگ میں ایک لیڈیز مشین پسٹل موجود تھا۔ یہ چھوٹے سائز کا خصوصی پسٹل تھا جو خاص طور پر لیڈیز کے لئے بنایا گیا تھا لیکن اس کی رینج بڑے مشین پسٹل جتنی تھی۔ پسٹل کے ساتھ ہی ایک کارڈ موجود تھا۔ صفدر نے کارڈ کو بیگ کے اندر ہی سیدھا کیا تو اس پر لکھے ہوئے الفاظ اس کے سامنے آ گئے تو صفدر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ کارڈ پر کسی شوٹنگ کلب کا نام اور پتہ لکھا گیا تھا۔ صفدر نے بیگ بند کر دیا کیونکہ جیکی کسی بھی لمحے

واپس آ سکتی تھی اور پھر چند منٹ بعد جیکی واپس آ گئی۔

’’آپ بور تو نہیں ہوئے میری عدم موجودگی کی وجہ سے‘‘۔ جیکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’آپ بہتر سمجھ سکتی ہیں کیونکہ آپ ہی ساتھ چھوڑ کر واش روم میں چلی گئی تھیں‘‘...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جیکی بے اختیار ہنس پڑی۔

’’آپ واقعی دوستی نبھانا جانتے ہیں‘‘...... جیکی نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر ہلکی پھلکی باتوں میں سفر کٹ گیا اور فیری کاسان بندرگاہ پر پہنچ کر رک گئی۔ صفدر اور اس کے ساتھی فیری سے اتر کر گھاٹ کے ذریعے خشکی پر پہنچ گئے۔ یہاں ہر طرف بلند و بالا عمارتیں نظر آ رہی تھیں البتہ یہاں درخت اور ہریالی کافی سے زیادہ تھی۔ صفدر اور اس کے ساتھی گھاٹ پر پہنچ کر رک گئے۔ صفدر کے عقب سے جیکی باہر آئی تھی۔

’’اوکے مسٹر مارشل۔ پھر ملاقات ہو گی۔ گڈ بائی‘‘...... جیکی نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا تو صفدر نے پرجوش مصافحہ کیا اور جیکی ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھ گئی۔

’’یہ کون تھی‘‘...... صالحہ نے پوچھا تو صفدر نے پوری روئیداد سنا دی۔

’’اچھی دوست ہے کہ منزل پر پہنچتے ہی گڈ بائی ہو گئی دوستی‘‘...... صالحہ نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''سفر کی دوستیاں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ ہر کوئی کسی سے کہاں ملتا ہے البتہ اب ہمیں اپنی نگرانی کا خیال رکھنا ہو گا''...... صفدر نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''کیوں۔ یہ جیکی نگرانی کر رہی تھی''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر نے اس کے بیگ اور بیگ میں موجود مشین پسٹل اور کارڈ کے بارے میں بتا دیا۔

''یورپ میں یہ عام بات ہے۔ وہاں خواتین اپنے بیگز میں پسٹل رکھتی ہیں۔ جہاں تک شوٹنگ کلب کے کارڈ کا تعلق ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ وہاں پسٹل شوٹنگ سیکھتی ہو''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ہو سکتا ہے لیکن میں نے دیکھا ہے کہ یورپ میں شوٹنگ کلب صرف آڑ کے لئے ہوتے ہیں۔ اصل کاروبار جرائم سے ہی منسلک ہوتا ہے''...... صفدر نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''اب کیا کرنا ہے۔ یہاں کھڑے ہو کر باتیں ہی کرنی ہیں یا کہیں جانا بھی ہے''...... خاموش کھڑے تنویر نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کوئی ٹیکسی کریں پھر آگے بڑھیں گے''...... صفدر نے کہا اور پھر وہ سب ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھ گئے۔ صفدر سمیت اس کے چار ساتھی تھے اس لئے وہ سب ایک ہی ٹیکسی میں سوار ہو گئے۔

صفدر نے ڈرائیور کو سٹار کلب جانے کا کہہ دیا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر صالحہ بیٹھی ہوئی تھی جبکہ عقبی سیٹ پر صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر بیٹھے ہوئے تھے لیکن کافی پھنس پھنسا کر بیٹھے تھے۔ پھر تھوڑی دیر بعد ٹیکسی نے انہیں سٹار کلب پہنچا دیا تو نیچے اتر کر صفدر نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور پھر مڑ کر سٹار کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف چل پڑا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے۔ سٹار کلب چار منزلہ عمارت تھی۔ وہاں کافی رش تھا۔ لوگ آ جا رہے تھے اور جب وہ ہال میں پہنچے تو ہال بھی تقریباً بھرا ہوا تھا۔ کونے میں ایک میز پر بیٹھتے ہی ویٹر پہنچ گیا اور صفدر نے اسے چائے اور بسکٹوں کا آرڈر دے دیا۔

''میں ذرا کاؤنٹر سے مزید معلومات حاصل کر لوں۔ ابھی آتا ہوں''...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ صفدر ہال کے کونے میں بنے ہوئے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جہاں چار لڑکیاں موجود تھیں جو فون سننے، آنے والے افراد کو اٹنڈ کرنے اور اسی طرح کے دیگر کام کرنے میں مصروف تھیں۔ صفدر کاؤنٹر پر پہنچ گیا۔

''یس سر۔ فرمایئے''...... ایک لڑکی نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''مینجر روتھ سے ملنا ہے۔ میں ڈیگار سے آیا ہوں۔ مارشل میرا

نام ہے''...... صفدر نے کہا۔

''آپ کی اپائنٹمنٹ تو نہیں ہے۔ میں معلوم کرتی ہوں''۔ لڑکی نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تین چار نمبر پریس کر دیئے۔

''سر۔ کاؤنٹر پر ڈیکار سے مارشل نامی صاحب موجود ہیں اور آپ سے ملاقات چاہتے ہیں''...... لڑکی نے سامنے کھڑے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''لیس سر۔ لیس سر''...... دوسری طرف سے جواب سن کر لڑکی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''آپ اکیلے ملیں گے یا اور کوئی ساتھی بھی ہے آپ کا''۔ لڑکی نے میز کی دراز سے ایک کارڈ نکال کر کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے صفدر سے پوچھا۔

''میں اکیلا ہی مل لوں گا۔ ویسے ساتھی ہال میں تو موجود ہیں لیکن چند باتیں کرنی ہیں اکیلے زیادہ اچھے انداز میں ہو جائیں گی''...... صفدر نے کہا۔

''لیس سر۔ یہ لیجئے کارڈ۔ تیسری منزل پر آفس ہے۔ تیسری منزل پر موجود گارڈز کو یہ کارڈ دے دیں''...... لڑکی نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور کارڈ اٹھا کر وہ مڑا اور اس طرف بڑھ گیا جدھر لفٹیں اوپر سے نیچے آ رہی تھیں اور نیچے سے اوپر جا رہی تھیں۔ لفٹ نے اسے چند منٹس میں تیسری منزل پر پہنچا دیا۔ وہاں دو مسلح گارڈز موجود تھے۔

''کارڈ لائے ہیں آپ''...... ایک گارڈ نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو صفدر نے جیب سے کارڈ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

''لیس سر۔ تھینک یو سر۔ آیئے''...... کارڈ ملتے ہی گارڈ کا رویہ یکسر تبدیل ہو گیا۔ پھر وہ صفدر کو ساتھ لے کر راہداری کے آخر میں ایک دروازے پر پہنچ گیا۔ وہاں مینجر کی پلیٹ لگی ہوئی تھی۔

''تشریف لے جائیں''...... گارڈ نے دروازہ کھول کر خود پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تو صفدر نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔ بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی جس نے سوٹ پہن رکھا تھا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''میرا نام مارشل ہے اور میں ڈیگار سے آیا ہوں''...... صفدر نے کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

''میں روتھ ہوں سٹار کلب کا مینجر۔ تشریف رکھیں''...... روتھ نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ میز کے پیچھے موجود ریوالونگ کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ صفدر سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''کیا پیئیں گے''...... مینجر نے کہا۔

''کچھ نہیں۔ ویسے آپ کبھی ایشیائی ملک پاکیشیا گئے ہیں''۔ صفدر نے کہا تو روتھ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے کے تاثرات ایسے تھے جیسے کوئی خاص بات اسے اچانک معلوم ہو گئی ہو۔

"اوہ۔ آپ۔ مگر"...... روتھ نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"ایکسٹو گروپ"...... صفدر نے کہا تو روتھ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"او کے۔ اب فرمایئے کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... روتھ نے کہا۔

"فی الحال تو ایک رہائش گاہ اور ایک کار چاہئے لیکن اس رہائش گاہ اور کار کے بارے میں ہم دونوں کے علاوہ اور کسی کو علم نہیں ہونا چاہئے"...... صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی کرتا ہوں بندوبست"...... روتھ نے کہا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں شاید اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تھا کہ دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز صفدر کو بھی سنائی دینے لگی۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میلکم کوٹھی نمبر ایٹ میں ہے۔ اسے واپس بلا لو اور پھر مجھے بتاؤ"...... مینجر روتھ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کوئی اور خدمت ہو تو آپ بلا تکلف بتائیں کیونکہ میری ہمدردیاں مکمل طور پر آپ کے ساتھ ہیں"...... روتھ نے کہا۔

"آپ یہودی تو نہیں ہیں"...... صفدر نے کہا تو روتھ بے اختیار ہنس پڑا۔

"نہیں جناب۔ میں تو یہودیوں سے انتہائی نفرت کرتا ہوں۔

میرے والد کو ایک یہودی نے راہ چلتے ہوئے اس لئے گولی مار دی تھی کہ اس نے اسے سلام نہ کیا تھا"...... روتھ نے کہا۔

"یہاں ایک لیبارٹری ہے۔ اس کے بارے میں معلومات چاہئیں۔ مصدقہ معلومات۔ اگر کوئی دے سکے تو اسے بھاری معاوضہ بھی دیا جا سکتا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"میں تو پیدا یہیں ہوا ہوں اور بچپن سے لے کر اب تک یہیں رہ رہا ہوں۔ میں نے تو پہلے کبھی بھی نہیں سنا کہ یہاں کوئی سائنس لیبارٹری ہے اور نہ ہی مجھے کہیں نظر آئی ہے"...... روتھ نے کہا۔

"وہ یقیناً انڈر گراؤنڈ اور بے حد خفیہ رکھی گئی ہو گی۔ یہ تو طے شدہ بات ہے کہ یہاں لیبارٹری ہے۔ کہاں ہے اور کس طرح کی ہے یہ معلوم کرنا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"پھر ایک ہی ایسا آدمی ہے جسے اس بارے میں معلومات ہو سکتی ہیں اور وہ ہے ایڈورڈ۔ کیونکہ اس کا بزنس ہے پوری دنیا کی سائنس لیبارٹریوں کو سپلائی دینا لیکن وہ بے حد لالچی آدمی ہے اس لئے معاوضہ اسے اس کا منہ مانگا دینا پڑے گا"...... روتھ نے کہا۔

"معاوضہ بھی دے دیں گے لیکن معلومات حتمی ہونی چاہئیں"۔ صفدر نے کہا۔

"وہ لالچی ضرور ہے لیکن جو بات وہ کہہ دے اسے لازماً پورا کرتا ہے۔ پیسے کے علاوہ ہر معاملے میں وہ انتہائی قابل اعتبار ہے اور ہاں۔ جس لیبارٹری کا آپ پوچھ رہے ہیں وہ یقیناً یہودیوں کی

ہو گی اور ایڈورڈ بھی میری طرح یہودیوں سے صرف بزنس کرتا ہے اور بس۔ اس سے آگے نہیں جاتا''...... روتھ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم معاوضہ دینے کے لئے تیار ہیں''...... صفدر نے کہا تو روتھ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو روتھ نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... روتھ نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''سر۔ نمبر ایٹ سے میلکم واپس آ گیا ہے''...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''ٹھیک ہے۔ اسے کہو کہ وہ آرام کرے۔ اسے جلد ہی کسی دوسری جگہ ایڈجسٹ کر دیں گے''...... روتھ نے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''چابیاں اس سے لے کر میرے آفس میں بھجوا دو''...... روتھ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اس رہائش گاہ کے بارے میں آپ کے کلب کے کتنے افراد جانتے ہیں''...... صفدر نے پوچھا۔

''جو جانتا تھا اسے میں نے واپس بلا لیا ہے۔ ویسے میں سیاحوں کو رہائش گاہیں فراہم کرنے کا باقاعدہ کاروبار کرتا ہوں اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ ہماری طرف سے کوئی لیکیج نہیں ہو گی''۔ روتھ نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر

داخل ہوا۔ اس نے روتھ کو سلام کیا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا کی رِنگ روتھ کے سامنے رکھ دیا۔ پھر سلام کر کے واپس چلا گیا۔ کی رِنگ کے ساتھ پتے کی چھوٹی سی پلیٹ بھی موجود تھی۔ روتھ نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر کی رِنگ صفدر کی طرف بڑھا دیا۔

''ہیون کالونی۔ کوٹھی نمبر ایٹ''...... صفدر نے پلیٹ پر لکھے ہوئے الفاظ پڑھتے ہوئے دوہرائے۔

''یس سر۔ آپ کو وہاں کوئی تکلیف نہ ہو گی۔ کار کی چابیاں کار کے اندر ہی رکھی جاتی ہیں۔ وہیں ہوں گی''...... روتھ نے کہا۔

''رہائش گاہ اور کار کا معاوضہ کیا ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''آپ کتنے دن رکیں گے یہاں''...... روتھ نے پوچھا۔

''کوئی فکس نہیں ہے۔ زیادہ دن بھی لگ سکتے ہیں اور کم بھی۔ بہرحال ایک ہفتہ تو لازمی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ایک لاکھ ڈالرز دے دیں اور رجسٹر پر دستخط بھی کر دیں تاکہ کام قانونی ہو جائے''...... روتھ نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد صفدر فارغ ہو گیا۔

''اب ایڈورڈ کا کیا ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''ایڈروڈ کو میں فون کر کے کہہ دیتا ہوں۔ آپ اس کے آفس چلے جائیں۔ وہ آپ سے پورا تعاون کرے گا''...... روتھ نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ روتھ نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس

کر دیا تو دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ انٹرنیشنل سپلائی کارپوریشن''...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''سٹار کلب سے روتھ بول رہا ہوں۔ ایڈورڈ سے بات کراؤ''...... روتھ نے کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

''روتھ بول رہا ہوں سٹار کلب سے''...... روتھ نے کہا۔

''اوہ تم۔ خیریت۔ کیسے یاد کر لیا آج''...... اس بار دوسری طرف سے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

''تم نے پچھلی ملاقات میں کہا تھا کہ تمہارا بزنس کچھ ڈاؤن جا رہا ہے۔ اب کیا پوزیشن ہے''...... روتھ نے کہا۔

''ویسے ہی خراب حالت ہے۔ اب تو اس میں مزید انویسٹمنٹ کرنا پڑے گی۔ اس کا گراف اونچا نہیں ہو سکتا لیکن ڈوبتے ہوئے جہاز پر کون سوار ہو گا''...... ایڈورڈ نے کہا۔

''اس لئے میں نے تمہارے کاروبار میں تمہاری اپنی انویسٹمنٹ ڈالنے کا بندوبست کر لیا ہے۔ ایک صاحب ہیں مسٹر مارشل۔ ان کا تعلق ڈیگار سے ہے۔ یہ تم سے مل کر کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر تم نے معلومات دے دیں تو تمہیں تمہاری مرضی کا معاوضہ نقد مل جائے گا جسے تم کاروبار میں انویسٹمنٹ کر لینا''

روتھ نے کہا۔

''کس قسم کی معلومات''...... ایڈورڈ نے کہا۔

''وہ خود تمہیں بتائیں گے۔ میں نے انہیں یقین دلایا ہے کہ ایڈورڈ ہر لحاظ سے قابل اعتماد آدمی ہے۔ بتاؤ بھیج دوں''...... روتھ نے کہا۔

''ہاں بھیج دو۔ کاش یہ وہ معلومات طلب کریں جو مجھے معلوم ہوں تو میرا کاروبار بچ جائے گا۔ بہرحال بھیج دو انہیں''...... ایڈورڈ نے کہا۔

''او کے''...... روتھ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''ارے ہاں۔ وہاں موجود فون کا نمبر کیا ہے''...... صفدر نے اٹھتے اٹھتے پھر بیٹھتے ہوئے کہا تو روتھ نے فون نمبر بتا دیا۔ پھر صفدر اس سے مل کر واپس ہال میں پہنچا تو وہاں اس کے ساتھیوں کے چہروں پر بے زاری نمایاں تھی۔

''کہاں رہ گئے تھے۔ ہم تو چائے اور کافی پی پی کر پاگل ہو چکے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر مسکراتے ہوئے خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''اب مجھے خیال آ رہا ہے کہ جب عمران دیر سے آتا تھا تو ہم سب اس طرح اس کے سر ہو جاتا کرتے تھے۔ بہرحال میں کام کر آیا ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''تو تم اب عمران بننے کی کوشش کر رہے ہو''...... تنویر نے منہ

بناتے ہوئے کہا۔

’’میں عمران کیسے بن سکتا ہوں۔ بہرحال میں بتا دیتا ہوں کہ میں یہاں سے جانے اور پھر وہاں سے واپس یہاں آنے تک کیا کرتا رہا ہوں‘‘...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے روتھ سے ہونے والی گفتگو اور ایڈورڈ سے ہونے والی بات چیت سب تفصیل سے بتا دی۔

’’ویری گڈ صفدر۔ تم نے واقعی کام کیا ہے۔ میرے خیال میں اب ہم حرکت میں آ جائیں۔ بہت وقت ضائع ہو گیا ہے‘‘۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

’’اگر ایڈورڈ لیبارٹری کے بارے میں نہ جانتا ہوا تب‘‘...... تنویر نے کہا۔

’’پھر کوئی اور راستہ دیکھیں گے‘‘...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’اس کے ساتھ ساتھ ہمیں نگرانی کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ یقیناً یہاں بھی لارڈز کا سیٹ اپ ہو گا‘‘...... صالحہ نے کہا۔

’’ہاں۔ چلو اب رہائش گاہ پر چلیں‘‘...... صفدر نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھے ہیون کالونی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ پھر کافی دیر تک مختلف سڑکوں پر گھومنے کے بعد ٹیکسی ایک جدید انداز کی رہائشی کالونی میں داخل ہو گئی اور جلد ہی انہیں کوٹھی نمبر آٹھ نظر آ گئی۔ صفدر نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ کے ساتھ

ساتھ کچھ ٹپ بھی دے دی اور پھر ٹیکسی کے جانے کے بعد صفدر نے جیب سے چابی نکالی اور تالا کھول کر چھوٹے گیٹ کو کھولا اور وہ سب اندر داخل ہو گئے۔ خاصے جدید اور اچھے انداز میں کوٹھی کی تعمیر کی گئی تھی۔ ایک طرف پارکنگ تھی۔ وہاں سفید رنگ اور جدید ماڈل کی کار موجود تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ کار میں بیٹھے ایڈورڈ سے ملنے جا رہے تھے۔ ایڈورڈ کے آفس کا پتہ صفدر کو بتا دیا گیا تھا۔ صفدر کار چلا رہا تھا اور صالحہ اس کے ساتھ ہی سائیڈ سیٹ پر بیٹھی تھی اور وہ بار بار صفدر کو اس طرح دیکھتی جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

’’کیا بات ہے صالحہ۔ تم اس انداز میں بار بار مجھے کیوں دیکھ رہی ہو‘‘...... صفدر نے کہا تو عقبی سیٹ پر بیٹھے کیپٹن شکیل اور تنویر چونک کر صالحہ کو دیکھنے لگے۔

’’اس لئے دیکھ رہی ہوں کہ کیا آپ اصل بھی ہیں یا نہیں‘‘۔ صالحہ نے بڑے معصومانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’کیا مطلب۔ میک اپ تو میرے ساتھ ساتھ تم نے بھی کیا ہوا ہے۔ پھر اصل نقل کا کیا مطلب ہوا‘‘...... صفدر نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’میں بتاتا ہوں صالحہ شاید نہ بتا سکے‘‘...... عقبی سیٹ پر بیٹھے کیپٹن شکیل نے کہا تو صالحہ اور تنویر کے ساتھ ساتھ صفدر بھی چونک پڑا۔

''ایسی کون سی بات ہے کہ تم بتا سکتے ہو اور صالحہ نہیں''...... صفدر نے اور زیادہ الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم نے کار چلاتے ہوئے ایک بار بھی صالحہ کی طرف نہیں دیکھا۔ حالانکہ پہلے تم بار بار ایسا کرتے تھے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر اور تنویر دونوں بے اختیار ہنس پڑے جبکہ صالحہ نے شرم سے منہ دوسری طرف کر لیا۔

''آپ میری جگہ آ جائیں۔ میں تنویر کے ساتھ بیٹھوں گی''۔ صالحہ نے کہا۔

''پھر تو صفدر کو گردن زیادہ موڑنی پڑے گی''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو ایک بار پھر سب ہنس پڑے۔

''آج تو تم عمران کی طرح گفتگو کر رہے ہو''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران کی گفتگو ہماری کامیابی کے بہت سے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ خوشگوار گفتگو ماحول کو خوشگوار بنائے رکھتی ہے اور مشن کے سلسلے میں ہونے والا کام ذہن پر سوار نہیں ہوتا''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا اور سب نے اس کی بات کی تائید میں اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر کچھ دیر بعد وہ اس بزنس پلازہ کی پارکنگ کی طرف مڑ رہے تھے جس پلازہ میں ایڈورڈ کمپنی کا آفس تھا جو سائنسی لیبارٹریوں کو سائنسی سامان سپلائی کرتی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب اس کمپنی کے آفس کے بند دروازے پر پہنچ

گئے۔ وہاں ایک سیکورٹی گارڈ موجود تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر دروازے کھولا تو صفدر اور اس کے ساتھی آفس میں داخل ہو گئے۔ دروازے کی سائیڈ پر جنرل مینجر ایڈورڈ کا نام درج تھا۔ آفس ٹیبل کے پیچھے ایک عمر رسیدہ آدمی سوٹ پہنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا۔ صفدر اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

''میرا نام مارشل ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں''...... صفدر نے آگے بڑھ کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا جبکہ کیپٹن شکیل، تنویر اور صالحہ سائیڈ کی کرسیوں پر بیٹھ گئے کیونکہ صالحہ نے یورپی میک اپ میں ہونے کے باوجود ایڈورڈ سے مصافحہ نہ کرنا تھا اور ایسے حالات میں لوگ اکھڑ جاتے تھے۔ اس لئے نہ صرف وہ بیٹھ گئی بلکہ تنویر اور کیپٹن شکیل نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ ایڈورڈ جب مصافحہ سے فارغ ہوا تو اس نے دیکھا کہ صفدر کے ساتھی بیٹھ بھی چکے ہیں تو وہ بھی اپنی ریوالونگ کرسی پر بیٹھ گیا۔

''سٹار کلب کے روتھ نے آپ کو فون کیا تھا کچھ معلومات کے حصول کے سلسلے میں''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ آپ۔ اچھا خوش آمدید۔ پہلے بتائیں کہ آپ کیا پینا پسند کریں گے''...... ایڈورڈ نے کہا۔

''سوری۔ ہم ڈاکٹر کی معین خوراک کے پابند ہیں۔ آپ کا شکریہ''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ اب فرمائیں کہ آپ کو کیسی معلومات چاہئیں''۔ ایڈورڈ نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

''یہاں کاسان میں ایک خفیہ لیبارٹری ہے یہودیوں کی۔ اس بارے میں معلومات چاہئیں''...... صفدر نے کہا تو ایڈورڈ بے اختیار چونک پڑا۔

''آپ کو کس نے بتایا ہے کہ یہاں کوئی لیبارٹری ہے اس جزیرے کاسان میں''...... ایڈورڈ نے کہا۔

''اس بارے میں ہم کنفرم ہیں۔ ہم منہ مانگا معاوضہ بھی دیں گے لیکن معلومات حتمی ہونی چاہئیں۔ کوئی دھوکہ ناقابل برداشت ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''آئی ایم سوری مسٹر مارشل۔ میں اس بارے میں منہ نہیں کھول سکتا۔ مجھے یہاں کام کرنے کی اجازت بھی اس بنیاد پر ملی ہے کہ میں لیبارٹری کے بارے میں کسی کو کوئی اطلاع نہ دوں گا اور میرے علاوہ عام پبلک میں سے کسی کو یہ معلوم نہیں ہے کہ یہاں کوئی لیبارٹری ہے۔ آئی ایم سوری''...... ایڈورڈ نے کہا۔

''او کے۔ ہم دس لاکھ ڈالرز کسی اور کو دے دیتے ہیں۔ آپ کی طرح بہت سے لوگ جانتے ہیں۔ ہم ڈیگار سے آئے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے''...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

''ارے ارے بیٹھیں۔ ابھی تو بات چیت کا آغاز ہوا ہے''۔ ایڈورڈ نے قدرے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''آپ نے خود ہی کہا ہے کہ آپ نہیں بتا سکتے''...... صفدر نے واپس کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ آپ کو کس طرح کی معلومات چاہئیں۔ یہی کہ لیبارٹری کے اندر کس کس فارمولے پر کام ہو رہا ہے یا کچھ اور''...... ایڈورڈ نے کہا۔

''ہمیں اس لیبارٹری کا درست محل وقوع، اس میں داخل ہونے کا خفیہ راستے اور اندرونی سیٹ اپ کے بارے میں معلومات چاہئیں''...... صفدر نے کہا تو ایڈورڈ نے ایک طویل سانس لیا۔

''میں بتا دیتا ہوں لیکن آپ کو اس کے لئے کم از کم پچاس لاکھ ڈالرز دینے ہوں گے''...... ایڈورڈ نے کہا۔

''سوری جناب۔ آپ سے ہمارا سودا نہیں ہو سکتا۔ میں آخری بات کرتا ہوں کہ آپ کو پندرہ لاکھ ڈالرز ملیں گے اور بس''۔ صفدر نے کہا۔

''چلیں بیس لاکھ ڈالرز پر ڈن کریں۔ آپ بھی خوش اور میں بھی خوش''...... ایڈورڈ نے کہا تو صفدر نے مسکراتے ہوئے ڈن کہہ دیا۔

''دیں مجھے۔ پھر آگے بات ہو گی''...... ایڈورڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو صفدر نے جیب سے چیک بک نکال لی۔

''یہ رقم کب ملے گی۔ نقد رقم ملتی تو زیادہ اچھی تھی''...... ایڈورڈ نے کہا۔

"یہ گارنٹیڈ چیک ہے"...... صفدر نے چیک پر دستخط کرتے ہوئے کہا اور ایک چیک کو چیک بک سے علیحدہ کر کے اس نے اس پر تاریخ اور رقم لکھ کر چیک ایڈورڈ کی طرف بڑھا دیا۔ ایڈورڈ نے چیک لے کر اسے غور سے دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر مسرت اور کامیابی کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوکے۔ اب میں بتاتا ہوں"......ایڈورڈ نے کہا اور چیک کو دراز میں رکھ لیا۔

"یہ لیبارٹری نہ صرف انتہائی خفیہ ہے بلکہ اسے سائنسی لحاظ سے بھی ناقابل تسخیر بنا دیا گیا ہے۔ یہ لیبارٹری مکمل طور پر زیر زمین بنائی گئی ہے اور جزیرے پر اس کے اوپر بلکہ یوں کہا جائے کہ پوری لیبارٹری کے اوپر ایک ہوٹل بنا ہوا ہے جس کا نام ہے روز میری ہوٹل۔ یہ ہوٹل سیاحوں کا پسندیدہ ہوٹل ہے جہاں کمرے ملنا بھی بعض اوقات مسئلہ بن جاتا ہے"...... ایڈورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب اس کے خفیہ راستے بتا دیں"...... صفدر نے کہا۔

"خفیہ راستوں کے بارے میں تو مجھے معلوم نہیں البتہ اس کا مین گیٹ جزیرے پر روز میری ہوٹل کی بائیں سائیڈ پر ایک لائیو سٹاک فارم ہے وہاں سے جاتا ہے جسے اندر سے ہی کھولا جا سکتا ہے۔ ویسے وہاں کمپیوٹر نصب ہے جس کی وجہ سے صرف اس آدمی

کو اندر جانے کی اجازت ملتی ہے جس کے سپیشل کوائف اس کمپیوٹر میں پہلے سے فیڈ ہوتے ہیں"...... ایڈورڈ نے کہا۔

"آپ کتنی بار اس راستے سے گزرے ہیں"...... صفدر نے پوچھا۔

"چالیس پچاس بار تو گیا ہوں گا سپلائی دینے اور مزید آرڈر لینے کے لئے مجھے وہاں جا کر لیبارٹری انچارج سوبرز کے آفس میں جانا پڑتا ہے۔ پہلی بار میرے جسمانی کوائف اس کمپیوٹر میں فیڈ کئے گئے۔ پھر مجھے اندر جانے کی اجازت ملی"...... ایڈورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہر لیبارٹری کے خفیہ راستے بھی بنائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ پانی کے مسلسل حصول اور گٹر لائن بھی ضروری ہوتی ہے۔ اس طرح لیبارٹری میں تازہ ہوا کا حصول اور استعمال شدہ ہوا کے اخراج کے لئے بھی راستے بنائے جاتے ہیں اس بارے میں بتائیں"...... صفدر نے کہا۔

"کمال ہے۔ اس انداز سے تو میں نے آج تک سوچا ہی نہیں ہے۔ اس لئے مجھے تو معلوم نہیں ہے"...... ایڈورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ لیبارٹری کب بنائی گئی تھی"...... صفدر نے پوچھا۔

"بیس سال سے تو میں سپلائی دے رہا ہوں۔ پہلے کا علم نہیں ہے"......ایڈورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''روز میری ہوٹل کا مالک اور جنرل مینجر کون ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''مجھے معلوم تو نہیں لیکن میرا ایک دوست وہاں سامان سپلائی کرتا ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں اسے فون کر کے معلوم کر سکتا ہوں''...... ایڈورڈ نے کہا۔

''کوئی ایسی ٹپ دو کہ ہم اس سلسلے میں مکمل معلومات حاصل کر سکیں۔ خصوصاً جن راستوں کی میں نے بات کی ہے''...... صفدر نے کہا تو ایڈورڈ کچھ دیر آنکھیں بند کر کے بیٹھا رہا۔ پھر یکلخت چونک پڑا اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔

''ہاں۔ وہ واقعی زندہ ہے۔ اس سے معلوم کیا جا سکتا ہے''۔ ایڈورڈ نے آنکھیں کھولتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔

''کس سے''...... صفدر نے کہا۔

''مجھے یاد آ گیا ہے کہ اس لیبارٹری کا نقشہ بنانے والا انجینئر ولسن ابھی زندہ ہے اور گو اس کی کافی عمر ہے لیکن وہ ذہنی طور پر ابھی طاقتور ہے۔ اس سے خفیہ راستوں کے بارے میں معلومات مل سکتی ہیں''...... ایڈورڈ نے کہا تو صفدر اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر یکلخت چمک آ گئی۔

''کہاں رہتا ہے وہ''...... صفدر نے پوچھا۔

''کلارک روڈ پر اس کی رہائش ہے''...... ایڈورڈ نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں

اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف سے بجنے والی گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی تھی۔

''یس۔ ولسن ہاؤس''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ایڈورڈ بول رہا ہوں اور ولسن سے بات کرنا چاہتا ہوں''۔ ایڈورڈ نے کہا۔

''میں ولسن بول رہا ہوں لیکن آپ کون ایڈورڈ ہیں۔ میرے واقف کاروں میں تو کوئی ایڈورڈ نامی آدمی نہیں ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''جناب میں انٹرنیشنل سپلائی کارپوریشن کا ایڈورڈ ہوں۔ مزید یہ بتا دوں کہ آپ ایک بار فورس گروپ سے قرضہ لے کر پھنس گئے تھے اور آپ کے کزن انتھونی آپ کو میرے پاس لے آئے تھے۔ میں نے فورس گروپ کو فون کر کے آپ سے ہونے والی زیادتی رکوا دی تھی اور آپ اپنے کزن انتھونی کے ساتھ میرا شکریہ ادا کرنے تشریف لائے تھے''...... ایڈورڈ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ ہاں۔ مجھے یاد آ گیا ہے۔ میں انتہائی معذرت خواہ ہوں کہ میں آپ کہ پہچان نہ سکا۔ آپ تو میرے محسن ہیں۔ دراصل اب میں کافی بوڑھا ہو گیا ہوں۔ آئی ایم سوری۔ حکم کریں کیسے فون کیا ہے''...... ولسن نے معذرت خواہ لہجے میں کہا۔

''میں نے تو اس لئے آپ کو فون کیا ہے کہ میں اقوام متحدہ

کے تحت چاہتا ہوں کہ آپ کو بین الاقوامی شہرت ملے۔ ڈیگار میں اقوام متحدہ کے تحت لیبارٹریوں کے نقشوں کی چار روزہ نمائش کی جا رہی ہے جس میں دنیا کے تمام ملکوں میں بنائی جانے والی لیبارٹریوں کے نقشوں کو سامنے لایا جائے گا اور پھر ان میں سے ایک کو ہر لحاظ سے اے ون قرار دیئے جانے پر لاکھوں ڈالرز انعام بھی دیا جائے گا اور بین الاقوامی شہرت بھی اسے ملے گی۔ آپ نے یہاں کاسان میں واقع لیبارٹری کا نقشہ تیار کیا ہے۔ میں وہاں سپلائی کے لئے جاتا رہتا ہوں۔ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ آپ کا تیار کردہ نقشہ لازماً پہلے نمبر پر آئے گا۔ اس طرح انعام اور شہرت دونوں آپ کے پاس ہوں گی''...... ایڈورڈ نے کہا۔

''اچھا واقعی۔ میں نے تو نہ کہیں پڑھا ہے اور نہ ہی سنا ہے''...... انجینئر ولسن نے کہا۔

''ڈیگار حکومت کی طرف سے ایک وفد یہاں پہنچا ہے وہ لوگ میرے پاس آئے ہیں کیونکہ وہ آپ کا پتہ نہیں جانتے تھے۔ اگر آپ کہیں تو میں اس وفد کو آپ کے پاس بھجوا دوں۔ چار افراد کا وفد ہے''...... ایڈورڈ نے کہا۔

''اچھا۔ پھر تو واقعی ایسا ہو رہا ہو گا۔ انہیں میرے پاس بھجوا دیں''...... انجینئر ولسن نے کہا۔

''او کے۔ شکریہ''...... ایڈورڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''بہت خوب۔ آپ واقعی ذہین آدمی ہیں۔ گڈ شو''...... صفدر نے

اس کی تحسین کرتے ہوئے کہا تو ایڈورڈ کا چہرہ کھل اٹھا۔

''آپ اپنے چیف کے سامنے میرے بارے میں کوئی اچھی بات ضرور کر دینا۔ یہ میرے لئے سب سے بڑا تحفہ ہو گا''۔ ایڈورڈ نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر صفدر نے اس سے الوداعی مصافحہ کیا جبکہ باقی ساتھی ویسے ہی باہر کی طرف بڑھ گئے جیسے آئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ کار میں سوار کلارک روڈ کی طرف بڑھ رہے تھے۔

''ایڈورڈ سے ملاقات بے حد فائدہ مند ثابت ہوئی ہے۔ اگر ولسن سے لیبارٹری کا نقشہ مل گیا تو پھر ہمارے لئے بے حد سہولت رہے گی''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ یہ سب دولت کمانے کے لئے ہمارے ساتھ کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ کیونکہ تیس پینتیس سال پرانا نقشہ کون سنبھال کر رکھتا ہے''......تنویر نے کہا۔

''نقشے بنانے والوں میں سے اکثریت اپنے بنائے ہوئے نقشوں کی کاپیاں اپنے پاس رکھتی ہیں کیونکہ ان کے خیال کے مطابق ان سے بہتر نقشہ کوئی نہیں بنا سکتا اس لئے اپنے شاہکاروں کو وہ محفوظ رکھتے ہیں''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''دیکھو کیا ہوتا ہے''...... تنویر نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کلارک روڈ پر مطلوبہ کوٹھی کے سامنے پہنچ گئے کوٹھی کے گیٹ کے ساتھ دیوار پر انجینئر ولسن کے نام کی پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ نام کے

نیچے ڈگریوں کی ایک لمبی لائن موجود تھی۔ صفدر نے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے ستون پر موجود کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آ گیا۔ وہ اپنے انداز اور لباس سے ملازم دکھائی دے رہا تھا۔

''انجینئر صاحب سے کہو کہ ڈیگار سے وفد آیا ہے ملاقات کے لئے''...... صفدر نے کہا۔

''اچھا۔ آپ کا نام''...... ملازم نے کہا۔

''وہ میرا نام نہیں جانتے۔ جو میں نے کہا ہے وہ جا کر بولو''۔ صفدر نے کہا تو ملازم سر جھکائے مڑا اور کھڑکی میں غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور وہ ملازم واپس آ گیا۔

''میں پھاٹک کھولتا ہوں۔ آپ اندر آ جائیں''...... ملازم نے کہا اور واپس چلا گیا۔ پھر صفدر بھی واپس ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور پھر پھاٹک کھلتے ہی صفدر کار اندر لے گیا۔ ایک سائیڈ پر پارکنگ بنی ہوئی تھی۔ وہاں ایک پرانے ماڈل کی کار موجود تھی۔ صفدر نے کار وہاں روکی اور نیچے اتر آیا۔ باقی ساتھی بھی نیچے اترے اور پھر صفدر نے کار لاک کر دی۔

''کیوں لاک کر رہے ہو۔ یہ کسی پبلک جگہ پر تو نہیں کھڑی''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میں نے عادت ڈالی ہے کہ کار کو لازماً لاک کر دیا جائے''۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ملازم پھاٹک بند کر کے ان

کی طرف آیا اور پھر اس کی رہنمائی میں وہ ایک بڑے ڈرائینگ روم میں پہنچ گئے۔ ویسے وہاں کا فرنیچر بتا رہا تھا کہ یہ کافی پرانا ہے لیکن اس میں رکھ رکھاؤ پھر بھی موجود تھا۔

''بڑے صاحب ابھی آ جائیں گے''...... ملازم نے کہا اور واپس مڑ کر ڈرائینگ روم سے باہر چلا گیا۔ صفدر اور اس کے ساتھی صوفوں پر بیٹھے ہی تھے کہ اندرونی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ اس آواز کو سن کر صفدر اور اس کے ساتھیوں کی نظریں وہاں جم سی گئیں۔ دروازے پر پردہ موجود تھا۔ تھوی دیر بعد پردہ ہٹا اور اس کے ساتھ ہی ایک لڑکی اندر داخل ہوئی تو صفدر بے اختیار اچھل پڑا لیکن اسی لمحے لڑکی کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس لڑکی کے ہاتھ سے نکل کر کوئی چیز فرش پر گری اور اس کے ساتھ ہی صفدر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سانس اندر ہی رک گیا ہو۔ اس نے لاشعوری طور پر سانس لینے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

کرنل گارڈ لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی تھا۔ وہ کرنل جیمز کے تحت تھا اور اس کا پورا سیکشن تھا جسے گارڈ سیکشن کہا جاتا تھا۔ کرنل جیمز نے اسے اس لئے کاسان بھجوایا تھا تاکہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس بچ بچا کر کاسان پہنچ جانے میں کامیاب ہو جائے تو وہاں گارڈ سیکشن ان کا خاتمہ کر دے۔ گارڈ سیکشن میں چھ مرد اور چار عورتیں تھیں لیکن اس سیکشن کے تمام لوگ کاسان میں ہی نہ رہتے تھے بلکہ ہر روز ایک ممبر کی ڈیوٹی تھی کہ وہ فیری پر ایلسان بندرگاہ جائے اور پھر وہاں سے کاسان آنے والے مسافروں کو چیک کرتا رہے کیونکہ یہ سفر ڈیڑھ دو گھنٹے کا تھا اور انسانی نفسیات کے مطابق ایسے سفر کے دوران لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ چیکنگ تو کاسان جا کر ہی ہو سکتی ہے۔ سفر میں تو کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا اس طرح مشکوک افراد کو زیادہ آسانی سے ٹریس کیا جا سکتا ہے۔ کرنل گارڈ نے کاسان میں باقاعدہ آفس بنایا ہوا تھا جس میں ایک فون سیکرٹری، ا

ازم اور دو سیکورٹی گارڈ رکھے گئے تھے جو ہر وقت موجود رہتے تھے۔ کرنل گارڈ آفس میں بیٹھا ایک کتاب پڑھنے میں مصروف تھا یونکہ فارغ رہنے سے وہ شدید بوریت محسوس کرنے لگتا تھا۔ اسے ہاں کام کرتے ہوئے ڈیڑھ ہفتہ ہو گیا تھا لیکن ابھی تک ایک بھی شکوک آدمی ٹریس نہ ہو سکا تھا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ں نے کتاب رکھی اور رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل گارڈ نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"مس جیکی آپ سے بات کرنا چاہتی ہیں۔ وہ اس وقت ایک ری میں سوار ہیں اور ایلسان سے کاسان آ رہی ہیں"...... دوسری رف سے فون سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کراؤ بات"...... کرنل گارڈ نے کہا۔

"ہیلو۔ جیکی بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور نسوانی واز سنائی دی۔

"یس کرنل گارڈ۔ کوئی خاص بات"...... کرنل گارڈ نے کہا۔

"یس کرنل۔ چار افراد کا ایک گروپ اسی فیری میں سوار ہے اور لسان سے کاسان آ رہا ہے۔ اس گروپ میں تین مرد ہیں اور یک عورت۔ یہ چاروں افراد گو یورپی ہیں لیکن میری چھٹی حس کہہ ی ہے کہ یہی ہمارے مطلوبہ افراد ہیں۔ میں نے ان میں سے یک آدمی سے بات چیت کی اور دوستی کرنے کے لئے کہا تو اس

آدمی جس نے اپنا نام مارشل بتایا اور مخصوص یورپی لہجے میں بات کی اور اس کا انداز بھی خالصتاً یورپی تھا لیکن اس کے باوجود مجھے یقین ہے کہ یہی ہمارے مطلوبہ افراد ہیں۔ میں نے فیری سے اس لئے فون کیا ہے کہ میں کاسان میں بھی ان کی نگرانی کرنا چاہتی ہوں اس لئے آپ سے اجازت مانگ رہی ہوں کہ آپ جوڈش کو کاسان گھاٹ پر بھجوا دیں اور اسے حکم دے دیں کہ وہ میرے ساتھ کام کرے''...... جیکی نے کہا۔

''اگر تمہیں یقین ہے کہ یہی ہمارے مطلوبہ افراد ہیں تو بندرگاہ پر پہنچتے ہی انہیں گولیوں سے اڑا دو۔ بعد میں جو ہو گا وہ دیکھا جائے گا''...... کرنل گارڈ نے کہا۔

''وہ بین الاقوامی سیاحتی کارڈ ہولڈر ہیں باس۔ اگر وہ بعد میں ہمارے مطلوبہ افراد نہ نکلے تو ہمیں لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ میں چاہتی ہوں کہ ایسا کوئی ثبوت مل جائے جس سے ہم اعلیٰ حکام پر ثابت کر سکیں کہ ہم نے درست افراد کا خاتمہ کیا ہے۔ پچھلے سال ایک بین الاقوامی سیاحت کارڈ کا حامل سیاح نیلسن کے ہاتھوں مارا گیا تھا جس پر لارڈ صاحب سخت ناراض ہو گئے تھے اور بڑی مشکل سے نیلسن کی جان بخشی ہوئی تھی''...... جیکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم کس قسم کا ثبوت حاصل کرنا چاہتی ہو اور کس طرح ایسا ثبوت حاصل کرو گی''...... کرنل گارڈ نے کہا۔

''جوڈش کے پاس ریکارڈنگ کے جدید آلات موجود ہیں اور وہ اس کام میں بے حد مہارت رکھتا ہے۔ وہ لوگ یہاں پہنچ کر کسی نہ کسی ہوٹل یا پرائیویٹ رہائش گاہ میں رہیں گے تو ان کے درمیان ہونے والی بات چیت کو ریکارڈ کیا جاتا رہے گا۔ مجھے یقین ہے کہ چاہے کتنی ہی طویل ریکارڈنگ ہو، یہ لوگ لازماً کہیں نہ کہیں لاشعوری طور پر ایشیا کی زبان بولیں گے یا ایشیائی نام لیں گے تو ہم کنفرم ہو جائیں گے۔ پھر انہیں سپیشل پوائنٹ پر لے جا کر ان کے میک اپ واش کر کے انہیں اعلیٰ حکام کے سامنے پیش کیا جائے گا''۔ جیکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''جس فیری میں تم سوار ہو وہ کب کاسان پہنچے گی''...... کرنل گارڈ نے کہا۔

''ایک گھنٹہ لگ جائے گا''...... جیکی نے کہا۔

''او کے۔ میں جوڈش کو کہہ دیتا ہوں لیکن ایک بات بتا دوں کہ میں اپنے سیکشن کے تم اور جوڈش جیسے ایجنٹس ضائع نہیں کرنا چاہتا کیونکہ اگر وہ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں تو وہ انتہائی تجربہ کار اور فعال لوگ ہیں اس لئے اگر انہیں تم پر یا جوڈش پر شک پڑ گیا یا تمہاری نگرانی ان کی نظروں میں آ گئی تو تم دونوں کی لاشیں بھی نہ ملیں گی لیکن مجھے تم پر اعتماد ہے کہ تمہاری چھٹی حس درست کہتی ہے اور تم میرے سیکشن کی سب سے اچھی ایجنٹ ہو اس لئے اسے میری ضرورت سمجھو یا حکم۔ انتہائی احتیاط سے کام کرنا

چاہے کتنا ہی وقت لگ جائے''...... کرنل گارڈ نے کہا۔

''تھینک یو سر۔ آپ واقعی قدر شناس ہیں''...... جیکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم اطمینان سے کام کرو۔ جوڈش پہنچ جائے گا لیکن اگر کوئی اہم بات ہو جائے تو مجھے رپورٹ ضرور کرنا''...... کرنل گارڈ نے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل گارڈ نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً چار گھنٹوں کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل گارڈ نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جیکی کی کال ہے جناب''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... کرنل گارڈ نے کہا۔

''جیکی بول رہی ہوں باس''...... چند لمحوں بعد جیکی کی آواز سنائی دی۔

''کیا رپورٹ ہے ان مشکوک افراد کی''...... کرنل گارڈ نے کہا۔

''باس۔ میرے شکوک درست ثابت ہوئے ہیں۔ یہ چاروں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان ہیں''...... جیکی نے کہا۔

''کیسے۔ تفصیل سے بات کرو۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے''۔ کرنل گارڈ نے کہا

''مارشل اور اس کے ساتھیوں گھاٹ سے ٹیکسی کے ذریعے سٹار کلب گئے اور وہاں کے مینجر روتھ سے ملے۔ ان کے درمیان باتیں ہوتی رہیں وہاں جو اہم بات سامنے آئی وہ یہ کہ وہ کاسان میں کسی لیبارٹری کے بارے میں معلومات چاہتے ہیں لیکن مینجر روتھ کو اس کا علم نہ تھا۔ اس نے صرف انہیں ایک رہائش گاہ مع کار دے دی اور اس کے ساتھ ہی سائنس لیبارٹریوں کو ان کا مطلوبہ سائنسی سامان سپلائی کرنے والے ادارے کے مالک ایڈورڈ کے پاس بھجوا دیا۔ ایڈورڈ نے انہیں لیبارٹری کی بنیادی باتیں بتا دیں اور ساتھ ہی یہ ٹپ بھی دے دی کہ اس لیبارٹری کا نقشہ انجینئر ولسن نے بنایا ہے۔ پھر ایڈورڈ نے انجینئر ولسن کو فون کر کے بتایا کہ ڈیگار میں لیبارٹریوں کے نقشوں کی نمائش اقوام متحدہ کے تحت ہو رہی ہے اور ڈیگار کا وفد کاسان لیبارٹری کا نقشہ لینے آیا ہے اور اول آنے پر اسے لاکھوں ڈالرز انعام اور شہرت ملے گی تو انجینئر ولسن نے انہیں بلوا لیا''۔ جیکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں۔ انہیں فوری ختم ہونا چاہئے''...... کرنل گارڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

''باس۔ بے ہوش افراد کیسے خطرناک ہو سکتے ہیں۔ اس وقت یہ چاروں افراد بے ہوشی کی حالت میں میرے سامنے پڑے ہیں''...... جیکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارے سامنے۔ کیا مطلب''...... کرنل گارڈ نے حلق کے بل

چیختے ہوئے کہا۔

''انہوں نے انجینئر ولسن کے گھر اس سے ملنے جانا تھا تاکہ اس سے لیبارٹری کا نقشہ حاصل کر سکیں۔ چنانچہ میں نے جوڈش کے ساتھ مل کر پلاننگ کی اور ان کے پہنچنے سے پہلے ہی ہم نے کوٹھی کے اندر بے ہوش کر دینے والی جدید ترین اور انتہائی زود اثر گیس کے کیپسول فائر کر دیئے۔ پھر عقبی طرف سے اندر داخل ہو کر ہم نے کوٹھی پر قبضہ کر لیا اور پھر جوڈش کو میں نے پھاٹک پر تعینات کر دیا تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کسی شک میں نہ پڑیں۔ میں خود ایک کمرے میں بیٹھ گئی۔ پھر کال بیل بجنے پر جوڈش پھاٹک سے باہر چلا گیا۔ پھر واپس اندر آ کر اس نے مخصوص اشارہ کیا جس کا مطلب تھا کہ وہی لوگ آئے ہیں جو ہمارا ٹارگٹ ہیں۔ میں نے اسے اشارہ کیا کہ وہ پہلے سے طے شدہ شیڈول کے مطابق کام کرے چنانچہ اس نے باہر جا کر انہیں اندر آنے کا کہا۔ پھر اندر آ کر اس نے پھاٹک کھول دیا اور اس کے ساتھ ہی ایک کار اندر داخل ہوئی اور پارکنگ میں موجود انجینئر ولسن کی پرانے ماڈل کی کھڑی کار کے ساتھ رکی۔ جوڈش نے پھاٹک بند کیا اور پھر ان لوگوں کی رہنمائی کر کے انہیں پہلے سے طے شدہ پلاننگ کے تحت ڈرائینگ روم میں بٹھا دیا۔ عقبی طرف بھی ڈرائینگ روم کا ایک دروازہ ہے جس پر پردہ لٹکایا گیا ہے۔ میں اس دروازے سے پردہ ہٹا کر اندر گئی تو وہ لوگ مجھے پہچان کر حیرت سے بت بن گئے اور

میں نے فوراً بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی اور یہ چاروں کے چاروں فوری طور پر بے ہوش گئے جبکہ میں نے سانس روک لیا تھا۔ اس لئے مجھ پر اس گیس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اس کے بعد میں نے ہیڈکوارٹر سے سٹیشن ویگن منگوائی اور ان چاروں کو اس سٹیشن ویگن میں ڈال کر زیرو پوائنٹ پر لے آئی ہوں اور آپ کو کال کر رہی ہوں''...... جیکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''انہیں گولی مارو۔ کیوں خواہ مخواہ رسک لے رہی ہو۔ انہیں گولی مار کر ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈال کر راکھ کر دو''۔ کرنل گارڈ نے کہا۔

''یہ سلوک تو بہرحال ان کے ساتھ ہو گا ہی لیکن میں پہلے ان سب کے میک اپ واش کرانا چاہتی ہوں تاکہ ان کے اصل ایشیائی چہرے سامنے آ جائیں۔ پھر انہیں ہلاک کر دیا جائے گا اور ان کی تصاویر لے کر ان کی لاشوں کو برقی بھٹی میں ڈال دوں گی۔ میری خواہش تھی کہ آپ خود زیرو پوائنٹ پر آ جائیں تاکہ تمام کام آپ کے سامنے ہو سکے''...... جیکی نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ میں خود آ رہا ہوں''...... کرنل گارڈ نے کہا اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

ٹائیگر اور جوانا دونوں ہوائی جہاز کی سیٹوں پر خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ ٹائیگر کی سیٹ کھڑکی کے ساتھ تھی جبکہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر جوانا براجمان تھا۔ جوزف چونکہ زخمی تھا اس لئے ڈاکٹروں نے اسے بھیجنے سے انکار کر دیا تھا گو گولائتھ نامی افریقی نژاد نے جوزف کے تمام اندرونی زخم اور ٹوٹی پھوٹی ہڈیوں کو اپنی مخصوص دوا کے ساتھ جوڑ دیا تھا لیکن اس کے باوجود ڈاکٹر صدیقی نے سختی سے اسے مشن پر جانے سے روک دیا تھا اور عمران نے بھی ڈاکٹر صدیقی کی بات کی توثیق کی تھی اس لئے جوزف خاموش ہو گیا تھا ورنہ وہ ٹائیگر اور جوانا کے ساتھ جانے کا شدید خواہش مند تھا۔

''ماسٹر نے تمہیں ہدایات دیں ہوں گی۔ ہم نے وہاں کیا کرنا ہے۔ کیا ہم نے لیبارٹری کے خلاف کام کرنا ہے یا کچھ اور کرنا ہے''...... جوانا نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''لیبارٹری کی تباہی اور فارمولے کی واپسی کا مشن پاکیشیا

سیکرٹ سروس کا گروپ کر رہا ہے جس کا لیڈر صفدر ہے جبکہ ہم نے لارڈز کے ہیڈکوارٹر اور ذیلی ہیڈکوارٹرز کا خاتمہ کرنا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے باس عمران، مس جولیا اور میرے خلاف کام کیا ہے۔ پاکیشیا کی ایک لیبارٹری بھی انہوں نے تباہ کی ہے اور وہاں سے فارمولا بھی یہی لوگ لے اڑے ہیں''...... ٹائیگر نے آہستہ بات کرتے ہوئے کہا تاکہ ان کے آگے والی سیٹ اور عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے لوگ ڈسٹرب نہ ہوں۔

''اس سلسلے میں معلومات تو تم نے حاصل کی ہوں گی۔ کہاں ہیں وہ''...... جوانا نے کہا۔

''ابھی کوئی معلومات نہیں ہیں البتہ میں نے آنان میں واقع ہارش کلب کے مالک اور جنرل مینجر کلارک سے بات کی ہے۔ کلارک نے مجھے بتایا ہے کہ لارڈز کا ذیلی ہیڈکوارٹر لوسانو میں ہے جس کا انچارج کرنل جیمز ہے لیکن اسے تفصیل کا علم نہ تھا البتہ اس نے مجھے لوسانو کے ایک کلب جو ہارڈ کلب کے نام سے مشہور ہے، کے جنرل مینجر اور مالک ہارڈی کی ٹپ دی ہے۔ اسی کے مطابق ہارڈی نے خود طویل عرصہ تک اس تنظیم میں کام کیا ہوا ہے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''پھر تو وہ یہودی ہو گا اور تم کہہ رہے تھے کہ لارڈز بھی یہودیوں کی تنظیم ہے۔ ایسی صورت میں وہ کیسے ہمارے ساتھ تعاون کرے گا''...... جوانا نے کہا۔

''وہ یہودی نہیں ہے۔ پہلے یہ تنظیم ایک لارڈ ہنری کی ملکیت تھی لیکن پھر یہودیوں نے اس سے جبراً خرید لی۔ اب تنظیم کا اصل سرپرست ایک یہودی لارڈ ہاٹ مین ہے جبکہ کاسان میں انہوں نے انتہائی ایڈوانس اور قیمتی مشینری نصب کر کے ایک لیبارٹری بنائی ہوئی ہے اور وہاں ایسے ہتھیار تیار ہو رہے ہیں جو موجودہ دور میں سب سے آگے رہیں''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو ہم نے اس لارڈ کا خاتمہ کرنا ہے''...... جوانا نے کہا۔

''نہیں۔ ہم نے نیچے سے شروع کرنا ہے اور اوپر تک جانا ہے کیونکہ فعال ہمیشہ نیچے والے ہی ہوتے ہیں۔ اوپر والے تو پالیسی بناتے ہیں یا احکامات دیتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اب ہم لوسانو پہنچ کر پہلے ہارڈی سے ملیں گے''...... جوانا نے کہا۔

''ہاں۔ اسے ہمارے بارے میں بتا دیا گیا ہے۔ ویسے وہ لوسانو میں پراپرٹی کا کاروبار بھی کرتا ہے اور سیاحوں کو رہائش گاہیں اور کاریں بھی کرایہ پر دیتا ہے اس لئے ہم بطور سیاح اس سے ملیں گے۔ اس سے رہائش گاہ اور کار لیں گے پھر لوسانو سے ہی کارروائی کا آغاز کریں گے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور جوانا نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں کی مسلسل پرواز کے بعد لوسانو کے بین الاقوامی ائیرپورٹ پر جہاز اترا اور چونکہ یہ اس فلائٹ کا آخری سٹاپ تھا اس لئے ٹائیگر اور

جوانا کے ساتھ ساتھ طیارے میں سوار تمام افراد اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر اور جوانا ائیرپورٹ سے باہر آئے اور سائیڈ پر بنے ہوئے ٹیکسی سٹینڈ کی طرف چل پڑے۔

''یس سر''...... ٹیکسی کے ساتھ کھڑے اس کے ڈرائیور نے ٹائیگر اور جوانا کے قریب پہنچنے پر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہارڈ کلب''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تشریف رکھیں''...... ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی کا عقبی دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور پھر ٹائیگر اور جوانا عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے لیکن سیٹ اس قدر فراخ نہ تھی کہ دونوں اطمینان سے بیٹھ سکتے۔

''میں آگے بیٹھ رہا ہوں۔ تم اطمینان سے بیٹھو''...... ٹائیگر نے اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے کہا اور پھر ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ وہ لوسانو پہلی بار آیا تھا اس لئے بڑے شوق سے باہر کا نظارہ دیکھ رہا تھا۔ ٹائیگر نے ایکریمین میک اپ کر رکھا تھا جبکہ جوانا اپنے اصل چہرے میں تھا۔ ٹیکسی نے نصف گھنٹے بعد ہارڈ کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ کے باہر انہیں پہنچا دیا۔ ٹائیگر نے میٹر دیکھ کر نہ صرف کرایہ ادا کیا بلکہ ایک بڑی مالیت کا نوٹ اس نے ٹپ کے طور پر دے دیا اور پھر وہ دونوں مڑ کر کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہوئے۔ کلب کی عمارت چار منزلہ تھی۔ ابھی شام نہ ہوئی تھی اس لئے کلب ویران پڑا تھا کیونکہ ایسے کلبوں میں گھما گھمی رات کو عروج پر پہنچتی تھی۔ وہ دونوں ہال میں داخل ہو کر ایک سائیڈ پر

موجود وسیع و عریض کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔ یہاں دو لڑکیاں موجود تھیں۔ ایک تو فون سیٹ سامنے رکھے فون سننے اور باتیں کرنے میں مصروف تھی جبکہ دوسری آنے والوں کو اٹنڈ کر رہی تھی۔ ٹائیگر اور جوانا کو کاؤنٹر پر دیکھ کر وہ ان کی طرف متوجہ ہو گئی۔

''یس سر''...... اس نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''جنرل مینجر ہارڈی سے ملنا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''آپ نے وقت لیا ہوا ہے''......لڑکی نے پوچھا۔

''ہاں۔ اسی لئے تو آئے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا تو لڑکی نے فون اٹنڈ کرنے والی لڑکی کو رسیور دینے کا کہا تو اس نے فون کال بند کر کے رسیور ساتھ والی لڑکی کی طرف بڑھا دیا۔ ٹائیگر سے بات کرنے والی لڑکی نے فون کے یکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کر کے آخر میں لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس''...... رسیور سے ایک بھاری آواز میں کہا گیا۔

''کارگی بول رہی ہوں کاؤنٹر سے۔ دو ایکریمین کاؤنٹر پر آئے ہیں۔ آپ سے ملنا چاہتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ آپ کے ساتھ ملاقات کا وقت مقرر ہے''......لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اگر ہے تو بھجوا دو''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو لڑکی نے رسیور رکھ دیا۔

''تشریف لے جائیں۔ تیسری منزل پر آفس ہے''...... لڑکی نے کہا تو ٹائیگر نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ دونوں ایک لفٹ

تک پہنچ گئے۔ لفٹ نے چند لمحوں میں انہیں تیسری منزل پر پہنچا دیا۔ یہاں ایک نہیں بلکہ کئی آفسز تھے۔ جنرل مینجر کی پلیٹ ایک دروازے کے ساتھ دیوار پر لگی ہوئی تھی۔ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر اس دروازے کو دھکیل کر کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے جوانا تھا۔ کمرہ خاصا وسیع و عریض تھا۔ دروازے کے سامنے جہازی سائز کی ایک ٹیبل موجود تھی جس کے عقب میں ایک ریوالونگ کرسی پر ایک دبلا پتلا اور درمیانے قد کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ٹائیگر اور جوانا کے اندر داخل ہونے پر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''میرا نام ہارڈی ہے اور میں ہارڈ کلب کا جنرل مینجر اور مالک ہوں۔ کاؤنٹر گرل کہہ رہی تھی کہ آپ نے ملاقات کا وقت لیا ہوا ہے۔ کیا واقعی''...... ہارڈی نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

''میرا نام ابراہم ہے اور یہ میرا ساتھی جوانا ہے۔ جہاں تک وقت لینے یا نہ لینے کا تعلق ہے تو کلب جیسے اوپن ماحول میں ملاقات کے لئے وقت لینے کی بات کا میں قائل ہی نہیں ہوں''۔ ٹائیگر نے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا اور پھر ہارڈی نے جوانا سے بھی رسمی سا مصافحہ کیا اور وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''کیا پینا پسند کریں گے''...... ہارڈی نے پوچھا۔

''ہم صرف رات کو سوتے وقت پیتے ہیں۔ بے حد شکریہ''۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اچھا اب بتائیں کہ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں''۔ ہارڈی نے کہا۔

''آنان میں ہارش کلب ہے جس کا مالک اور جنرل مینجر کلارک ہے۔ اس نے آپ کو فون کیا ہو گا ہمارے بارے میں''۔ ٹائیگر نے کہا تو ہارڈی بے اختیار اچھل پڑا۔

''ارے ارے اچھا۔ اچھا۔ وہ میرا محسن ہے۔ آپ بتائیں کہ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں''...... ہارڈی نے کہا۔

''ہمیں بتایا گیا ہے کہ آپ یہودیوں کی تنظیم لارڈز میں کام کرتے رہے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے اس میں طویل عرصہ کام کیا ہے پھر ایک مشن کے دوران میری ٹانگیں ٹوٹ گئیں جس پر ڈاکٹروں نے مجھے تیز چلنے اور بھاگنے سے منع کر دیا تو تنظیم نے مجھے فارغ کر دیا البتہ اتنے پیسے مل گئے کہ میں نے یہ کلب خرید لیا اور اب میں اپنے کام سے مطمئن ہوں''...... ہارڈی نے تیز لہجے میں کہا۔

''کیا آپ یہودی ہیں''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''اوہ نہیں۔ میں تو کرسچین ہوں''...... ہارڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر آپ خاص طور پر اس تنظیم میں کیسے شامل ہو گئے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''جب میں ملازم تھا تو اس وقت یہ تنظیم ایک کرسچین لارڈ ہنری

کی ملکیت تھی۔ اسے بنایا بھی اسی نے تھا۔ پھر یہ لارڈ ہاٹ مین کو فروخت کر دی گئی اور اس نے اسے مکمل طور پر یہودیوں کی تنظیم بنا ڈالا۔ میں تو خیر پہلے ہی آؤٹ ہو چکا تھا لیکن بعد میں لارڈ ہاٹ مین نے اس تنظیم میں موجود تمام غیر یہودیوں کو بھاری دولت دے کر تنظیم سے نکال دیا اور ان کی جگہ پوری دنیا سے تجربہ کار یہودیوں کو بلا کر شامل کر لیا گیا''...... ہارڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ نے کتنا عرصہ پہلے تنظیم سے علیحدگی اختیار کی تھی''۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

''دس بارہ سال تو ہو ہی گئے ہیں لیکن آپ اس طرح کا انٹرویو کیوں لے رہے ہیں''...... ہارڈی سے نہ رہا گیا تو اس نے پوچھ لیا۔

''یہ ضروری باتیں ہیں البتہ اب آپ ہمیں بتائیں کہ یہاں لوسانو میں کون اس تنظیم کو چلا رہا ہے اور دوسرے ہیڈ کوارٹرز اور سپر ہیڈ کوارٹر کہاں ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''سوری۔ میں ایسے سوالات کا جواب نہیں دیا کرتا''...... ہارڈی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جو معاوضہ آپ کہیں وہ حاضر کر دیتے ہیں''...... ٹائیگر نے کوٹ کی اندرونی جیب سے چیک بک نکالتے ہوئے کہا۔

''سوری۔ چیک میں ویسے ہی نہیں لیا کرتا''...... ہارڈی نے

کہا۔

''یہ گارنٹیڈ چیک ہے۔ بولیں تفصیلی معلومات کے لئے کتنے ڈالرز لکھوں۔ ویسے اور بھی آدمی موجود ہیں جو سب کچھ بتانے کے لئے تیار ہیں اور کہیں کم معاوضہ لینے پر رضامند ہیں لیکن چونکہ میرے دوست کلارک نے آپ کی بے حد تعریف کی ہے اس لئے آپ سے بات ہو رہی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''او کے۔ دس لاکھ ڈالرز دیں میں آپ کی مطلوبہ معلومات آپ کو دے دوں گا لیکن ایک بات کا آپ کو حلف دینا ہو گا کہ میرا نام کسی بھی سطح پر سامنے نہیں آئے گا''...... ہارڈی نے کہا تو ٹائیگر نے چیک پُر کر کے اس پر دستخط کئے اور پھر چیک بک سے علیحدہ کر کے ہارڈی کی طرف بڑھا دیا۔ ہارڈی نے چیک لے کر کچھ دیر تک بہت غور سے دیکھا پھر اس کے چہرے پر مسرت اور اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے چیک تہہ کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔

''یس سر۔ اب بتائیں کیا پوچھنا ہے آپ نے''...... ہارڈی کا لہجہ دس لاکھ ڈالرز کا چیک ملنے کے بعد یکلخت بدل گیا تھا۔

''لارڈز کے ہیڈ کوارٹر، ذیلی ہیڈ کوارٹرز، سیکشنوں کے ہیڈ کوارٹرز اور نیچے سے اوپر لارڈ ہاٹ مین تک جو بھی آپ جانتے ہیں وہ بتائیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میرے علم میں جو کچھ ہے وہ میں بتا دیتا ہوں''...... ہارڈی

نے کہا۔

''ٹھیک ہے آپ بتائیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''لارڈز جدید اسلحہ اور ڈرگ بزنس میں ملوث ہو گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ سرکاری ایجنسیوں کی طرح اسرائیل کے مفادات کے لئے ہر قسم کے جرائم بھی کرتی ہے۔ اس کا انداز بالکل ایسا ہے جیسے ممالک کی اپنی سرکاری ایجنسیاں کام کرتی ہیں۔ یہاں لوسانو میں لارڈز کا ہیڈ کوارٹر ہے اور اس کا انچارج کرنل جیمز ہے۔ یہ انتہائی تجربہ کار آدمی ہے۔ میرے ساتھ کام کرتا رہا ہے۔ بلیو ٹاؤن کی کوٹھی نمبر اٹھارہ میں اس کا ہیڈ کوارٹر بنایا گیا ہے۔ کرنل جیمز کے تحت کئی سیکشنز بھی ہیں۔ کرنل جیمز کا باس رابرٹ ہے۔ رابرٹ، لارڈز کا چیف ہے اس کا ہیڈ کوارٹر کازک ٹاؤن میں ہے۔ اس کے تحت کرنل جیمز اور اس جیسے کئی ایجنٹس اور ان کے تحت کئی سیکشنز ہیں اور رابرٹ کا باس لارڈ ہاٹ مین ہے جس کا دفتر علیحدہ اور ہیڈ کوارٹر علیحدہ ہے''...... ہارڈی نے کہا۔

''وہ کیسے۔ میں سمجھا نہیں۔ وہ آفس اپنے ہیڈ کوارٹر میں بھی تو بنا سکتا تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ وہاں بہت لوگ ہوتے ہیں ڈسٹربنس ہوتی ہے اس لئے آفس علیحدہ بنایا گیا ہے''...... ہارڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کہاں کہاں ہیں تفصیل سے بتائیں''...... ٹائیگر

نے کہا۔

"چیف رابرٹ کا ہیڈکوارٹر روگر کے کازک ٹاؤن میں ہے جبکہ روگر اسرائیل کے نواحی علاقے میں واقع ہے"...... ہارڈی نے کہا۔

"یہ نواحی علاقے کا کیا مطلب"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اسرائیل کی مغربی سرحد پر ایک چھوٹا سا شہر ہے روگر"۔ ہارڈی نے کہا۔

"اچھا۔ اب اس کے بعد اور کیا کیا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اس کے بعد لارڈ ہاٹ مین ہیں جن کی رہائش اسرائیل کے دارالحکومت تل ابیب میں ہے لیکن وہ وہاں مجموعی طور پر ایک دو ہفتے ہی رہتے ہیں ورنہ یورپ اور ایکریمیا میں گھومتے پھرتے رہتے ہیں"...... ہارڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل جیمز کے بارے میں مزید کوئی معلومات مل سکتی ہیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"کس قسم کی معلومات"...... ہارڈی نے پوچھا۔

"کہاں اٹھتا ہے کہاں بیٹھتا ہے۔ اس کی کوئی گرل فرینڈ، اس کا حلیہ، قدوقامت وغیرہ وغیرہ۔ ایسی ذاتی معلومات"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جی نہیں۔ مجھے معلوم نہیں البتہ میری اس سے ایک بار ملاقات ہوئی تھی آج سے تقریباً چار سال پہلے۔ اس وقت کا حلیہ بتا سکتا ہوں"...... ہارڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی تفصیل

سے حلیہ بتانا شروع کر دیا۔

"اوکے۔ اب ہمیں اجازت دیں"...... ٹائیگر نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی جوانا بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر ہارڈی بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تو ٹائیگر اور جوانا دونوں آفس سے باہر آ گئے۔

"اب پھر ٹیکسی لینا ہو گی۔ ہم نے اگر کام کرنا ہے تو ہمیں کار کی سہولت حاصل ہونی چاہئے"...... جوانا نے کہا۔

"کار کے ساتھ رہائش بھی چاہئے۔ وہیں جا رہے ہیں"۔ ٹائیگر نے کہا اور اس طرف کو چل پڑا جہاں ٹیکسی سٹینڈ تھا۔ دو سڑکیں کراس کر کے وہ وہاں تک پہنچ گئے۔ ٹیکسی ڈرائیور نے جلدی سے ٹیکسی کے دروازے کھول دیئے تو جوانا عقبی سیٹ پر اور ٹائیگر فرنٹ کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"کہاں جانا ہے صاحب"...... ڈرائیور نے ٹیکسی کا میٹر آن کرتے ہوئے کہا۔

"رئیل پراپرٹی کے کسی بڑے ڈیلر کے پاس۔ جہاں سے ہمیں کار اور رہائش گاہ مل سکے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یس سر"...... ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے ٹیکسی آگے بڑھا دی اور پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ ایک آفس کے سامنے پہنچے تو ڈرائیور نے ٹیکسی روک دی۔ آفس کے اوپر رئیل پراپرٹی ڈیلر کا جہازی سائز کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ ٹائیگر

نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ کے ساتھ ٹپ دی اور ٹیکسی سے اتر کر وہ پراپرٹی ڈیلر کے آفس میں داخل ہو گئے۔ خاصا بڑا آفس تھا اور کرسی پر ایک ادھیڑ عمر آدمی موجود تھا۔

''یس سر''...... اس آدمی نے ٹائیگر اور جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہمیں ایک رہائش گاہ اور ایک جدید ماڈل کی کار چاہئے۔ ہم سیاح ہیں اور ہوٹلوں میں رہنے اور ٹیکسی میں پھرنے سے نفرت کرتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''مل جائیں گی لیکن آپ کی ضمانت کون دے گا''...... ادھیڑ عمر آدمی نے خشک لہجے میں کہا۔

''کیش بطور ضمانت''...... ٹائیگر نے کہا تو پراپرٹی ڈیلر بے اختیار چونک پڑا۔

''یعنی آپ سیکورٹی نقد ادا کریں گے''...... اس آدمی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے ٹائیگر کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

''جی ہاں۔ ہم سیاح ہیں اس لئے یہاں ضمانت کس کی لے آئیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے''...... اس آدمی نے کہا اور ساتھ پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''پوش کالونی میں کوٹھی نمبر آٹھ کی چابیاں لے آؤ اور ساتھ ہی رجسٹر بھی''...... اس آدمی نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''آپ کا نام کیا ہے اور آپ یہاں کیا ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میرا نام مارک ہے اور میں اس کمپنی کا مالک بھی ہوں اور جنرل مینجر بھی''...... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مسٹر مارک۔ ہمیں وہ کوٹھی چاہئے جس میں تمام سہولیات موجود ہوں اور کار بھی جدید ماڈل کی ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا۔ پوش کالونی لوسانو کی سب سے پوش کالونی ہے۔ کوٹھی بھی کافی بڑی ہے اور وہاں اس سال کی زیرو میٹر کار بھی موجود ہے''...... مارک نے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کی رنگ تھا جس میں دو بڑی بڑی چابیاں تھیں۔

''یہ لیں۔ وہاں فون بھی موجود ہے اور کار کی چابی اس کے اگنیشن میں موجود ہو گی''...... مارک نے کی رنگ لے کر ٹائیگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ کتنی سیکورٹی دوں''...... ٹائیگر نے چابیاں اور کی رنگ جس کے ساتھ ایک ٹوکن بھی تھا جس پر کالونی کا نام اور کوٹھی نمبر لکھا ہوا تھا، لے لیا۔

''دونوں کے لئے اسی لاکھ ڈالرز''...... مارک نے کہا تو ٹائیگر نے چیک بک جیب سے نکال لی۔

''سوری۔ میں چیک نہیں لیا کرتا۔ ایسے معاملے کیش میں ہی

ہوتے ہیں''...... مارک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ گارنٹیڈ چیک ہیں مسٹر مارک''...... ٹائیگر نے کہا تو مارک چونک پڑا۔ ٹائیگر نے چیک پر تحریر کر کے اور اپنے دستخط کر کے اسے چیک بک سے علیحدہ کیا اور چیک بک واپس جیب میں ڈال کر چیک مارک کی طرف بڑھا دیا۔ مارک نے چیک کو غور سے دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

''تھینک یو''...... مارک نے کہا اور چیک کو تہہ کر کے اسے اپنی جیب میں ڈال لیا۔ ساتھ ہی میز پر موجود ایک رجسٹر اٹھا کر اپنے سامنے رکھا، اسے کھولا اور پھر ایک صفحے پر اس کی نظریں جم گئیں۔ پھر اس نے جیب سے ایک پوائنٹر نکال لیا۔

''آپ کا نام جناب''...... مارک نے پوچھا۔

''ابراہم''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر مارک، ٹائیگر سے پوچھتا گیا اور ٹائیگر جواب دیتا رہا اور مارک رجسٹر پر لکھتا رہا۔ اس میں ٹائیگر کے لئے ذاتی سوالات بھی تھے۔ پھر اس نے ٹائیگر سے رجسٹر پر دستخط کرائے اور رجسٹر بند کر دیا۔

''سیکورٹی کی رسید دے دیں اور یہ بھی لکھ دیں کہ جب ہم واپس جانا چاہئیں ہمیں ہماری رقم فوراً واپس دے دی جائے گی''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''لیس سر۔ میں رسید دیتا ہوں''...... مارک نے کہا اور میز کی دراز کھول کر اس نے فارم کا بنڈل نکالا اور ایک صفحہ اس نے بک

سے علیحدہ کیا اور اس پر دستخط کر کے اس نے اسے ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔ ٹائیگر نے اسے تہہ کر کے جیب میں ڈال لیا۔

''اب یہ بات تو طے ہو گئی ہے۔ اب ایک اور مسئلہ ہے کہ ہمیں کچھ جدید اسلحہ چاہئے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''وہ بھی مل جائے گا لسٹ بنا دیں''...... مارک نے کا تو ٹائیگر نے جیب سے ایک لسٹ نکالی اور اسے مارک کی طرف بڑھا دیا۔ مارک نے غور سے لسٹ پڑھی اور پھر میز کے کنارے پر موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

''مارٹی۔ یہ لسٹ لے کر جاؤ اور ماسٹر سے لسٹ میں موجود اسلحہ لے کر پوش کالونی کی کوٹھی نمبر آٹھ میں دے آؤ اور ساتھ ہی قیمت کی چٹ لے جانا اور اسلحہ دے کر رقم لا کر ماسٹر کو دے دینا''۔ مارک نے کہا۔

''لیس باس''...... مارٹی نے لسٹ لے کر سر جھکاتے ہوئے کہا اور مڑ کر آفس سے باہر چلا گیا۔

''اور کوئی خدمت''...... مارک نے کہا۔

''آپ نے بے حد تعاون کیا ہے۔ آپ کی نوازش۔ لیکن ایک بات بتا دوں کہ آپ کی طرف سے لیکج نہیں ہونی چاہئے ورنہ آپ کو ناقابل تلافی نقصان بھی ہو سکتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں سمجھتا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں۔ مزید کوئی خدمت ہو تو

میں کر سکتا ہوں وہ بھی آپ کسی وقت فون پر بتا سکتے ہیں''۔ مارک نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔ پھر ٹائیگر اور جوانا مارک کا شکریہ ادا کر کے آفس سے باہر آئے اور ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک ٹیکسی میں سوار پوش کالونی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

''میں تو شدید بور ہو گیا ہوں''...... جوانا نے کوٹھی پر پہنچتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔ کوٹھی خاصی بڑی اور اچھے انداز میں مزین کی گئی تھی وہاں ایک کار بھی موجود تھی۔ ٹائیگر نے کار کا جائزہ لیا تو کار بھی ان کی مرضی کی مطابق تھی۔ تھوڑی دیر بعد ان کا مطلوبہ اسلحہ بھی وہاں پہنچ گیا۔ اسے نقد رقم دے دی گئی کیونکہ وہ کچھ زیادہ نہ تھی۔

''میری سمجھ میں ایک بات نہیں آتی کہ لاکھوں ڈالرز تم اس طرح لٹا رہے ہو جیسے تمہیں اس کی پرواہ ہی نہ ہو۔ کیا ماسٹر یا ایکسٹو تمہیں اتنی رقم دے دیتے ہیں''...... کرسی پر بیٹھے ہوئے جوانا نے کہا۔

''یہ رقم عمران صاحب نے دی ہے اور نہ ہی ایکسٹو نے۔ یہ میری رقم ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا حیرت سے چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں''...... جوانا نے کہا۔

''پاکیشیا میں ایسے کلب اور کیسنو ہیں جہاں مشینوں کے ذریعے بھی اور پرانے طریقہ کے مطابق جوا کھیلا جاتا ہے۔ جب بھی کسی

مشن پر جانا ہوتا ہے میں کم از کم پچاس لاکھ ڈالرز جیت کر بنک میں جمع کرا کے بینک سے گارنٹیڈ چیک بنوا لیتا ہوں۔ اس طرح کنوئیں کی مٹی کنوئیں میں ہی پوری ہو جاتی ہے اور نہ میری جیب پر دباؤ آتا ہے اور نہ ہی چیف پر دباؤ آتا ہے اور نہ ہی باس عمران صاحب پر''...... ٹائیگر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا ماسٹر بھی ایسا ہی کرتے ہیں''...... جوانا نے پوچھا۔

''جہاں ضرورت ہو وہاں ایسا ہی کرتے ہیں''...... ٹائیگر نے جواب دیا اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب کیا پروگرام ہے''...... جوانا نے کہا۔

''آج رات اس ہیڈکوارٹر کی ریکی کی جائے گی تاکہ اس بارے میں درست معلومات مل سکیں۔ پھر چیک کریں گے کہ اندر کتنے افراد موجود ہیں۔ پھر کوئی ایکشن لیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کب''...... جوانا نے پوچھا۔

''دو گھنٹے ریسٹ کر لیں۔ پھر چلیں گے''...... ٹائیگر نے کہا اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ملحقہ بیڈروم کی طرف بڑھ گیا جبکہ ٹائیگر نے رسیور اٹھایا اور ٹون سننے کے بعد اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''رین بو کلب کا نمبر دیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... کچھ دیر کی خاموشی کے بعد آواز دوبارہ سنائی دی۔

''یس''...... ٹائیگر نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ ٹائیگر نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر انکوائری کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا۔

''رین بو کلب''...... ایک بار پھر نسوانی آواز سنائی دی۔

''یہاں ایک سپروائزر ہیں جنہیں لٹل جون کہا جاتا ہے ان سے بات کرا دیں۔ میرا نام ابراہم ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو دوسری طرف سے ہولڈ کرنے کا کہا گیا۔

''یس۔ جون بول رہا ہوں اور آپ کون صاحب بات کر رہے ہیں''...... تھوڑی دیر بعد ایک مردانہ آواز میں کہا گیا۔

''میرا نام ابراہم ہے اور میرا تعلق ڈیگار سے ہے۔ آپ کے بارے میں مجھے ڈیگار کے کرنل میتھو نے بتایا تھا اور مجھے بتایا گیا تھا کہ آپ انتہائی بااعتماد آدمی ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کرنل میتھو میرا بہترین دوست بھی ہے اور ہم کزن بھی ہیں۔ آپ فرمائیں، آپ کا ایسا کیا مسئلہ ہے جو آپ مجھ سے حل کرانا چاہتے ہیں''...... جون نے کہا۔

''کیا یہ فون محفوظ ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہر لحاظ سے محفوظ ہے۔ آپ کھل کر بات کریں''...... جون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ پہلے لارڈز میں کام کرتے رہے ہیں اور آپ لوسانو میں لارڈز کے چیف تھے لیکن پھر ایک صاحب کرنل جیمز نے آپ کا سیکشن جائن کر لیا اور پھر سازش کرتے ہوئے اس نے خود کو چیف بنوا لیا اور آپ کو اس وجہ سے لارڈز چھوڑنا پڑی۔ کیا یہ سب درست ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ خاصی پرانی بات ہے لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کوئی خاص وجہ''...... جون نے کہا۔

''کرنل میتھو نے بتایا تھا کہ آپ کو اس سازش کا بے حد صدمہ ہوا تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کرنل میتھو نے جو کچھ بتایا ہے وہ سچ ہے لیکن آپ نے اپنے بارے میں نہیں بتایا کہ آپ کون ہیں اور لارڈز کے خلاف کام کیوں کر رہے ہیں''...... جون نے کہا۔

''ہم نے لارڈز کے خلاف کوئی کام نہیں کرنا اور نہ ہی ہمارا مقصد لارڈز کو کوئی نقصان پہنچانا ہے۔ ہمارا اصل ٹارگٹ کرنل جیمز ہے۔ ہم اسے اس دنیا سے ہمیشہ کے لئے ٹرانسفر کرنا چاہتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیوں وجہ۔ مسئلہ کیا ہے''...... جون نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

''میرا تعلق دراصل ایم فورس سے ہے۔ ایم فورس کے بارے

میں تو آپ جانتے ہیں کہ بین الاقوامی سطح کی تنظیم ہے۔ اس کی ایک لیبارٹری ڈیگار میں ہے۔ کرنل جیمز نے اس لیبارٹری کو بغیر کسی وجہ کے تباہ کر دیا ہے۔ جس پر ایم فورس کے اعلیٰ حکام نے کرنل جیمز کو ہلاک کرنے کا حکم دیا ہے''...... ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ یہ بات ہے۔ کرنل جیمز ہے ہی ایسا۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مقابلہ دنیا میں کوئی نہیں کر سکتا۔ آپ مجھ سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں''...... جون نے کہا۔

''اس پر حملہ کہاں کیا جائے کیونکہ ہمیں یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ کس کس کلب میں آتا جاتا ہے۔ اس کی رہائش کہاں ہے اور اس کا آفس کہاں ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہیڈکوارٹر میں ہی وہ رہائش پذیر ہے۔ چونکہ اب تک اس نے شادی نہیں کی اس لئے وہ اکیلا رہتا ہے۔ زیادہ تر ڈیزرٹ کلب میں آتا جاتا ہے لیکن جب وہ کلب میں بیٹھتا ہے تو وہاں اول تو کسی کو داخل نہیں ہونے دیا جاتا اور اگر کوئی ایسا آدمی ہو جو روکا نہ جا سکتا ہو تو اس کی باقاعدہ تلاشی لی جاتی ہے''...... جون نے کہا۔

''اب اس وقت وہ کہاں ہو سکتا ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''میں نے بتایا ہے کہ وہ زیادہ تر ہیڈکوارٹر میں ہی رہتا ہے۔ ٹیلیفون نمبر بتا دیتا ہوں۔ آگے اس نمبر پر چیکنگ کیسے کی جاتی ہے یہ آپ خود چیک کر لیں''...... جون نے کہا۔

''نمبر بتا دیں۔ میں خود چیک کر لوں گا''...... ٹائیگر نے کہا تو جون نے فون نمبر بتا دیا۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے۔ آپ سے پھر ملاقات ہو گی''...... ٹائیگر نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے جون کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''کرنل جیمز سے بات کرائیں۔ میں انتھونی بول رہا ہوں کیپ ٹاؤن سے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... نسوانی آواز میں پوچھا گیا۔

''یس''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بات کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ میرا نام انتھونی ہے اور میں کیپ ٹاؤن سے بول رہا ہوں۔ آپ کرنل جیمز ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں کرنل جیمز ہی بول رہا ہوں لیکن میں آپ کو نہیں جانتا۔ آپ کیا چاہتے ہیں اور آپ نے فون کیوں کیا ہے''...... کرنل جیمز نے سخت لہجے میں کہا۔

''میرا تعلق ایم فورس سے ہے۔ آپ تو ایم فورس کو بخوبی جانتے ہوں گے۔ ایم فورس کی جدید ترین اور انتہائی حساس اسلحے

کی ایک بھاری کھیپ لوسانو پہنچ رہی ہے اور یہ اطلاعات ملی ہیں کہ کوئی غیر ملکی گروپ اس بھاری کھیپ کو ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس اسلحے کی حفاظت کریں اور اسے لوسانو سے باہر نکال دیں۔ اس کا آپ کو بھاری معاوضہ بھی دیا جا سکتا ہے جو چار کروڑ ڈالرز تک ہو سکتا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کب آ رہی ہے یہ کھیپ یہاں اور رقم کب ملے گی۔ اگر میں آفر قبول کر لوں تو''...... کرنل جیمز کا لہجہ یکدم بدل گیا تھا۔ شاید چار کروڑ ڈالرز نے جادو کا سا اثر کیا تھا۔

''یہ باتیں تو فون پر نہیں ہو سکتیں۔ آج ہی اس سلسلے میں معاملات کو فائنل کرنا ہے۔ اب یہ فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ آپ اپنے ہیڈکوارٹر میں تفصیلی بات چیت کریں گے یا کسی کلب میں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''آپ کتنے افراد ہیں''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''ایک میں اور ایک میرا ساتھی، جو ایکریمین حبشی ہیں اس کا نام جوانا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میرا ہیڈکوارٹر آپ نے دیکھا ہوا ہے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''نہیں۔ آپ بتا دیں ہم پہنچ جائیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''بلیو ٹاؤن کی کوٹھی نمبر اٹھارہ''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''او کے۔ ہم پہنچ رہے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور اس بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا جہاں جوانا گیا تھا۔ جوانا بیڈ پر لیٹا ہوا ضرور تھا لیکن اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ ٹائیگر کے اندر آنے پر وہ چونک کر اٹھ بیٹھا۔

''کیا ہوا''...... جوانا نے پوچھا تو ٹائیگر نے اسے تفصیل بتا دی۔

''میں نے ہیڈکوارٹر میں داخلے کا انتظام کر دیا ہے اب اٹھو، ہمیں فوری وہاں جانا ہو گا تاکہ اس پہلے سٹیپ کے بعد اور آگے بڑھ سکیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا یہ کرنل جیمز احمق آدمی ہے''...... جوانا نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا''...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''دیکھو ٹائیگر۔ میں جانتا ہوں کہ تم ماسٹر کے شاگرد ہو اور ماسٹر کا شاگرد بغیر سوچے سمجھے کام نہیں کر سکتا لیکن تم نے اسے فون کر کے خود وہاں جانے کا راستہ بنا لیا ہے۔ کیا وہ احمق آدمی ہے کہ دو اجنبی افراد کو بغیر چیکنگ کے اندر جانے دے اور اگر ہم سے اسلحہ برآمد کر لیا گیا تو پھر ہمارا کیا حشر ہو گا۔ وہاں ہیڈکوارٹر ہونے کی وجہ سے اس نے چیکنگ کے سخت انتظامات کر رکھے ہوں گے۔ پھر تم نے بتایا ہے کہ وہ انتہائی تجربہ کار اور فعال آدمی ہے۔ کیا وہ ہمارے ہاتھوں آسانی سے احمق بن جائے گا''...... جوانا نے کہا۔

”تمہاری سوچ بہت اچھی ہے لیکن ایک بات بتا دوں کہ جو جتنا بھی تجربہ کار ہو گا اتنا ہی آسانی سے ٹریپ میں آ جائے گا۔ میں جانتا ہوں کہ وہ بے حد چوکنا ہو گا لیکن ایسے لوگ زیادہ آسانی سے قابو میں آ جاتے ہیں۔ باقی رہا اسلحہ تو فکر مت کرو۔ میں نے اسلحے کو سائنسی چیکنگ سے بچانے کے لئے پیرا شوٹ کپڑے کے بیگ لے لئے ہیں اب چونکہ ہم اندر جائیں گے اس لئے صرف مشین پسٹل ساتھ لے جائیں گے ورنہ ہمیں پورے ہیڈکوارٹر کو اڑانے کے لئے میزائل گن اور بم وغیرہ رکھنے پڑتے۔ اب ہم صرف مشین پسٹلز رکھیں گے اور یہ گارنٹی ہے کہ وہ چیک نہیں ہو سکیں گے۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ چلو تم تیار ہو جاؤ۔ میں بھی تیاری کرتا ہوں۔ آج رات یہ قصہ ختم ہونا چاہئے“...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ دونوں تیار ہو کر پارکنگ میں آ گئے۔

”آپ کار باہر نکالیں۔ میں پھاٹک بند کرتا ہوں“...... جوانا نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور کار پھاٹک سے باہر لے گیا۔ جوانا نے بڑا پھاٹک بند کیا اور پھر چھوٹے گیٹ سے آ کر اس پر تالا لگایا اور آ کر کار کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر نے کار آگے بڑھا دی۔ پھر آدھے گھنٹے بعد وہ بلیو ٹاؤن کالونی میں داخل ہو چکے تھے اور پھر انہوں نے کوٹھی نمبر اٹھارہ تلاش کر لی۔ خاصی بڑی کوٹھی تھی۔ جہازی سائز کے پھاٹک کے باہر دو مسلح گارڈ کھڑے تھے ٹائیگر نے کار روک دی تو ایک سیکورٹی گارڈ آگے

بڑھا۔

”یس سر“...... اس نے غور سے جوانا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”میرا نام ابراہم ہے اور میرے ساتھی کا نام جوانا ہے۔ ہمارا تعلق ایم فورس سے ہے۔ تمہارے باس سے فون پر بات ہو چکی ہے“...... ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ ہمیں ہدایات مل چکی ہیں۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں آپ کار اندر لے جائیں“...... اس گارڈ نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل گیا تو ٹائیگر کار اندر لے آیا اور پھر ایک سائیڈ پر پارکنگ دیکھ کر وہ کار کو اس طرف لے گیا۔ وہاں جدید ماڈل کی تین کاریں پہلے سے موجود تھیں۔ ٹائیگر نے اپنی کار ان کے قریب لے جا روکی اور پھر وہ اور جوانا دونوں نیچے اتر آئے۔ وہاں برآمدے میں آٹھ کے قریب مسلح افراد موجود تھے۔ ان میں سے ایک برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر پارکنگ کی طرف آیا۔ اس نے سوٹ پہنا ہوا تھا لیکن وہ کرنل جیمز نہیں تھا کیونکہ اس کا حلیہ وہ معلوم کر چکا تھا۔

”میرا نام راڈش ہے اور میں کرنل صاحب کا سیکرٹری ہوں آیئے میں آپ کو میٹنگ ہال میں لے چلوں“...... آنے والے نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو مسٹر راڈش“...... ٹائیگر نے کہا۔

”اگر آپ کے پاس اسلحہ ہو تو دے دیں۔ واپسی پر آپ کو مل

جائے گا کیونکہ برآمدے میں ایسی سائنسی ڈیوائسز نصب ہیں کہ نہ صرف اسلحہ ٹریس ہو جائے گا بلکہ نظر نہ آنے والی ریز کی وجہ سے وہ اسلحہ بے کار ہو جائے گا''...... راڈش نے کہا۔

''سوری۔ ہم تو باتیں کرنے آئے ہیں۔ اسلحہ ساتھ لانے کا کیا مطلب''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے۔ پھر آیئے''...... راڈش نے کہا اور پھر وہ اس کی رہنمائی میں سیڑھیاں چڑھ کر اوپر برآمدے میں پہنچے تو راڈش کا انداز ایسا تھا جیسے کسی بھی لمحے اسلحہ ٹریسنگ آلات کاشن دینا شروع کر دیں گے لیکن ایسا کچھ نہ ہوا تو راڈش کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ پھر وہ ایک دروازے سے اندر داخل ہو گیا تو ٹائیگر اور جوانا بھی اندر داخل ہوئے تو کمرہ واقعی میٹنگ روم کے طور پر سجایا گیا تھا۔

''تشریف رکھیں۔ میں پینے کے لئے شراب بھجواتا ہوں''۔ راڈش نے کہا۔

''ہم شراب نہیں پیتے۔ اس لئے شراب بھجوانے کی ضرورت نہیں آپ کرنل صاحب سے ملوا دیں۔ یہی ہمارے لئے سب کچھ ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''لیس سر''...... راڈش نے کہا اور مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا اس کے عقب میں دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور مشین گنوں سے مسلح دو پہلوان نما آدمی اندر داخل ہوئے

پھر دروازے کی سائیڈوں پر دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑے گئے۔ کچھ دیر بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا تو ایک ورزشی جسم کا ی اندر داخل ہوا۔ اس نے بھی سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس کے عقب ں راڈش تھا۔ ٹائیگر اور جوانا دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''بیٹھیں۔ میں ہوں کرنل جیمز''...... کرنل جیمز نے قریب آ کر کہا اور پھر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا اور ٹائیگر اور جوانا سے صافحہ کر کے وہ ایک قدم پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ ٹائیگر ر جوانا بھی اطمینان سے بیٹھ گئے۔

''آپ نے اپنے ہیڈکوارٹر میں خاصے گارڈز وغیرہ رکھے ہوئے ں۔ کیا آپ کو ہر وقت حملے کا خطرہ رہتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں لیکن بہرحال یہ ہیڈکوارٹر ہے۔ ے ہر لحاظ سے ہیڈکوارٹر کی طرح ہی نظر آنا چاہئے''...... کرنل جیمز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ کو ہم سے تو کوئی خطرہ محسوس نہیں ہوا''...... ٹائیگر نے کراتے ہوئے کہا تو کرنل جیمز بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں نے آپ کے بارے میں باقاعدہ تصدیق کی ہے۔ قاعدہ تحریری تصدیق۔ میں آپ کو دکھاتا ہوں کہ ایم فورس نے پ کے بارے میں کیا تحریر بھجوائی ہے''...... کرنل جیمز نے کراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مڑ کر اپنے عقب ں موجود راڈش کی طرف منہ موڑا۔

"راڈش۔ تحریر لے آؤ"...... کرنل جیمز نے کہا۔

"یس چیف"...... راڈش نے کہا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا جہاں دروازے کے ساتھ دو پہلوان نما مشین گنوں سے مسلح افراد کھڑے تھے۔

"آپ ویسے ہی بتا دیں کہ کیا تحریر ہے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دلچسپ تحریر ہے۔ آپ کو نہ صرف کلیئر کیا گیا ہے بلکہ آپ کی سفارش بھی کی گئی ہے"...... کرنل جیمز نے کہا۔

راڈش نے دروازے کے قریب پہنچ کر ایک سائیڈ پر جہاں ایک آدمی مسلح موجود تھا اسے ہاتھ سے ہٹا کر اس نے سوئچ بورڈ پر موجود کوئی بٹن پریس کیا تو بٹن پریس ہوتے ہی کرسیوں پر بیٹھے ٹائیگر اور جوانا کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کے ذہنوں میں تیز روشنی کا فوارہ سا ابل پڑا ہو لیکن اس روشنی کا دورانیہ بے حد کم تھا صرف چند سیکنڈ اور پھر ٹائیگر کا ذہن انتہائی گہرائی تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا لیکن پھر ٹائیگر کے تاریک ذہن میں روشنی کا نقطہ سا ابھرا اور تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔ ٹائیگر کا شعور جیسے ہی جاگا اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔ اس نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں تو اس نے اپنے آپ کو کسی اور کمرے میں بیٹھے ہوئے پایا۔ اب وہ عام سی کرسی کی بجائے راڈز والی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور راڈز نے اس کے پورے جسم کو اس انداز میں جکڑ

رکھا تھا کہ وہ گردن سے اوپر سر کے علاوہ اپنے جسم کے کسی بھی حصے کو حرکت نہ دے سکتا تھا۔ ٹائیگر نے نظریں گھمائیں تو ساتھ والی کرسی پر اس نے جوانا کو بھی راڈز میں جکڑا ہوا بیٹھے دیکھا۔ اس کی حرکات بتا رہی تھیں کہ وہ ہوش میں آنے کے پراسیس سے گزر رہا ہے۔ کمرہ خالی تھا البتہ اس کا ایک ہی دروازہ تھا جو بند تھا۔ ٹائیگر کے منہ سے ایک لمبا سانس نکل گیا۔ اسی لمحے جوانا نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس کے جسم کو زور دار جھٹکا لگا۔ اس کی آنکھیں پوری طرح کھل گئیں اور پھر چند لمحوں بعد اس نے نظریں گھمائیں اور ساتھ بیٹھے ٹائیگر کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

"ہمیں باقاعدہ ٹریپ کیا گیا ہے"...... ٹائیگر نے اس کی سوالیہ نظروں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں"...... جوانا نے کہا اور پھر ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ کمرے کا بند دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تو وہی دو پہلوان نما آدمی ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے اندر داخل ہوئے اور پہلے کی طرح دروازے کی سائیڈوں پر دیوار سے پشت لگا کر کھڑے ہو گئے۔ کچھ دیر بعد ایک بار پھر دروازہ کھلا اور کرنل جیمز اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے اس کا سیکرٹری راڈش تھا۔ ٹائیگر اور جوانا دونوں کی کرسیوں کے سامنے ایک کرسی رکھی ہوئی تھی۔ کرنل جیمز کے چہرے پر بڑی عیارانہ مسکراہٹ تھی۔

"تمہیں پتہ چل گیا کہ ایم فورس نے کیا کہا ہے تمہارے

بارے میں''...... کرنل جیمز نے کرسی پر بیٹھ کر ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ ایم فورس نے میرے بارے میں غلط رپورٹ دی ہو۔ تم جھوٹ بول رہے ہو''...... ٹائیگر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یو شٹ اپ۔ تم مجھے جانتے نہیں ہو ورنہ تمہارا منہ میرے بارے میں غلط الفاظ نہ بول پاتا''...... کرنل جیمز نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ایم فورس ڈیگار میں میرے کئی بہترین دوست ہیں۔ میں نے ان کے ذریعے معلومات حاصل کیں تو مجھے بتایا گیا کہ تمہارا نام ٹائیگر ہے۔ تمہارا تعلق پاکیشیا سے ہے اور پاکیشیائی عمران کے تم شاگرد ہو۔ ایم فورس کے سپر چیف تمہارے بے حد گہرے دوست ہیں اور انہوں نے یہ سب سیٹ اپ کیا ہوا ہے کہ جو بھی تمہارے بارے میں پوچھے گا تو اسے بتایا جائے گا کہ تم وہی ہو جو تم خود کو ظاہر کر رہے ہو لیکن میرے دوستوں نے مجھے اندرونی بات بتا دی۔ اس لئے میں نے تمہیں اور تمہارے اس حبشی ساتھی کو اندر آنے دیا اور پھر تمہیں میٹنگ روم میں بٹھایا گیا۔ وہاں ایسا سسٹم موجود ہے کہ جہاں کرسیاں موجود ہیں وہاں زیر زمین نظر نہ آنے والی وارث ریز فائر ہو جاتی ہیں۔ ان ریز کا اثر فوری ہوتا ہے۔ چنانچہ وارث ریز تم پر فائر کی گئیں اور تم دونوں فوری بے ہوش ہو گئے پھر تمہاری

تلاشی لی گئی۔ حیرت ہے کہ تم دونوں کی جیبوں میں مشین پسٹل موجود تھے جن پر کپڑا چڑھا ہوا تھا لیکن میرے جدید ترین سائنسی آلات بھی انہیں چیک نہیں کر سکے۔ میں نے تمہیں زندہ بھی اس لئے رکھا ہے کہ تم سے پوچھ سکوں کہ تم نے مشین پسٹلز پر کون سا کپڑا چڑھا رکھا ہے اس کی وجہ سے جدید ترین آلات انہیں چیک نہیں کر سکے ورنہ تمہیں بے ہوشی کے دوران ہلاک کر کے تمہاری لاشیں برقی بھٹی میں ڈال کر جلا کر راکھ کر دی جاتیں''...... کرنل جیمز نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تمہارے دوستوں نے تمہارے ساتھ مذاق کیا ہے اور تم نے ان مسخرے دوستوں کے کہنے پر ہمارے خلاف یہ کارروائی کر ڈالی۔ کیا میں تمہیں پاکیشیائی نظر آ رہا ہوں یا میرا ساتھی تمہیں پاکیشیائی دکھائی دے رہا ہے۔ ہم دونوں ڈیگار کے رہنے والے ہیں اور ہمارا تعلق ایم فورس سے ہے لیکن ہمارے سیکشن کا تعلق ایم فورس کے سنٹرل زون سے ہے۔ تم اب بھی فون کر کے سنٹرل چیف سے پوچھ سکتے ہو''...... ٹائیگر نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جس طرح تم نے جدید سائنسی آلات سے مشین پسٹلز کو چھپایا ہے اسی طرح تم نے کوئی ایسا میک اپ کیا ہوا ہے کہ بظاہر یہ میک اپ محسوس ہی نہیں ہوتا اور جدید ترین میک اپ واشر سے تمہارا میک اپ واش نہیں ہو سکا۔ اچھا چلو میں تمہیں حلف دیتا ہوں کہ تم

ان دونوں کے بارے میں تفصیل بتا دو کہ مشین پسٹلز کو تم نے کیسے آلات سے چھپایا اور جو میک اپ تم نے کیا ہوا ہے اس میں کیا خاص چیز استعمال کی گئی ہے جس کی وجہ سے جدید ترین میک اپ واشر بھی اسے چیک نہیں کر سکا تمہیں اذیت ناک انداز میں ہلاک نہیں کیا جائے گا''...... کرنل جیمز نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ایک شرط پر بتا سکتا ہوں کہ تم ہمیں صرف نصف گھنٹہ دو گے کہ ہم مرنے سے پہلے دعا کر سکیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''اس کپڑے کا نام پیراشوٹ ہے اور پیراشوٹ اسی کپڑے سے تیار کیا جاتا ہے اس کپڑے پر کسی طرح کی ریز اثر نہیں کر سکتیں اور نہ ہی ان میں سے کراس کر سکتی ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ویری گڈ۔ واقعی یہ پیرا شوٹ کلاتھ ہے اور میک اپ کو کس طرح واشنگ سے بچایا جا سکتا ہے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''یہ کیا کر رہے ہو تم''...... خاموش بیٹھے جوانا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو کرنل جیمز کا رخ جوانا کی طرف مڑ گیا۔

''یہ ایکریمین حبشی تمہارے ساتھ کیوں ہے۔ کیا اس کا تعلق بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے''...... کرنل جیمز نے کہا۔

''میں نے بتایا تو ہے کہ ہمارا کوئی تعلق پاکیشیا سے نہیں ہے۔ ہم دونوں کا تعلق ڈیگار سے ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے۔ نہ مانو لیکن اب یہ سن لو کہ تمہیں تو آدھا گھنٹہ زندہ

رہنے دیا جائے گا لیکن اس حبشی کو گولی مار دی جائے گی۔ راڈش''...... کرنل جیمز نے کہا اور آخر میں اپنے عقب میں کھڑے راڈش سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس چیف''...... راڈش نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مشین پسٹل نکالو اور اس حبشی پر کم از کم چار برسٹ مارو۔ اڑا دو اس کو تا کہ کرنل جیمز کے سامنے اس لہجے میں بولنے کا نتیجہ اسے مل سکے''...... کرنل جیمز نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... راڈش نے کوٹ کی جیب سے ایک مشین پسٹل نکالتے ہوئے کہا۔

''رک جاؤ۔ پہلے میری بات سنو''...... ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ کرنل جیمز کا حکم تبدیل نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اسے ٹالا جا سکتا ہے''...... کرنل جیمز نے کہا لیکن ابھی وہ بول ہی رہا تھا کہ کڑکڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی جوانا کا جسم ہوا میں کسی ہلکے پرندے کی طرح اڑتا ہوا سیدھا کرسی پر بیٹھے کرنل جیمز پر گرا تو کرنل جیمز کرسی سمیت ایک دھماکے سے فرش پر جا گرا جبکہ جوانا بھی کرنل جیمز اور کرسی سمیت نیچے گرا لیکن جوانا کا جسم بجلی کی سی تیزی سے الٹی قلابازی کھا گیا اور اس کے دونوں پیر پوری قوت سے کرنل جیمز کی کرسی کے عقب میں کھڑے راڈش کے سینے پر اس طرح

پڑے کہ وہ فضا میں اٹھتا ہوا دروازے کی سائیڈوں میں کھڑے پہلوان نما مسلح افراد سے جا ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ان میں سے ایک کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن جھپٹ لی اور ایک بار پھر اچھل کر کھڑا ہوا اور دوسرے لمحے فائرنگ کی تیز آوازوں کے سامنے ہی فرش پر سے اٹھتے ہوئے دونوں مشین گن بردار اور راڈش سمیت تینوں اور تیزی سے اٹھتا ہوا کرنل جیمز بھی چیختا ہوا کسی ذبح ہوتے جانور کی طرح فرش پر گرا اور چند لمحوں بعد ساکت ہو گیا۔

''اس راڈش کی جیبیں چیک کرو اور مجھے رہائی دلاؤ۔ تم نے شاید اپنی طاقت کے زور سے راڈز کو توڑا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ابھی چند منٹ اور اسی طرح گزارو۔ میں باہر کی صفائی کر آؤں''...... جوانا نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔

''یہ اوپن جگہ ہے فائرنگ نہ کرنا ورنہ پولیس یہاں فوراً پہنچ جائے گی''...... ٹائیگر نے چیخ کر کہا تو جوانا نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن وہیں پھینک دی اور تیزی سے باہر چلا گیا۔ ٹائیگر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ کرنل سے پہلے تمام پوچھ گچھ کر لی جاتی پھر اسے گولی ماری جاتی لیکن وہاں ماحول ہی ایسا بن گیا تھا کہ وہ جوانا کو منع نہ کر سکتا تھا کیونکہ جوانا اگر اپنی طاقت کے زور پر راڈز نہ توڑتا اور انتہائی برق رفتاری سے کرنل جیمز اور اس کے آدمیوں کو ختم نہ کر دیتا تو راڈش، جوانا پر فائر کھول

دیتا لیکن اس طرح اب دونوں کی جانیں بچ گئی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد جوانا واپس آ گیا۔

''کیا ہوا''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''میں نے سب کی گردنیں توڑ دی ہیں''...... جوانا نے کہا اور پھر وہ فرش پر ساکت پڑے ہوئے راڈش کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس کی جیبوں کی تلاشی لی تو ایک جیب سے ریموٹ کنٹرول نکل آیا تو وہ سیدھا ہوا اور پھر ریموٹ کنٹرولر کا رخ ٹائیگر کی طرف کیا اور بٹن پریس کر دیا لیکن ٹائیگر کے جسم کے گرد موجود راڈز نے معمولی سی حرکت کی لیکن کھلے نہیں۔

''یہ۔ کیا مطلب ہوا۔ یہ کیوں نہیں کھل رہے''...... جوانا نے کہا۔

''تم نے اپنی طاقت سے راڈز کو توڑا ہے اس لئے سسٹم جام ہو گیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''پھر اب کیا کرنا ہے''...... جوانا نے کہا۔

''ایک ہی طریقہ ہے کہ کسی مکینک کو بلا کر اس کا سسٹم چالو کرایا جائے اور تو کوئی صورت نہیں ہے''...... ٹائیگر نے پریشان سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی بے حد پریشان ہو رہا تھا کیونکہ سسٹم جام ہونے کے بعد اسے صرف ان آلات کا مکینک ہی آپریٹ کر سکتا تھا۔

''مکینک کے علاوہ بھی اس کا ایک حل ہے''...... جوانا نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ کیا''...... ٹائیگر نے کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں کہا تو جوانا آگے بڑھا۔ اس نے کرسی کی دونوں سائیڈوں پر موجود راڈز میں ہاتھ ڈالے اور پھر ایک زور دار جھٹکے سے کرسی اوپر کو اٹھی اور اس کے ساتھ ہی تیز کڑکڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی ٹائیگر کے جسم کے گرد موجود تمام راڈز کرسی کے اندر غائب ہو گئے۔ جوانا نے کرسی کو واپس فرش پر رکھ دیا اور ٹائیگر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

''تھینکس جوانا''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا بے اختیار مسکرا دیا۔

''تم باہر کی نگرانی کرو۔ میں یہاں کی تلاشی لیتا ہوں۔ شاید کوئی کام کی چیز مل جائے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اس کا آفس دیکھ لو اور یہاں سے نکل چلو ورنہ ہم پر قتل عام کا چارج بھی لگ سکتا ہے''...... جوانا نے کہا۔

''قتل عام کرتے بھی خود ہو اور نام میرا لے دیتے ہو۔ میں تو بے بسی کے عالم میں کرسی پر بیٹھا رہا لیکن تم نے اپنے راڈز کیسے کھولے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں نے پیروں کو فرش پر رکھ کر ان پر ایک زور دار جھٹکا دیا تو اس طرح راڈز کھل گئے یا ٹوٹ گئے''...... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میں اس کے آفس کی تلاشی لے لوں''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ اس طرف کو بڑھ گیا جہاں اس کے خیال کے مطابق

کرنل جیمز کا آفس ہو سکتا تھا لیکن اسے یہ دیکھ کر کوفت ہوئی کہ وہاں کوئی آفس نہ تھا۔ اس نے آفس کی تلاش شروع کی اور پھر ایک کونے میں موجود ایک بڑے کمرے کو آفس کے انداز میں سجا ہوا دیکھ کر وہ اندر داخل ہوا اور اس نے تیزی سے میز کی درازیں اور الماریاں کھول کر دیکھنا شروع کر دیں لیکن وہاں اسے کوئی بھی ایسی چیز نہ مل سکی جو اس کے لئے فائدہ مند ثابت ہوتی۔

''ایسے آفسز میں خفیہ سیف موجود ہوتے ہیں''...... ٹائیگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دیواروں پر موجود تصویروں کے فریموں کو چیک کرنا شروع کر دیا اور پھر ایک بڑی تصویر کے پیچھے اسے سیف نظر آ گیا۔ اب مسئلہ تھا اس کے کھولنے کا لیکن ٹائیگر نے خاص طور پر ایسے سیف کھولنے کی ٹریننگ حاصل کی ہوئی تھی۔ وہ سیف سے کان لگا کر سیف کا ہینڈل اوپر نیچے کرتا رہا۔ اندر سے مخصوص کٹ کٹ کی آوازیں اسے سنائی دیتی رہیں اور پھر ٹائیگر نے اسے کھولنے کے لئے مخصوص انداز میں ہینڈل کو اوپر نیچے کیا تو کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی سیف کھل گیا۔ اندر ایک ڈائری بھی موجود تھی اور بھاری تعداد میں کرنسی نوٹوں کے بنڈلوں سے سیف بھرا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے ڈائری اٹھا کر اسے کھول کر دیکھا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس میں لارڈز کے تمام اعلیٰ عہدیداروں کے فون نمبرز اور جس جس مشن پر کرنل جیمز کام کرتا رہا تھا اس کی تفصیل دی گئی تھی۔ پھر ڈائری کے صفحات پلٹتے پلٹتے اچانک ٹائیگر رک گیا۔

ڈائری میں پاکیشیا میں مکمل ہونے والے مشن کے بارے میں بھی تفصیلات درج کی گئی تھیں۔ ٹائیگر نے ڈائری بند کی اور اسے اپنی جیب میں ڈال کر وہ کمرے سے باہر نکلا اور پھر بیرونی پھاٹک کی طرف بڑھنے لگا۔

''ہو گیا کام''...... برآمدے میں کھڑے جوانا نے پوچھا۔

''ہاں۔ آؤ اب یہاں سے نکل چلیں''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر وہ دونوں پارکنگ کی طرف بڑھ گئے جہاں ان کی کار موجود تھی۔

صفدر کے ذہن پر چھایا ہوا اندھیرا آہستہ آہستہ روشنی میں تبدیل ہونا شروع ہو گیا اور پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا تو اس نے سیدھا ہو کر بیٹھنے کی لاشعوری کوشش کی مگر مطلوبہ حرکت نہ ہونے کی وجہ سے اس کے ذہن کو جھٹکا سا لگا اور اس جھٹکے کی وجہ سے اس کا لاشعور مکمل طور پر جاگ اٹھا اور پھر بے ہوش ہونے سے پہلے کے مناظر کسی فلم کی طرح اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم گئے جب وہ اپنے ساتھیوں سمیت انجینئر ولسن کی رہائش گاہ پر گیا تھا اور انہیں ڈرائینگ روم میں بٹھایا گیا تھا۔ پھر سائیڈ پر ایک دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ اس دروازے کے سامنے پردہ پڑا ہوا تھا اس لئے صفدر کی نظریں اس پر جم گئی تھیں کیونکہ یہ دروازہ معمول کی آمدورفت کا نہ تھا اس لئے کسی کے خصوصی طور پر اس دروازے سے اندر داخل ہونے پر صفدر کے ذہن میں شکوک پیدا ہو گئے تھے۔ پھر پردہ ہٹا کر جو شخصیت سامنے آئی اسے دیکھ کر صفدر بے

اختیار اچھل پڑا کیونکہ یہ جیکی تھی جو فیری میں اس کے ساتھ بیٹھی سفر کرتی رہی تھی اور اس نے صفدر سے باقاعدہ دوستی کر لی تھی۔ یہ سب باتیں ایک لمحے میں اس کے ذہن میں ابھریں لیکن پھر انتہائی تیز رفتاری سے اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا تھا اور اب شعور جاگنے پر اس نے دیکھا کہ وہ راڈز میں جکڑا ہوا کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی راڈز میں جکڑے ہوئے کرسیوں پر موجود تھے۔ وہ سب ہوش میں آنے کے پروسیس سے گزر رہے تھے۔ یہ بڑا ہال نما کمرہ تھا۔ صفدر یہ سب دیکھ کر سوچنے لگا کہ کیا انجینئر ولسن نے یہ حماقت کی تھی کیونکہ وہ تو اس کی رہائش گاہ پر گئے تھے۔ وہاں جیکی کا سامنے آنا اور پھر انہیں بے ہوش کرنے اور کوٹھی سے اٹھا کر کسی اور جگہ پر انہیں راڈز میں جکڑنا یہ سب کیا ہے۔ پھر کراہوں کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھی بھی ہوش میں آنے لگ گئے اور سب ہوش میں آ کر حیران ہو رہے تھے۔

”ہمارے ساتھ دھوکہ ہوا۔ اس ایڈورڈ نے ہمارا ہمدرد بن کر ہمیں انجینئر ولسن کی رہائش گاہ پر جانے کے لئے کہا۔ یہاں ہمارے لئے ٹریپ پہلے سے موجود تھا“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”میں اس لئے تو کہتا ہوں کہ یہ سوچ بچار، یہ سب غلط ہے۔ طاقت اپنا راستہ خود بنا لیتی ہے اور وہ راستہ دھوکہ نہیں ہو سکتا“۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہمیں فوری طور پر یہاں سے نکلنے کا سوچنا چاہئے۔ یہ وقت

ان باتوں کا نہیں ہے“...... صالحہ نے کہا۔

”میں جب سے ہوش میں آیا ہوں یہی سوچ رہا ہوں۔ عقبی طرف ان راڈز کے بٹن نہیں ہیں البتہ دروازے کے ساتھ جو سوئچ پینل دیوار پر موجود ہے اس میں نچلی لائن میں دس کے قریب سرخ رنگ کے بٹنوں کی قطار موجود ہے اور یہ راڈز والی کرسیاں بھی دس ہی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ان کو آپریٹ ان سوئچز سے کیا جاتا ہے“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اگر ایسا ہے تو پھر ہمیں اس کا میکنزم تلاش کرنا چاہئے۔ ہمارے صرف بازو اور پیٹ سے گردن تک راڈز میں ہیں۔ ہماری ٹانگیں آزاد ہیں۔ اس لئے اپنی کرسیوں کے پایوں کو چیک کرو۔ اس سسٹم میں ایک تار زمین سے نکل کر کرسی کے آپریٹنگ راڈز تک جاتی ہے۔ یہ تار توڑ دی جائے تو راڈز خودبخود کھل جاتے ہیں اور صالحہ۔ تم نے تار تلاش کرنے کے بعد اسے آپریٹ کرنا ہے اور اگر یہ کام نہیں ہو سکا تو تم نے خاتون ہونے کے ناطے اپنے جسم کو سکیڑ کر اور اندر کی طرف لمبا سانس لے کر نیچے کی طرف اپنے آپ کو کھسکانا ہے۔ یقیناً تم ان راڈز سے اس انداز میں ہی چھٹکارا حاصل کر سکتی ہو“...... صفدر نے اسے باقاعدہ ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے کوشش کر لی ہے لیکن ایک راڈ میری گردن کے گرد موجود ہے۔ اس لئے جس انداز میں آپ کہہ رہے ہیں ایسا ممکن نہیں ہے البتہ اب تار تلاش کرتی ہوں“...... صالحہ نے کہا اور پھر

اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوئی دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے جیکی تھی۔ وہی جیکی جس نے فیری میں صفدر سے دوستی کی تھی۔ اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ نمایاں تھی۔ ان دونوں کے پیچھے ایک آدمی ہاتھ میں مشین گن پکڑے اندر داخل ہوا۔ پھر صفدر اور اس کے ساتھیوں کے سامنے موجود کرسیوں پر جیکی اور وہ لحیم شحیم آدمی بیٹھ گئے جبکہ مشین گن بردار آدمی ان دونوں کے عقب میں کھڑا ہو گیا۔

''انہیں ہوش خود بخود آیا ہے یا انہیں ہوش میں لایا گیا ہے''۔ اس لحیم شحیم آدمی نے ساتھ بیٹھی ہوئی جیکی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''یہ ابھی ہوش میں لائے گئے ہیں تاکہ آپ کا وقت ضائع نہ ہو۔ ان کے میک اپ واش کرنے کی بے حد کوشش کی گئی ہے لیکن میک اپ واش نہیں ہوئے''...... جیکی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان کی جیبوں سے کیا سامان نکلا ہے''...... اس آدمی نے جیکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کاغذات۔ جن کے مطابق ان کا تعلق ڈیگار سے ہے۔ مشین پسٹلز سوائے اس لڑکی کے باقی سب کے پاس تھے''...... جیکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر تو یہ وہ لوگ نہ ہوئے جن کی بابت ان پر شک کیا جا رہا تھا۔ ان کو گولیاں مارو اور ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈال کر

راکھ کر دو۔ خواہ مخواہ میرا وقت بھی ضائع کیا''...... اس آدمی نے سخت لہجے میں کہا۔ اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک آدمی ہاتھ میں کارڈلیس فون اٹھائے تیزی سے اندر داخل ہوا۔

''چیف۔ آپ کی کال ہے''...... اس آدمی نے قریب آ کر کارڈلیس فون اس لحیم شحیم آدمی کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔

''ہیلو۔ کرنل گارڈ بول رہا ہوں''...... اس لحیم شحیم آدمی نے کہا اور پھر کچھ دیر تک دوسری طرف سے بولنے والے کو سنتا رہا۔

''اوکے۔ ایک گھنٹے بعد مجھ سے ملنا۔ پھر تفصیلی بات ہو جائے گی''...... کرنل گارڈ نے کہا اور فون آف کر کے واپس اس آدمی کے ہاتھ میں دے دیا جو اسے لایا تھا۔

''میں اب جاتا ہوں۔ تم انہیں ختم کر دو۔ مزید وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے''...... کرنل گارڈ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ آپ مجھے آدھا گھنٹہ دے دیں۔ میں ان کی روحوں سے بھی اصل حقیقت اگلوا لوں۔ اگر یہ لوگ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہیں تو انہیں ختم کر کے اور ان کی لاشیں جلا کر ہم بہت بڑے کریڈٹ سے محروم ہو جائیں گے۔ مرنا تو انہوں نے ہے ہی۔ اب نہ مریں گے تو آدھے گھنٹے بعد مر جائیں گے''...... جیکی نے بھی اٹھ کر منت بھرے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ تم ان سے اگلواؤ۔ میں آفس میں بیٹھ کر کچھ پیتا ہوں۔ جب یہ بول پڑیں تو مجھے بلوا لینا''...... کرنل گارڈ نے کہا۔

''آپ یہاں تشریف رکھیں۔ آپ کے سامنے یہ جلدی بول پڑیں گے''...... جیکی نے کہا۔

''تم مجھے یہاں پابند کیوں کرنا چاہتی ہو۔ پہلے تم نے ایسی باتیں کر کے مجھے ہیڈ کوارٹر سے یہاں زیرو پوائنٹ پر بلوایا اور اب خصوصاً تم مجھے یہاں رہنے پر مجبور کر رہی ہو۔ تم چاہتی کیا ہو''۔ کرنل گارڈ نے انتہائی سخت لہجے میں چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس کا رخ جیکی کی طرف کر دیا۔

''آپ مجھ پر شک کر رہے ہیں۔ مجھ جیکی پر''...... جیکی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

''اس فیلڈ میں ہمیں اپنے سائے سے بھی محتاط رہنا ہوتا ہے۔ بہرحال میں جا رہا ہوں۔ جو کچھ یہ بولیں اس کی تم نے مجھے تحریری رپورٹ بھجوانی ہے''...... کرنل گارڈ نے مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ مشین گن بردار بھی اس کے پیچھے چلتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا تو جیکی اس طرح کرسی پر گر گئی جیسے نجانے کب سے چلتے چلتے اب تھک گئی ہو۔

''یہ لوگ مجھ پر شک کر رہے ہیں۔ مجھ پر نانسنس۔ جیکی پر''۔ جیکی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''اس کا ایک اور حل بھی ہے''...... صفدر نے کہا تو جیکی بے اختیار چونک کر صفدر کی طرف دیکھنے لگی۔

''کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو''...... جیکی نے تیز لہجے میں

کہا۔

''تم نے مجھ سے دوستی کی تھی۔ میں اب بھی اس پر قائم ہوں۔ تم بھی اس دوستی کو نبھاؤ اور ہمیں رہا کر دو۔ ہم تمہارے اصل دشمنوں کو گھیر کر تمہارے سامنے لا کھڑا کر دیں گے''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جیکی بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

''مجھے سو فیصد یقین ہے کہ تم ہی اصل آدمی ہو۔ ایک صورت میں تمہاری جان بخشی کی جا سکتی ہے کہ تم میک اپ واش کر کے اصل چہروں میں آ جاؤ تاکہ میں اپنی اہمیت سے کرنل گارڈ کو متاثر کر سکوں''...... جیکی نے کہا۔

''یہی ہمارے اصل چہرے ہیں۔ تمہیں نجانے کیوں غلط فہمی ہو گئی ہے کہ ہم میک اپ میں ہیں''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تمہاری مرضی۔ اگر تم نے مار کھا کر ہی سب کچھ بتانا ہے تو نہ بتاؤ۔ میں ایسا ہی کرتی ہوں اور پھر میں دیکھتی ہوں کہ تم کتنی مار کھا سکتے ہو''...... جیکی نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر چلی گئی۔

''کوئی تار ہمیں اب تک نہیں مل سکی۔ راڈز کو آپریٹ کرنے کے لئے۔ اب کیا ہوگا''...... صالحہ نے کہا۔

''فکر مت کرو۔ تار میری کرسی کے دائیں پائے کے ساتھ ہے۔ میں نے اس میں اپنے بوٹ کی ٹوہ پھنسا لی ہے۔ اب ایک

جھٹکے سے یہ ٹوٹ جائے گی''...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے پیر کو موڑ کر جھٹکے دینے شروع کر دیئے اور ہر جھٹکے پر راڈز بھی جھٹکے کھا رہے تھے۔ اس سے سب کو یقین ہو گیا کہ راڈز آپریٹنگ آلے کا تعلق اسی تار سے ہے۔

''اسی لئے میں نے جیکی کے سامنے پیر کو حرکت نہ دی تھی کہ اگر یہ تار فوری نہ ٹوٹ سکی تو جیکی مجھ پر فائر بھی کھول سکتی تھی''۔ صفدر نے کہا اور اپنے پیر کو مسلسل جھٹکے دیتا رہا۔ چند لمحوں بعد ہی اچانک کڑکڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ان سب کے جسموں کے گرد موجود راڈز غائب ہو گئے۔ تار بھی ٹوٹ کر نیچے گر گئی تھی اور عین اسی لمحے دروازہ کھلا اور جیکی اندر داخل ہوئی۔ اس کے پیچھے ایک مشین گن بردار آدمی اندر داخل ہوا۔ صفدر اور اس کے ساتھی چونکہ ویسے ہی بیٹھے ہوئے تھے جیسے راڈز کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے اس لئے جیکی یہ مارک نہ کر سکی کہ وہ راڈز میں ہیں یا نہیں۔ البتہ وہ دروازے کے ساتھ ہی رک گئی تھی۔

''ان سب کو گولیاں مار کر ہلاک کر دو جیرالڈ اور پھر ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈال کر انہیں راکھ بنا دینا۔ سمجھ گئے ہو''۔ جیکی نے کہا۔

''یس میڈم۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... اس مشین گن بردار نے کہا۔

''اوکے۔ مجھے فائنل رپورٹ دینا''...... جیکی نے کہا اور پھر تیز

تیز قدم اٹھاتی واپس دروازے سے باہر نکل گئی۔ اس کے عقب میں جیسے ہی دروازہ بند ہوا۔ جیرالڈ مڑا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا صفدر اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھنے لگا۔ مشین گن اس کے ہاتھوں میں تھی۔

''مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ''...... جیرالڈ نے قریب آ کر تیز لہجے میں کہا۔ اس کے ذہن میں یہ بات موجود ہی نہ تھی کہ صفدر اور اس کے ساتھی بغیر راڈز کے بیٹھے ہوئے ہیں یا راڈز میں جکڑے ہوئے ہیں اور پھر ابھی اس کا فقرہ مکمل نہ ہوا تھا کہ تنویر نے یکلخت جمپ لیا اور دوسرے لمحے اس کا جسم اڑتے ہوئے عقاب کی طرح سامنے کھڑے جیرالڈ سے زور دار انداز میں ٹکرایا اور جیرالڈ چیختا ہوا پشت کے بل اپنے عقب میں موجود کرسی پر اس طرح گرا کہ کرسی ٹوٹنے کی زور دار آواز کمرے میں گونج اٹھی جبکہ مشن گن اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گری تھی۔ تنویر اچھل کر آگے چلا گیا تھا۔ وہ تیزی سے مڑا اور فرش سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے جیرالڈ کی گردن پر ہتھیلی کی ضرب لگائی تو جیرالڈ کے منہ سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکل گئی اور وہ دوبارہ دھماکے سے نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد گردن کی ہڈی ٹوٹ جانے کی وجہ سے ہلاک ہو گیا۔ صفدر اور اس کے باقی ساتھی سب اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ تنویر نے جیرالڈ کو ہلاک کرتے ہی بھاگ کر اس کی دور پڑی ہوئی مشین گن اٹھا لی اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"رک جاؤ تنویر"...... صفدر نے کہا۔

"مجھے مت روکو۔ میں ان سب کا خاتمہ کر کے ہی سانس لوں گا"...... تنویر نے جواب دیا لیکن وہ رکا نہیں بلکہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

"یہ کوئی آبادی ہوئی تو فائرنگ کے نتیجے میں یہاں پولیس فوراً پہنچ جائے گی"...... صفدر نے کہا۔

"یہ یقیناً شہر سے ہٹ کر کسی نواحی علاقے میں کوئی جگہ ہو گی۔ یہاں فائرنگ ہوتی رہتی ہو گی"...... صالحہ نے کہا۔

"بہرحال آؤ۔ ہم کہیں سے اسلحہ حاصل کریں۔ پھر ہی تنویر کا ساتھ دیا جاسکتا ہے"...... صفدر نے کہا اور پھر وہ سب دروازے کی طرف بڑھے۔ ابھی وہ دروازے کے قریب ہی پہنچے تھے کہ باہر سے مشین گن کی فائرنگ کی تیز آوازیں سنائی دیں تو وہ سب تیزی سے آگے بڑھے کیونکہ تنویر بہرحال اکیلا تھا اور یہاں نجانے کتنے افراد تھے لیکن باہر آ کر انہیں سیڑھیاں چڑھ کر اوپر جانا پڑا اور ایک بار پھر دور سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔ باہر آ کر وہ برآمدے میں جھانک رہے تھے کہ انہیں تنویر آتا دکھائی دیا تو وہ سب برآمدے میں ہی آ گئے۔

"میں آپ کو ہی لینے آ رہا تھا۔ میں نے یہاں صفائی کر دی ہے۔ کرنل جیمز اور جیکی سمیت دس افراد کو ہلاک کرنا پڑا ہے"۔ تنویر نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

"تمہیں تمہاری مرضی کا کام مل گیا"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور دیکھا کتنی جلدی صفائی ہوگئی اور میں نے باہر جا کر بھی دیکھ لیا ہے۔ یہ پوائنٹ شہر سے کافی دور ہے اس لئے یہاں ہونے والی فائرنگ سے کوئی خطرہ نہیں ہے"...... تنویر نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"یہاں کاریں تو ہوں گی"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ دو کاریں موجود ہیں"...... تنویر نے جواب دیا۔

"او کے۔ آؤ اب ہمیں ایک بار پھر انجینئر ولسن کے گھر جانا ہو گا"...... صفدر نے کہا تو سب چونک پڑے۔

"وہاں جا کر تو ہم پھنسے تھے تم دوبارہ جا رہے ہو وہاں"۔ تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں انہوں نے ہماری نگرانی کی اور ہماری گفتگو سنتے رہے اور پھر ہمیں انجینئر ولسن کی رہائش گاہ کے اندر بے ہوش کیا اور یہاں لے آئے۔ اس میں انجینئر ولسن کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اسے یقیناً بے ہوش کر دیا گیا ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

"لگتا تو ایسے ہی ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ کاروں میں سوار ہو کر اس پوائنٹ سے باہر نکلے اور شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔

رابرٹ، لارڈز کا چیف تھا اور اس کا آفس اسرائیل کے نواحی شہر روگر میں تھا۔ یہاں بیٹھ کر وہ لوسانو سمیت تقریباً دس ممالک میں موجود لارڈز کے ایجنٹوں کو کنٹرول کرتا تھا۔ لوسانو میں اس کا ماتحت کرنل جیمز تھا۔ اسی طرح دوسرے ممالک میں اس کے ماتحت ہیڈکوارٹر تھے۔ اس وقت بھی وہ لارڈز کے آفس میں بیٹھا ایک فائل پر نظریں جمائے ہوئے تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے فائل سے نظریں ہٹائیں اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

’’یس‘‘...... رابرٹ نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’لوسانو سے کال ہے چیف‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’کس کی کال ہے‘‘...... رابرٹ نے پوچھا۔

’’آرتھر کی‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’آرتھر جو کرنل جیمز کا اسسٹنٹ ہے۔ کراؤ بات‘‘...... رابرٹ

نے کہا۔

’’ہیلو چیف۔ میں آرتھر بول رہا ہوں لوسانو ہیڈکوارٹر سے‘‘۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

’’یس۔ کوئی خاص بات کہ کرنل جیمز کی بجائے تم نے کال کی ہے‘‘...... رابرٹ نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

’’ایک افسوسناک خبر ہے چیف۔ کرنل جیمز کو ہلاک کر دیا گیا ہے‘‘...... آرتھر نے کہا تو رابرٹ بے اختیار چونک پڑا۔

’’کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب‘‘...... رابرٹ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

’’یس چیف۔ یہ خبر درست ہے۔ کرنل جیمز اپنے ہیڈکوارٹر میں تھے کہ ڈیگار سے ایم فورس کے دو آدمیوں نے اس سے فون پر رابطہ کیا جس پر کرنل جیمز نے ان دونوں کو اپنے ہیڈکوارٹر کال کر لیا۔ پھر انہوں نے ایم فورس سے ان دونوں کے بارے میں کنفرم کرنے کے لئے فون کیا تو وہاں سے بتایا گیا کہ ان دونوں کا ایم فورس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے ان دونوں کو ٹریپ کرنے کے لئے انہیں گرفتار کرنے اور ان کی اصلیت معلوم کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ دونوں افراد ہیڈکوارٹر پہنچے تو انہیں بے ہوش کر دیا گیا پھر انہیں سپیشل پوائنٹ پر لے جایا گیا۔ پھر دو تین گھنٹے گزر گئے لیکن کرنل جیمز کا فون نہ آیا ورنہ وہ ایک گھنٹے سے زیادہ کہیں رکنا چاہتا تو ہیڈکوارٹر سے رابطہ ضرور کرتا تھا۔ وہاں سے فون بھی اٹنڈ

نہیں کیا جا رہا تھا۔ پھر میں خود وہاں گیا تو وہاں قتل عام ہوا پڑا تھا۔ راڈش، کرنل جیمز، جیکی اور آٹھ مزید افراد سب کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے''...... آرتھر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''وہ دو آدمی کون تھے۔ وہ بھی ہلاک ہوئے یا نہیں۔ کیا ہوا ان کے ساتھ''...... رابرٹ نے کہا۔

''وہ دونوں غائب ہیں۔ ہم انہیں تلاش کر رہے ہیں''...... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم کرنل جیمز کی جگہ سنبھال لو۔ میں جلد ہی نوٹیفکیشن جاری کر دوں گا''...... رابرٹ نے کہا۔

''یس باس۔ تھینک یو باس''...... آرتھر نے کہا تو رابرٹ نے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے پہلے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''چیرمین لارڈ آفس''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''رابرٹ بول رہا ہوں۔ چیرمین لارڈ صاحب سے بات کراؤ''...... رابرٹ نے کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... دوسری طرف سے نسوانی آواز میں کہا گیا۔

''یس''...... رابرٹ نے کہا۔

''بات کریں''...... نسوانی آواز میں کہا گیا۔

''ہیلو۔ میں رابرٹ بول رہا ہوں روگر ہیڈکوارٹر سے''۔ رابرٹ نے کہا۔

یس رابرٹ۔ کوئی خاص بات''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ خاص نہیں بلکہ خاص الخاص بات ہے۔ کرنل جیمز کو ہلاک کر دیا گیا ہے''...... رابرٹ نے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے''...... دوسری طرف سے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''یس سر۔ رپورٹ حتمی ہے۔ کرنل جیمز کے اسسٹنٹ آرتھر نے خود مجھے فون کر کے تفصیل بتائی ہے''...... رابرٹ نے کہا۔

''کیا تفصیل ہے۔ کس نے یہ کیا ہے۔ کرنل جیمز جیسے انتہائی تجربہ کار آدمی کا خلاء تو کوئی پورا نہ کر سکے گا۔ یہ پوری دنیا کے یہودیوں کے لئے انتہائی روح فرسا خبر ہے''...... چیرمین لارڈ ہاٹ مین نے کہا۔

''دو آدمی جن کا تعلق ڈیگار سے بتایا جاتا ہے۔ ہیڈکوارٹر کرنل جیمز سے ملنے آئے۔ کرنل جیمز نے ان سے ملاقات کی۔ لیکن ملاقات سے پہلے تصدیق کرنے پر وہ غلط آدمی ثابت ہوئے اس لئے انہیں بے ہوش کر کے وہاں سے اٹھا کر ایک سپیشل پوائنٹ پر لے جایا گیا۔ پھر جب کافی وقت گزر گیا اور کرنل جیمز نے ہیڈکوارٹر

فون نہ کیا تو وہاں سے اسے فون کرنے کی کوشش کی گئی لیکن پوائنٹ پر کال ہی اٹنڈ نہ کی گئی تو کرنل جیمز کا اسسٹنٹ آرتھر خود اس پوائنٹ پر گیا تو وہاں قتل عام کیا گیا تھا۔ کرنل جیمز کے ساتھ ساتھ آٹھ مسلح افراد بھی ہلاک کر دیئے گئے تھے جبکہ وہ دونوں آدمی غائب تھے''...... رابرٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''جو کچھ تم نے بتایا ہے اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس ہی کر سکتی ہے۔ مجھے اس سلسلے میں بورڈ آف گورنرز سے بات کرنا ہو گی کیونکہ اگر ایسے ہی لارڈز کے چیفس مارے جاتے رہے تو لارڈز کا نام و نشان ختم ہو جائے گا''...... لارڈ ہاٹ مین نے کہا۔

''ٹھیک ہے چیف۔ یہ معاملہ ان کے نوٹس میں ہونا چاہئے''...... رابرٹ نے کہا۔

''میں ابھی بات کر کے پھر تمہیں کال کرتا ہوں''...... لارڈ ہاٹ مین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو رابرٹ نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''یہ لوگ نجانے کس قسم کے ہیں کہ ہمارے بہترین افراد کو اس طرح ہلاک کر دیتے ہیں جیسے مرغیاں ذبح کی جاتی ہیں''۔ رابرٹ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ پھر تقریباً دو گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو رابرٹ نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... رابرٹ نے کہا۔

''سپر چیف لارڈ ہاٹ مین کی کال ہے''...... دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... رابرٹ نے کہا۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد چیر مین لارڈ ہاٹ مین کی آواز سنائی دی۔

''یس چیف۔ رابرٹ بول رہا ہوں''...... رابرٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میری لارڈز کے بورڈ آف گورنرز سے بات ہوئی ہے۔ انہوں نے کرنل جیمز کی موت کا انتہائی سخت نوٹس لیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ میں نے جو ایک ماہ کی مہلت دی تھی اس سلسلے میں بھی جلد فیصلہ کیا جائے گا کیونکہ ایک ماہ ختم ہونے والا ہے اور بجائے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگوں کی ہلاکت کے الٹا لارڈز کے بڑوں کو موت کے منہ میں دھکیلا جا رہا ہے۔ اگر یہی حالت رہی تو ایک دن ان کے ہاتھ ہماری گردنوں تک بھی پہنچ جائیں گے۔ اس لئے میں نے آج رات دس بجے سپیشل میٹنگ کال کی ہے۔ یہ میٹنگ لوسانو میں کال کی گئی ہے لوسانو ہیڈ کوارٹر میں۔ کیونکہ اس ہیڈ کوارٹر کو کرنل جیمز نے جدید ترین سائنسی آلات نصب کر کے ناقابل تسخیر بنایا ہوا ہے۔ تم بھی رات دس بجے تک وہاں پہنچ جانا''...... لارڈ ہاٹ مین نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... رابرٹ نے جواب دیا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم کر دیا گیا تو رابرٹ نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے دو نمبر پریس کر دیئے۔ تاکہ فون سیکرٹری سے بات ہو سکے۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

''فوری طور پر ایک فلائٹ لوسانو کے لئے بک کراؤ۔ میں نے وہاں دس بجے رات تک وہاں پہنچنا ہے۔ چیئرمین لارڈز صاحب نے ایک خصوصی میٹنگ کال کی ہے''...... رابرٹ نے کہا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو رابرٹ نے رسیور رکھا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا تاکہ سفر کی ضروری تیاریاں کر سکے۔

کار جس میں صفدر اور اس کے ساتھی سوار تھے، ایک بار پھر انجینئر ولسن کی رہائش گاہ کے سامنے پہنچ کر رکی۔ صفدر نے کار سے نیچے اتر کر ستون پر موجود کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک ملازم باہر آ گیا۔

''انجینئر صاحب سے کہو کہ ڈیگار سے ہم صرف ان سے ملاقات کے لئے آئے ہیں۔ میرا نام مارشل ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں''۔ صفدر نے کہا۔

''یس سر۔ میں معلوم کرتا ہوں''...... ملازم نے کہا اور واپس اندر داخل ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد چھوٹا پھاٹک ایک بار پھر کھلا اور وہی ملازم باہر آ گیا۔

''میں پھاٹک کھولتا ہوں آپ کار اندر لے آئیں''...... ملازم نے کہا اور واپس مڑ کر چھوٹے پھاٹک میں غائب ہو گیا جبکہ صفدر واپس کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد پھاٹک کھل گیا

تو صفدر نے کار اندر کی طرف بڑھائی اور پھر سائیڈ پر پارکنگ دیکھ کر اس نے کار کا رخ ادھر کر دیا۔ وہاں ایک پرانے ماڈل کی کار موجود تھی۔ کار روک کر وہ نیچے اترے ہی تھے کہ اسی لمحے وہ ملازم پھاٹک بند کر کے ان کے پاس آ گیا۔

''آیئے جناب''...... ملازم نے کہا اور پھر انہیں اس ڈرائنگ روم کے انداز میں سجائے گئے کمرے میں لے آیا تو صفدر اور اس کے ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے کیونکہ انہیں پہلے بھی یہیں بٹھایا گیا تھا جب اچانک سامنے موجود پردہ پڑے دروازے سے جیکی اندر آئی تھی اور انہیں بے ہوش کر کے اپنے سپیشل پوائنٹ پر لے گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا تو ملازم اندر داخل ہوا۔

''جناب۔ آپ کیا پینا پسند کریں گے۔ انجینئر صاحب ابھی آ رہے ہیں''...... ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کچھ نہیں۔ آپ کی مہربانی''...... صفدر نے کہا تو ملازم سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ صفدر کے انکار نے اسے خاصا اطمینان بخشا ہے اور پھر دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک عمر رسیدہ آدمی اندر داخل ہوا۔ اسے دیکھتے ہی سب پہچان گئے کہ یہی انجینئر ولسن ہو سکتا ہے۔ اس لئے صفدر سمیت وہ سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد سب واپس صوفوں پر بیٹھ گئے۔

''آپ کل نہیں آئے تھے۔ اچھا کیا تھا۔ ہم سارے گھر والے

اچانک پراسرار طور پر بے ہوش ہو گئے۔ کئی گھنٹوں بعد ہمیں ہوش آیا تھا۔ پتہ نہیں کیا ہوا تھا''...... انجینئر ولسن نے کہا تو صفدر اور اس کے ساتھی سمجھ گئے کہ جیکی نے یہاں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی ہو گی جسے یہ پراسرار کہہ رہا ہے۔

''کل ہم ایک اور کام میں پھنس گئے تھے۔ بہرحال آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ کا بنایا ہوا نقشہ نمائش میں رکھا جائے اور ہم نے جو کچھ آپ کے بارے میں سنا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس عالمی نمائش میں پہلا انعام آپ کو ہی ملے گا جو پچاس لاکھ ڈالرز ہو گا''...... صفدر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر سب نے انجینئر ولسن کے چہرے پر پچاس لاکھ ڈالرز کا سن کر مسرت کی پھلجھڑیاں پھوٹتے محسوس کیں۔

''یہ تو بعد کا مسئلہ ہے لیکن آپ مجھے کیا دے رہے ہیں''۔ بوڑھے انجینئر ولسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہم آپ کو ایک لاکھ ڈالرز دیں گے البتہ انعام نکلنے کی صورت میں یہ ایک لاکھ ڈالرز پچاس لاکھ ڈالرز میں سے کاٹ لئے جائیں گے اور اگر انعام نہ ملا تو ایک لاکھ ڈالرز کی واپسی نہ ہو گی''۔ صفدر نے کہا۔

''انعام تو میرا ضرور نکلے گا لیکن آپ کو کسی خاص لیبارٹری کا نقشہ چاہئے یا جو نقشہ میرا بنا ہوا ہے میں لا دوں تو آپ وہی لے لیں گے ایک لاکھ ڈالرز کے عوض''...... انجینئر ولسن نے کہا۔

''کاسان میں جو لیبارٹری قائم کی گئی ہے جس کا نقشہ آپ نے بنایا ہے اور جس کی شہرت ہر طرف پھیلی ہوئی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں دیکھ لوں۔ ابھی لے آتا ہوں''...... انجینئر ولسن نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''اگر واقعی یہ نقشہ کاسان لیبارٹری کا ہے تو پھر یہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ویسے لیبارٹری قائم کرنے کے بعد ان لوگوں کو جو ان کے نقشے بناتے ہیں، گولی مار دی جائے تاکہ کسی کو یہ نقشے کی کاپی نہ دے سکیں''...... تنویر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ پھر تقریباً مزید دس منٹ بعد ایک بار پھر دروازہ کھلا اور انجینئر ولسن ہاتھ میں ایک فائل اٹھائے ہوئے اندر داخل ہوا۔

''مل گیا ہے نقشہ''...... صفدر نے امید بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ وہ فائل مل گئی ہے۔ فائل میں اسے استعمال کرنے کے لئے وضاحتیں ہوتی ہیں کیونکہ سائنس لیبارٹریوں کا نقشہ عام عمارتوں کے نقشوں کی طرح نہیں ہوتا''...... انجینئر ولسن نے قریب آ کر کہا اور پھر وہ کرسی پر بیٹھ گئے اور فائل اپنے سامنے کھول کر میز پر رکھ دی۔

''یہ کیسے معلوم ہو گا کہ یہ کاسان لیبارٹری کا نقشہ ہے''۔ صفدر

نے نقشے پر جھکتے ہوئے کہا۔

''یہ دیکھیں۔ یہ لکھا ہوا ہے۔ ایم زیڈ لیبارٹری کاسان اور آپ بھی جانتے ہیں اور سب جانتے ہیں کہ کاسان میں ایک ہی لیبارٹری ہے''...... انجینئر ولسن نے کہا تو صفدر نقشے پر مزید جھک گیا اور پھر کافی دیر بعد اس نے سر اٹھایا اور جیب سے چیک بک نکال کر اس نے اس میں سے ایک چیک علیحدہ کیا اور اس پر تمام اندراجات کر کے اس نے آخر میں دستخط کر دیئے اور چیک انجینئر ولسن کی طرف بڑھا دیا۔

''یہ گارنٹیڈ چیک ہے جناب''...... صفدر نے انجینئر ولسن کے چہرے پر قدرے مایوسانہ تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔

''گارنٹیڈ۔ اچھا''...... انجینئر ولسن نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر اس نے چیک لے کر اسے غور سے دیکھا۔

''تھینک یو''...... انجینئر ولسن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور چیک تہہ کر کے اپنی جیب میں ڈال لیا۔

''اب آپ مجھے اپنے نقشے کے بارے میں کچھ وضاحتیں کریں گے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں ہاں۔ کیوں نہیں''...... انجینئر ولسن نے کہا۔

''اس لیبارٹری میں کتنے خفیہ راستے رکھے گئے ہیں اور ایمرجنسی راستے کتنے رکھے گئے ہیں تاکہ کسی بھی خطرے کی صورت میں صحیح سلامت باہر نکل سکیں''...... صفدر نے کہا۔

’’خفیہ راستے دو ہیں جبکہ ایمرجنسی راستہ ایک ہے‘‘...... انجینئر ولسن نے کہا۔

’’کون کون سے۔ ذرا پوائنٹ آؤٹ کریں‘‘...... صفدر نے کہا تو انجینئر ولسن نے اسے راستوں کے بارے میں تفصیل بتانا شروع کر دی ساتھ ساتھ وہ نقشے پر لکھے گئے پوائنٹس کی وضاحت بھی کرتا جا رہا تھا۔

’’اور ایمرجنسی راستہ‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’یہ راستہ خطرے کی صورت میں سمندر میں جا نکلتا ہے‘‘۔ انجینئر ولسن نے نقشے پر ایک جگہ انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

’’یہ راستے اب بند تو نہیں کر دیئے گئے یا کبھی آپ سے کہا گیا ہو کہ آپ ان راستوں کو بند کر دیں کیونکہ آپ زیادہ بہتر انداز میں کر سکتے ہیں‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’خفیہ راستے تو بند کئے جا سکتے ہیں لیکن ایمرجنسی راستہ بند نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ایمرجنسی کی صورت میں جان بچانے کا یہی راستہ ہوتا ہے‘‘...... انجینئر ولسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’اس راستے کو باہر سے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’نہیں۔ یہ راستہ صرف اندر سے کھولا جا سکتا ہے۔ ایمرجنسی اگر کوئی ہو گی تو لیبارٹری کے اندر ہی ہو گی باہر سمندر میں تو کوئی ایمرجنسی نہیں ہو سکتی‘‘...... انجینئر ولسن نے کہا۔

’’او کے۔ بہت بہت شکریہ۔ نمائش لگتے ہی آپ کو باقاعدہ اطلاع دے دی جائے گی‘‘...... صفدر نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا تو اس کے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد وہ وہاں سے نکل کر سائیڈ میں کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ گئے۔ انجینئر ولسن ان سے اجازت لے کر واپس چلا گیا تھا۔

’’اب کیا پروگرام ہے‘‘...... کیپٹن شکیل نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ سب کار میں سوار اپنی رہائش گاہ کی طرف جا رہے تھے۔

’’پروگرام کیا ہونا ہے۔ لیبارٹری سے فارمولا حاصل کرنا ہے اور پھر اس لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے کیونکہ یہودیوں نے بھی نہ صرف پاکیشیا کا فارمولا چرایا ہے بلکہ پاکیشیا کی قیمتی لیبارٹری بھی تباہ کر دی تھی‘‘...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’لیکن طریقہ کیا ہو گا۔ کیا باہر سے میزائل فائر کریں گے یا کسی خفیہ راستے سے اندر جائیں گے‘‘...... صالحہ نے کہا۔

’’نقشہ ملنے سے پہلے تم اس کے لئے بے حد مشتاق تھے جب مل گیا ہے تو اب یہ بے فائدہ ہو گیا‘‘...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’میں نے یہ تو نہیں کہا کہ نقشہ بے فائدہ ہے۔ یہ ہمیں بہت کام دے گا لیکن یہودی بے حد شاطر لوگ ہوتے ہیں۔ وہ ان خفیہ راستوں کو یقیناً بند کر دیں گے بلکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خطرہ

محسوس کرتے ہی انہوں نے پہلا کام یہی کیا ہوگا کہ خفیہ راستوں کو اس طرح بند کر دیا جائے کہ دشمن ایجنٹ اس راستے کو استعمال نہ کر سکیں''...... صفدر نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔

''میں چائے پینا چاہتی ہوں۔ اگر آپ میرا ساتھ دیں تو میں سب کے لئے چائے بنا لوں''...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نیکی اور پوچھ پوچھ''...... تنویر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے اور صالحہ اٹھ کر ہنستی ہوئی کچن کی طرف بڑھ گئی۔

''ہم اس وقت آتش فشاں کے دہانے پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ کسی بھی لمحے ہمیں گھیرا جا سکتا ہے کیونکہ لازماً کاسان میں چیکنگ انتہائی سخت ہو گی۔ اس لئے ہمیں جس قدر جلد ممکن ہو سکے حرکت میں آ جانا چاہئے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ایک راستہ ہی ہمیں کام دے سکتا ہے اور وہ ہے ایمرجنسی راستہ لیکن یہ بھی اندر سے کھلتا ہے۔ پھر کیسے اسے کھولا جائے''۔ صفدر نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

''کہاں ہے نقشہ۔ مجھے دکھاؤ''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر نے کوٹ کی اندرونی جیب میں تہہ کر کے رکھی ہوئی فائل نکالی اور اسے کھول کر کیپٹن شکیل کے سامنے رکھ دیا۔ فائل میں نقشہ موجود تھا۔ کیپٹن شکیل نقشے پر جھک گیا۔

''اوہ۔ یہ تو واقعی صرف اندر سے ہی کھل سکتا ہے۔ یہ دیکھو۔ یہ

مخصوص نشان یہاں موجود ہے''...... کیپٹن شکیل نے ایک مختلف نظر آنے والے نشان پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

''اوہ ہاں۔ یہاں فائل میں اس نشان کی وضاحت میں بھی لکھا ہوا ہے کہ یہ راستہ صرف اندر سے کھل سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''خفیہ راستے کہاں ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر نے نقشے پر ان راستوں کی موجودگی دکھا دی۔

''یہ ضروری تو نہیں کہ یہ راستے بند ہوں یا اگر بند بھی ہوں تو انہیں کھولا نہیں جا سکتا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''دیکھو۔ یہاں بھی وہی مخصوص نشانات ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ خفیہ راستے بند کر دیئے گئے ہیں اور جب انہیں کھولنا ہو گا تو اندر سے انہیں کھولا جا سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم کسی خفیہ راستے میں جا کر رکاوٹ پر بم مار کر راستہ کھول لیں''...... تنویر نے کہا۔

''یہاں صرف باہر سے آنے والوں کی چیکنگ کے آلات کے ساتھ ساتھ آنے والوں کو ہلاک کرنے کے آلات بھی موجود ہوں گے۔ اس لئے جیسے ہی ہم اس راستے میں داخل ہوں گے اندر خطرے کے الارم بج اٹھیں گے''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر کیا کریں۔ واپس چلے جائیں''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''واپس جانے کے الفاظ منہ سے نہ نکالا کرو''...... صفدر نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''تو پھر کیا کیا جائے''......تنویر نے پھر منہ بناتے ہوئے کہا۔

''فی الحال چائے پئیں''...... صالحہ نے ٹرالی دھکیل کر لے آتے ہوئے کہا۔ ٹرالی پر چائے کے برتن موجود تھے۔ صالحہ نے ایک ایک پیالی سب کے سامنے رکھی اور اپنی پیالی اٹھا لی اور چائے سپ کرنے لگی۔

''کس بات پر آپ دونوں اونچا بول رہے تھے''...... صالحہ نے صفدر اور تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہمیں آگے بڑھنے کے لئے راستہ نہیں مل رہا''......صفدر نے کہا اور پھر خفیہ راستوں اور ایمر جنسی راستے کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

''میں ایک تجویز دوں۔ آپ مانیں گے''...... صالحہ نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''یہ کیا بات ہوئی۔ ہم کیوں نہ مانیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''آپ نقشہ سامنے رکھیں اور فون اٹھا کر ہسپتال میں موجود عمران صاحب سے رابطہ کریں۔ وہ آپ کو یقیناً کوئی نہ کوئی گائیڈ لائن دے دیں گے''...... صالحہ نے کہا۔

''اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ہم احمق ہیں اور عمران عقل مند۔ حالانکہ یہ بات الٹ ہے''......تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''صالحہ درست کہہ رہی ہے۔ اب ہماری پوزیشن بہت خطرناک ہے کہ ہم نے نقشہ بھی حاصل کر لیا لیکن آگے بڑھنے کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے۔ البتہ عمران کی ذہانت واقعی غیر معمولی ہے اور نقشوں کے بارے میں بھی انہیں بہت کچھ معلوم ہوتا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اوکے۔ کرتے ہیں بات''...... صفدر نے کہا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''یہاں سے پاکیشیا کا رابطہ نمبر اور پاکیشیائی دارالحکومت کا رابطہ نمبر دے دیں''......صفدر نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کیا آپ لائن پر ہیں''...... ایک منٹ کی خاموشی کے بعد آواز دوبارہ سنائی دی۔

''یس''...... صفدر نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیئے گئے تو صفدر نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''سلیمان بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''صفدر بول رہا ہوں''...... عمران صاحب اب کیسے ہیں اور

کہاں ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''صفدر صاحب۔ عمران صاحب ابھی ہسپتال میں ہی ہیں۔ ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ ابھی ایک ہفتہ انہیں یہاں گزارنا پڑے گا''۔ دوسری طرف سے سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تھینک یو''...... صفدر نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

''لیس سپیشل ہاسپٹل''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر صدیقی سے بات کرا دیں۔ میں یورپ کے ملک ڈیگار سے بول رہا ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ ڈاکٹر صدیقی بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ڈاکٹر صدیقی کی آواز سنائی دی۔

''صفدر بول رہا ہوں ڈاکٹر صاحب۔ میں عمران صاحب سے فون پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ کیا آپ اس کا انتظام کریں گے''۔ صفدر نے کہا۔

''میں تمہیں نمبر بتا دیتا ہوں۔ سپیشل کارڈلیس فون عمران کے پاس موجود ہے اس سے بات کر لو''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور ساتھ ہی فون نمبر بھی بتا دیا۔

''تھینکس''...... صفدر نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ اس لئے دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں''...... عمران کی نہ صرف آواز جاندار تھی بلکہ اس کا لہجہ بھی پہلے کی طرح خوشگوار تھا اور صفدر سمیت سب ساتھی عمران کی آواز سن کر اور اس میں موجود پہلے جیسی خوشگواریت محسوس کر کے ان سب کے چہرے کھل اٹھے۔

''مبارک ہو عمران صاحب۔ اللہ تعالیٰ نے رحمت کی ہے۔ میں صفدر بول رہا ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''لیڈر کو اتنا چھوٹا سا تعارف نہیں کرانا چاہئے۔ اس سے اس کی قدر و اہمیت کم ہو جاتی ہے۔ اب تم لیڈر ہو تم صفدر یار جنگ بہادر ہو''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو نہ صرف صفدر بلکہ باقی سب ساتھی بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ اصل جنگ بہادر تو آپ ہیں کیونکہ ہم تو جنگ بزدل بنے ہوئے ہیں اور آپ سے رابطہ بھی اسی لئے کیا گیا ہے کہ آپ جیتنے یا دوسرے لفظوں میں جنگ بہادر بننے کا کوئی نسخہ معلوم کر سکیں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بزدل کا لفظ اپنی لغت سے نکال دو۔ پاکیشیا میں جو حکومت

کے کسی بھی عہدے پر ہو۔ جنگ بہادر ہی کہلاتا ہے اور وہ بھی اپنے آپ کو جنگ بہادر ہی سمجھتا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر آپ کے والد سر عبدالرحمٰن بھی جنگ بہادر ہی کہلائیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''ارے ارے ان کے مقابل اماں بی زیادہ بڑی جنگ بہادر ہیں بلکہ جنگ بہادرن ہیں''...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا اور اس کے ساتھی بھی عمران کی باتیں سن کر مسکرا رہے تھے۔

''عمران صاحب۔ ہم مشن پر کام کر رہے ہیں۔ مشن کے مطابق ہم نے کاسان میں واقع لیبارٹری سے پاکیشیائی فارمولا حاصل کرنا ہے اور پھر اس لیبارٹری کو تباہ کر دینا ہے۔ ہم اس وقت کاسان میں پہنچ چکے ہیں اور ہم نے لیبارٹری کا اصل نقشہ بھی حاصل کر لیا ہے۔ نقشے کے مطابق اس لیبارٹری میں دو خفیہ راستے ہیں جبکہ ایک ایمرجنسی راستہ ہے۔ دونوں خفیہ راستے تو بلاک کر دیئے گئے ہیں جبکہ ایمرجنسی راستہ بھی بند ہے لیکن اسے اندر سے کھولا جا سکتا ہے۔ ہم نے آپس میں اس معاملے کو ڈسکس کیا ہے لیکن لیبارٹری میں داخل ہونے کا کوئی راستہ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ جس پر ہم سب نے سوچا کہ آپ سے مشورہ لیا جائے''...... صفدر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''یہ کون سا ایسا مسئلہ ہے جو تم اپنے آپ کو مشکل میں سمجھ رہے ہو''...... دوسری طرف سے عمران نے اس بار قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''آپ مشکل کہہ رہے ہیں۔ ہمیں تو یہ اپنی زندگی کا سب سے مشکل مرحلہ محسوس ہو رہا ہے۔ خفیہ راستے ویسے بند ہیں۔ ان کو کھولنے کے لئے ان پر بم مارنے پڑیں گے اور ایسا کرتے ہی ہم پر فائرنگ کھولی جا سکتی ہے۔ اندر صرف سائنسدان ہی نہیں ہوں گے سیکورٹی گارڈز بھی وہاں لازماً موجود ہوں گے اور ہم ناکام بھی ہو سکتے ہیں۔ اب رہ جاتا ہے ایمرجنسی راستہ۔ وہ اندر سے کھلتا ہے۔ اب اسے باہر سے کیسے کھولا جائے''...... صفدر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم نے اب تک لاتعداد سائنسی لیبارٹریوں کو تباہ کیا ہو گا۔ پھر تمہیں سمجھ کیوں نہیں آ رہی''...... عمران نے کہا۔

''اس وقت آپ ساتھ ہوتے ہیں۔ اس لئے ہمیں مکمل اعتماد رہتا تھا کہ آپ ہر مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل نکال لیں گے اور آپ نکال بھی لیتے تھے اس لئے ہم نے کبھی ان باتوں پر غور ہی نہیں کیا تھا''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس لئے تو کہہ رہا ہوں صفدر یار جنگ بہادر بن جاؤ۔ بہرحال خفیہ راستوں کو کھولا نہیں جا سکتا۔ یہ بات تم نے درست کی ہے لیکن ایمرجنسی راستے کو تم آسانی سے استعمال کر سکتے ہو''۔

عمران نے کہا۔

’’وہ کیسے عمران صاحب۔ وہ تو اندر سے کھلتا ہے اور یہی مسئلہ تو سمجھ نہیں آ رہا‘‘...... صفدر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’ایمرجنسی وے ایسا ہوتا ہے کہ ایمرجنسی کی صورت میں فوری کھل جائے۔ ورنہ اسے ایمرجنسی وے کہا ہی نہیں جا سکتا۔ اس لئے ایمرجنسی وے بناتے ہوئے خصوصی طور پر خیال رکھا جاتا ہے کہ جب اسے کھولا جائے تو یہ فوری حرکت میں آ جائے اور بظاہر جو دیوار سی نظر آتی ہے وہ بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ کی دوسری بڑی دیوار کے اندر غائب ہو جاتی ہے اور ایمرجنسی وے کھل جاتا ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ٹھیک ہے لیکن اصل مسئلہ تو یہی ہے کہ اسے باہر سے کیسے کھولا جائے‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’میں بتاتا ہوں۔ ایمرجنسی وے کو کھولنے اور بند کرنے کے لئے جو آلہ لگایا جاتا ہے اسے آپریٹ کرنے کے لئے انتہائی طاقتور ریموٹ کنٹرولر استعمال کیا جاتا ہے۔ عام ریموٹ کنٹرولر فور پاور سگنلز پر کام کرتا ہے لیکن ایمرجنسی وے کو کھولنے کے لئے جو آلات نصب کئے جاتے ہیں وہ انتہائی طاقتور ہوتے ہیں تاکہ ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں ایمرجنسی وے کلیئر ہو جائے۔ اس لئے ان آلات کو فوری آپریٹ کرنے کے لئے ایک سو پاور سگنلز کا ریموٹ کنٹرولر استعمال کیا جاتا ہے اور ایسے آلات کو باہر سے کھولنے کے

لئے اگر دو سو پاور سگنلز کا ریموٹ کنٹرولر استعمال کرو تو اندر موجود آلات فوری حرکت میں آ جائیں گے اور پلک جھپکنے میں رکاوٹ غائب ہو جائے گی‘‘...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

’’مطلب ہے کہ اگر ہم دو سو پاور سگنلز والے ریموٹ کنٹرولر کو ساتھ لے جائیں تو ہم آسانی سے باہر سے بھی اس راستے کو کھول سکتے ہیں‘‘...... صفدر نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

’’سو فیصد‘‘...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ میں جا کر کسی مارکیٹ سے دو سو پاور سگنلز والا ریموٹ کنٹرولر تلاش کرتا ہوں۔ معلوم نہیں یہاں ملتا بھی ہے یا نہیں‘‘...... صفدر نے کہا تو دوسری طرف سے عمران نے بے اختیار ہنس پڑا۔

’’جناب لیڈر صاحب۔ اس کے لئے بازار جانے کی ضرورت نہیں ہے‘‘...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

’’تو پھر یہ کہاں سے ملے گا‘‘...... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

’’اسے بنانا پڑتا ہے عام طور پر ایک سو سے زائد پاور سگنلز والا ریموٹ کنٹرولر بنایا ہی نہیں جاتا کیونکہ صرف ایمرجنسی وے کو کھولنے کے لئے ایک سو پاور سگنلز ریموٹ کنٹرولر بنایا جاتا ہے ورنہ چار سے چالیس تک پاور سگنلز والے ریموٹ کنٹرولر بنائے اور

فروخت کیئے جاتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''پھر دو سو پاور سگنلز والا ریموٹ کنٹرولر کیسے تیار کیا جا سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''بازار سے سو پاور سگنلز کے ریموٹ کنٹرولر عام مل جاتے ہیں۔ اسے خرید لو اور ساتھ ہی یورنیورسل چارجر بھی لے لینا''۔ عمران نے کہا۔

''یونیورسل چارجر۔ وہ کون سا ہوتا ہے۔ وہ تو ہر کمپنی کا اپنا علیحدہ چارجر ہوتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''عام چارجر بیٹری کو چارج کرنے کے لئے بہت وقت لیتے ہیں۔ اس لئے ایسے جدید چارجر آ گئے ہیں جن کے ذریعے بیٹری کو چارج کیا جائے تو وہ چند منٹوں میں بیٹری کو فل چارج کر دیتے ہیں۔ اس کے لئے فارمولا یہ اپنایا گیا ہے کہ کم وقت میں فل چارج کرنے کے لئے ڈبل پاور استعمال کی جاتی ہے۔ اس لئے جب ایک سو پاور سگنلز ریموٹ کنٹرول کی بیٹری میں ڈبل پاور جاتی ہے تو وہ دو سو پاور سگنلز کا ریموٹ کنٹرولر بن ہو جاتا ہے''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ شکریہ۔ اب باقی کام ہم کر لیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''اب مجھے فون کرنا تو اپنا تعارف صفدر یار جنگ بہادر کہہ کر ہی کرانا''...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

''اللہ حافظ''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صفدر نے رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب واقعی پاکیشیا کا فخر ہیں''...... صالحہ نے بے اختیار ہوتے ہوئے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ٹائیگر اور جوانا دونوں ایک رہائش گاہ کے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ رہائش گاہ لوسانو میں ٹائیگر نے ایک ٹپ کے ذریعے حاصل کی تھی۔ اس رہائش گاہ میں کار بھی موجود تھی۔ ٹائیگر ڈائری پڑھنے میں مصروف تھا۔ یہ وہ ڈائری تھی جو وہ کرنل جیمز کے ہیڈکوارٹر کے سیف سے اٹھا لایا تھا۔

''اس میں کیا لکھا گیا ہے کہ تم مسلسل اسے پڑھ رہے ہو۔ ہمیں اب بیٹھ نہیں جانا۔ آگے بڑھنا ہے''...... جوانا نے کہا۔

''یہاں لوسانو میں ایک میٹنگ ہاؤس ہے جس میں لارڈز کے بڑوں کی میٹنگ ہوتی ہے۔ کرنل جیمز نے ڈائری میں لکھا ہے کہ عام طور پر یہاں چیف رابرٹ اور بورڈ آف گورنرز کے ارکان اور کبھی کبھار لارڈ ہارٹ مین شرکت کرتے ہیں اور یہ میٹنگ ہر ماہ کی آٹھ تاریخ کو لازماً ہوتی ہے جبکہ سپیشل میٹنگز اکثر ہوتی رہتی ہیں''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''تو پھر''...... جوانا نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے ٹائیگر کی بات سمجھ نہ آئی ہو۔

''ہمیں چیک کرنا چاہئے کہ میٹنگ کب ہے۔ کم از کم اونچے درجے کے چند لوگوں کو تو اڑایا جا سکتا ہے کیونکہ ہمارے پاس آگے بڑھنے کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا اس جگہ کا ایڈریس ڈائری میں لکھا ہوا ہے''...... جوانا نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اس جگہ کی اہمیت کی وجہ سے کوڈ استعمال کیا گیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا کوڈ ہے''...... جوانا نے چونک کر پوچھا۔

''ڈائری میں لکھا ہوا ہے کہ میٹنگ ہاؤس۔ آگے لکھا ہے کہ بچہ آدمی کا باپ ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ کیا کوڈ ہے''...... جوانا نے چونک کر پوچھا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

''یہ گریٹ لینڈ کی زبان کے ایک معروف شاعر کی نظم ہے جس کا عنوان یہی ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ بچہ ہر برائی سے پاک ہوتا ہے جبکہ آدمی ہر گناہ کرنے پر تیار رہتا ہے۔ اس لئے بچہ آدمی سے بھی زیادہ بڑا ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

''اب اس کوڈ کو کون پڑھے گا''...... جوانا نے کہا۔

''میں نے پڑھ بھی لیا ہے''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’پڑھ لیا ہے۔ کیا ہے‘‘...... جوانا نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’اس کا مطلب ہے کہ چرچ کے ساتھ بچوں کا سکول ہے اور میٹنگ ہال بھی اس کی کسی سائیڈ پر ہے۔ اس جگہ کا نام ہیومن رائٹس ہوسکتا ہے‘‘...... ٹائیگر نے مطلب بتاتے ہوئے کہا۔

’’یہ تم نے کیسے بنا لیا۔ میری سمجھ میں تو نہیں آ رہا‘‘...... جوانا نے کہا۔

’’فادر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور چرچ میں ہی فادر ہوتے ہیں اور بچہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اس لئے یا تو وہاں بچوں کا سکول ہے یا میٹرنٹی ہوم ہے جہاں بچوں کی پیدائش ہوتی ہے اور آدمی کو ہیومن کہا جاتا ہے اور ان دنوں ہیومن رائٹس کا بے حد چرچا ہے۔ اس لئے ساتھ ہی کوئی بلڈنگ ہو گی جہاں ہیومن رائٹس کا دفتر ہو گا۔ اس طرح اس فقرے میں موجود تین لفظ بچہ، فادر اور آدمی ایڈجسٹ ہو جائے ہیں‘‘...... ٹائیگر نے تفصیل بتائی تو جوانا اسے اس طرح دیکھنے لگا جیسے اسے کوئی انوکھی چیز نظر آ رہی ہو۔

’’کیا ہوا۔ تم اس طرح مجھے کیوں دیکھ رہے ہو‘‘...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’تم واقعی ماسٹر کے شاگرد بننے کے لائق ہو۔ کمال ہے۔ لگتا ہے کہ یہ دو لفظوں میں لکھا ہوا کوڈ تم نے ہی بنایا ہو‘‘...... جوانا نے کہا۔

’’یہ تو میرا اندازہ ہے۔ موقع پر جا کر پتہ چلے گا کہ میرا اندازہ درست بھی ہے یا نہیں‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’لیکن آٹھ تاریخ تو ابھی دور ہے اور ان کی میٹنگ نہ ہو گی تو وہ وہاں اکٹھے کیوں ہوں گے‘‘...... جوانا نے کہا۔

’’نہ بھی ہوں۔ ہم وہاں کی تلاشی لیں گے۔ لارڈز کے ان بڑوں کے بارے میں شاید معلومات مل جائیں کہ وہ کہاں رہتے ہیں۔ پھر ہم وہاں اٹیک کریں گے‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’پہلے ان کے اپنے بارے میں تو اطلاع ہونی چاہئے کہ بڑے ہیں کون‘‘...... جوانا نے کہا۔

’’کرنل جیمز کی ڈائری میں ان کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ رابرٹ اور لارڈز ہارٹ مین۔ کرنل جیمز کا چیف رابرٹ ہے۔ پھر بورڈ آف گورنرز کے ارکان ہیں اور پھر تنظیم لارڈز کا چیئرمین لارڈ ہارٹ مین ہے اور ایک اہم بات مزید بھی لکھی ہوئی ہے کہ لارڈ ہارٹ مین نے لارڈز کے سب بڑوں کو وارننگ دی ہوئی ہے کہ اگر ایک ماہ کے اندر باس عمران کو ہلاک نہ کیا گیا تو ان بڑوں کو گولی مار دی جائے گی اور اسی وجہ سے باس عمران پر بھی خوفناک قاتلانہ حملہ ہوا، مجھ پر حملہ ہوا، مس جولیا پر حملہ ہوا۔ اس لئے اس لارڈ کا خاتمہ انتہائی ضروری ہے اور اس سے نیچے جو لوگ ہیں ان کے چیفس کا خاتمہ بھی بے حد ضروری ہے۔ اس طرح لارڈز جو اس وقت یہودیوں کی فرسٹ کلاس تنظیم بنی ہوئی ہے

مفلوج ہو کر رہ جائے گی اور یقیناً ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی''...... ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''کیا یہ سب چیفس، سپر چیف اور لارڈز یہاں لوسانو میں رہتے ہیں''...... جوانا نے پوچھا۔

''نہیں۔ یہاں تو صرف کرنل جیمز رہتا تھا۔ ڈائری سے پتہ چلا ہے کہ رابرٹ اسرائیل کی مغربی سرحد پر واقع ایک چھوٹے ٹاؤن روگر میں رہتا ہے اور لارڈ اسرائیل کے دارالحکومت تل ابیب میں رہتا ہے البتہ وہ وہاں کم رہتا ہے زیادہ عرصہ وہ ادھر ادھر گھومتا پھرتا رہتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''پھر تو کافی لمبا کام ہو جائے گا''...... جوانا نے کہا۔

''تو کیا ہوا۔ ہم نے بہر حال اپنا مشن مکمل کرنا ہے چاہے ہمیں دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک کیوں نہ جانا پڑے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے پھر چلو۔ یہاں بیٹھے رہنے سے تو معلومات نہیں مل سکتیں''...... جوانا نے کہا۔

''ہاں چلو''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور اس کا میگزین چیک کر کے اس نے اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔ جوانا نے بھی اس کی پیروی کی اور مشین پسٹل کو چیک کیا تاکہ عین وقت پر دھوکہ نہ دے جائے۔ کچھ دیر بعد ان کی

کار ایک بک سٹال پر پہنچ کر رک گئی اور پھر اس سے پہلے کہ جوانا کار روکنے کے بارے میں پوچھتا، ٹائیگر کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آ کر کار میں بیٹھ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک رول شدہ نقشہ تھا۔

''یہ لوسانو کا نقشہ ہے''...... ٹائیگر نے کہا اور کار سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔

''ہاں۔ واقعی اس کی ضرورت تھی''...... جوانا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر نے تھوڑا آگے بڑھنے کے بعد کار کو ایک سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ میں موڑ دیا اور پارکنگ میں روک کر اس نے نقشہ اٹھایا اور اسے سامنے ڈیش بورڈ پر پھیلا لیا۔

''اس میں کیا ڈھونڈو گے۔ سڑکیں یا ہوٹل''...... جوانا نے کہا۔

''میں نے بک سٹال پر موجود بوائے سے ہیومن رائٹس کے آفس کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ یہ آفس بلیو لائن روڈ پر ہے۔ اب میں اس نقشے سے بلیو لائن روڈ تلاش کروں گا پھر یہ دیکھوں گا کہ اس وقت ہم کہاں موجود ہیں۔ اس کے بعد یہاں سے بلیو لائن روڈ تک پہنچنے کے راستے ٹریس کروں گا''...... ٹائیگر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر نقشے پر جھک گیا۔ کافی دیر تک نقشے کو غور سے دیکھنے کے بعد اس نے جیب سے بال پین نکال کر نقشے پر نشانات لگانا شروع کر دیئے۔ پھر ان نشانات کو غور سے دیکھ کر ٹائیگر نے نقشہ تہہ کر کے جیب میں رکھا اور پھر کار

سٹارٹ کر کے وہ پبلک پارکنگ سے اسے نکال کر باہر سڑک پر لے آیا اور پھر اس نے دائیں طرف جانے والی سڑک پر کار ڈال دی۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد اس نے کار ایک اور پبلک پارکنگ میں روک دی۔

''آؤ۔ ہم ہیومن رائٹس کے آفس تک پہنچ گئے ہیں۔ اب مزید کوڈ چیک کر لیں''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے بھی اثبات میں سر ہلایا اور پھر کار سے نیچے اتر آیا۔ ٹائیگر نے کار لاک کی اور پھر وہ دونوں ہی پیدل سڑک کی طرف چل پڑے۔ سامنے ہی ایک دس منزلہ عمارت موجود تھی جس پر ہیومن رائٹس کا جہازی سائز کا بورڈ دور سے واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔

''یہاں آس پاس کوئی چرچ تو نظر نہیں آ رہا''...... جوانا نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن ہمیں آگے بڑھ کر اس بلڈنگ کے عقب میں بھی چیک کرنا ہو گا''...... ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر وہ دونوں سائیڈ روڈ پر آگے بڑھ گئے لیکن عقب میں کوئی چرچ نہ تھا۔ پھر اچانک ٹائیگر چونک پڑا کیونکہ ایک سائیڈ پر ایک بڑا احاطہ تھا جس میں عمارت بھی بنی ہوئی تھی۔ اس احاطے کے ستون پر فادر ہاؤس کی پلیٹ موجود تھی۔ احاطے کا پھاٹک بند تھا۔

''میں نے چرچ کے فادر کی بات کی تھی۔ یہاں عمارت کا نام فادر ہاؤس موجود ہے۔ بہرحال یہ دونوں کوڈ تو سامنے آ گئے۔ اب

بچے والے کوڈ کو چیک کرنا ہو گا''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ دونوں آگے کی طرف بڑھتے رہے۔ اچانک جوانا رک گیا۔ اس کی نظریں ایک شو روم پر پڑیں جس پر لکھا ہوا تھا کہ یہاں صرف بچوں کے استعمال کی چیزیں فروخت کی جاتی ہیں۔

''یہ دیکھو۔ یہ بچوں کی چیزیں فروخت کرنے والا شو روم ہے''۔ جوانا نے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ ہاں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہماری ڈی کوڈنگ دو لفظوں تک تو درست نہ تھی لیکن ہم بہرحال درست جگہ پر پہنچ گئے ہیں''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''لیکن یہ کیسے معلوم ہو گا کہ لارڈز کا اڈہ کہاں ہے''...... جوانا نے کہا۔

''ڈائری میں درج ہے کہ میٹنگ ہال تہہ خانے میں ہے جبکہ رومز اس تہہ خانے کے اوپر بنے ہوئے ہیں۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ فادر ہاؤس ہی ایسی عمارت ہو سکتی ہے۔ ہمیں اس کو چیک کرنا ہو گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ آٹھ تاریخ کے علاوہ وہ یہاں آتے ہی نہ ہوں''...... جوانا نے کہا۔

''اندر جا کر ہی معلوم ہو سکے گا۔ پھر دیکھیں گے''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آؤ۔ اس کی دائیں طرف گلی ہے۔ وہاں سے اندر کودنا پڑے

گا‘‘...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ اس احاطے کی اس سائیڈ پر چل پڑا جہاں ایک تنگ سی گلی تھی۔ وہ جب وہاں پہنچے تو وہاں باقاعدہ کوڑا کرکٹ جمع کرنے والا پوائنٹ تھا۔ وہاں چار بڑے بڑے ڈرم موجود تھے جن میں کوڑا کرکٹ بھرا ہوا تھا۔

’’آؤ‘‘...... ٹائیگر نے کہا اور اچھل کر وہ ڈرم پر چڑھا اور پھر دیوار پر چڑھ کر وہ آہستہ سے اندر کود گیا۔ اس کے پیچھے جوانا بھی تیزی سے اندر کود گیا۔ ٹائیگر کی نسبت جوانا کے کودنے سے خاصا گونج دار دھماکہ ہوا۔ اس لئے دونوں کچھ دیر تک وہیں رکے رہے لیکن جب کوئی ردعمل سامنے نہ آیا تو وہ دونوں عمارت کی سائیڈ پر موجود کھلی جگہ پر چلتے ہوئے فرنٹ کی طرف پہنچ گئے لیکن وہاں بھی خاموشی طاری تھی۔ پھر وہ عمارت کی سائیڈ دیوار کے ساتھ چلتے ہوئے آگے بڑھتے رہے اور پھر برآمدے میں پہنچ گئے۔ انہیں محسوس ہو رہا تھا کہ عمارت خالی ہے لیکن اسی لمحے وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے جب انہیں کچھ فاصلے پر موجود ایک کمرے میں فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کمرے میں لوگ موجود ہیں۔ وہ محتاط ہو گئے لیکن دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے اس کمرے تک پہنچ گئے جہاں سے آواز آ رہی تھی۔

’’یس سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی‘‘...... وہی آواز سنائی دی جو انہوں نے پہلے سنی تھی۔

’’یس سر۔ لارڈ صاحب کے لئے خصوصی شراب کافی مقدار میں موجود تھے‘‘...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اس کی آواز سنائی دی۔

’’رات دس بجے میں مکمل طور پر تیار رہوں گا اور سائنسی حفاظتی سسٹم بھی آن کر دیا جائے گا‘‘...... وہی آواز سنائی دی اور پھر رسیور کریڈل پر رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔ اس کے بعد کچھ دیر تک خاموشی طاری رہی۔ وہ دونوں دیوار کے ساتھ پشت لگائے کھڑے رہے۔ کچھ دیر بعد ایک بار پھر اسی آدمی کی آواز سنائی دی۔ وہ شاید فون پر بات کر رہا تھا۔

’’سٹاگر بول رہا ہوں ریمنڈ۔ میٹنگ ہاؤس سے اور سنو۔ آج رات دس بجے سپیشل میٹنگ ہو رہی ہے اور چیف رابرٹ، بورڈ ممبرز اور چیئرمین لارڈ صاحب آ رہے ہیں۔ اس لئے ابھی لارڈ صاحب کے سیکرٹری رچرڈ نے فون کیا ہے کہ تمہیں بتا دوں۔ تم نے دس بجے سے پہلے پورے میٹنگ ہاؤس کو سائنسی حفاظتی انتظامات سے کور کرنا ہے تاکہ میٹنگ کے دوران مکھی بھی اندر داخل نہ سکے‘‘۔ سٹاگر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

’’اوکے۔ میں یہاں موجود ہوں۔ تم نے خود حفاظتی انتظامات چیک کر کے آن کرنے ہیں ورنہ اگر لارڈ صاحب ناراض ہو گئے تو پھر تمہاری لاش بھی نہیں ملے گی۔ اوکے۔ گڈ بائی‘‘...... سٹاگر نے کہا اور پھر رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔ پھر قدموں کی آواز

سنائی دی اور چند لمحوں بعد دروازے سے ایک ورزشی جسم کا آدمی باہر آیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا، ٹائیگر اس پر جھپٹ پڑا اور وہ آدمی چیختا ہوا فضا میں اڑتا ہوا اور قلابازی کھا کر ایک دھماکے سے فرش پر گرا اور اس کا جسم اس طرح اینٹھنے لگا جیسے اسے بیک وقت کوئی دونوں طرف سے کھینچ رہا ہو۔ ٹائیگر آگے بڑھ کر اس پر جھکا اور ایک ہاتھ اس کے سر پر اور دوسرا کاندھے پر رکھ کر اس نے مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو اس کا اینٹھتا ہوا جسم ڈھیلا پڑ گیا جبکہ جوانا اس دوران اندر کمرے میں راؤنڈ لگا آیا تھا۔

''پوری عمارت کو چیک کرنا ہو گا''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ان دونوں نے پوری عمارت کو کھنگال لیا لیکن وہاں اس سٹاگر کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہ تھا اور سٹاگر کی باتیں سن کر انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ آج رات دس بجے ان کے مطلوبہ تمام آدمی یہاں آ رہے ہیں اور آج سپیشل میٹنگ ہے لیکن سٹاگر نے فون پر جو گفتگو کی تھی اس کے مطابق یہاں پر خصوصی سائنسی حفاظتی انتظامات کئے جا رہے تھے اس لئے انہیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کیا جائے۔

''ٹائیگر۔ میرا خیال ہے کہ ہم اندر کسی کمرے میں چھپ جائیں اور جب یہ سب لوگ آ جائیں تو ان سب کا خاتمہ کر دیں''...... جوانا نے حل پیش کرتے ہوئے کہا۔

''جب یہاں چپے چپے پر حفاظتی انتظامات آن ہو جائیں گے تو

ہم ان سے کسی صورت بچ نہیں سکیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''پھر کیا کیا جائے کیونکہ یہ قدرتی طور پر ہو رہا ہے کہ یہ لوگ یہاں اکٹھے ہو رہے ہیں''...... جوانا نے کہا۔

''میرے خیال میں اس کا حل یہ ہے کہ ہم تہہ خانے میں فلیش زیرو ون چھپا دیں۔ پھر باہر سے آپریٹ کر کے اسے آن کر دیا جائے تو ہمارا مسئلہ حل ہو جائے گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اب مارکیٹ سے فلیش زیرو ون لے آنے کا تو وقت نہیں رہا''...... جوانا نے کہا۔

''کار میں نہ صرف فلیش زیرو ون موجود ہے بلکہ اس کی آپریٹنگ ڈیوائس بھی موجود ہے جس کے ذریعے ہم باہر بیٹھ کر انہیں دیکھ اور سن بھی لیں گے اور پھر صرف ایک بٹن دبا کر ہم تمام حفاظتی انتظامات کو بھی زیرو کر دیں اور پھر وہاں جا کر ہم ان سب کا خاتمہ کر کے ایک لحاظ سے لارڈز کو دفن کر دیں گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تمہیں کیا پہلے سے معلوم تھا کہ یہاں ایسی چیزوں کی ضرورت ہے''...... جوانا نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں لے آتا ہوں تاکہ اسے مناسب جگہ پر ایڈجسٹ کیا جا سکے''...... ٹائیگر نے کہا اور واپس مڑا۔

''اس آدمی سٹاگر کا کیا ہو گا''...... جوانا نے کہا۔

''ہم یہاں سے واپس جاتے ہوئے اسے ہوش میں لے آئیں

گے لیکن خود اس کے سامنے نہ آئیں گے۔ اس لئے یہ آنے والوں کو کچھ نہ بتا سکے گا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے کیونکہ اس قسم کی تنظیمیں ایسے لوگوں کو گولی مار دیتی ہیں اس لئے یہ اپنے بے ہوش ہونے کو اوپن نہ کرے گا''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

صفدر اپنے ساتھیوں سمیت ایک موٹر لانچ میں سوار تیزی سے کاسان آئی لینڈ کی عقبی طرف جا رہا تھا جہاں وہ عمارت تھی جس کے نیچے لیبارٹری بنائی گئی تھی۔ موٹر لانچ چلانے کی ذمہ داری کیپٹن شکیل کی تھی جبکہ تنویر، صالحہ اور صفدر تینوں وہیں عرشے پر کرسیاں رکھے بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ یہ موٹر لانچ ایلسان بندرگاہ سے کیش گارنٹی دے کر لے آئے تھے اور صفدر نے مارکیٹ سے سو پاور سگنلز کا حامل ریموٹ کنٹرولر خرید لیا تھا اور اس کے ساتھ ہی یورنیورسل چارجر بھی حاصل کر لیا گیا تھا۔ اس کے بعد جس طرح عمران نے بتایا تھا ویسے ہی ریموٹ کنٹرولر کو دو سو پاور سگنلز کا بنا لیا تھا۔ اس لئے وہ سب مطمئن تھے کہ اب انہیں ایمرجنسی دے کھولنے میں کوئی پریشانی نہ ہو گی۔

''صفدر صاحب۔ آپ نے اکیلے جا کر اس لبیارٹری کی ریکی کی تھی لیکن اس کی تفصیل آپ نے نہیں بتائی''...... صالحہ نے کہا۔

''میں نے بتایا تو تھا کہ عقبی طرف تو عمارت کی دیواریں ہیں البتہ کاسان جزیرے کا اس طرف کا ساحل بے حد کٹا پھٹا ہے جس میں چھوٹی بڑی بے شمار غاریں ہیں۔ میں نے رات کو ایک راؤنڈ لگایا تھا اس لئے میں باوجود خواہش کے اس غار کو تلاش نہ کر سکا جس میں ایمرجنسی راستہ بنایا گیا ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''پھر تو آپ کی ریکی ناکام ہو گئی۔ اب پھر نئے سرے سے کام کرنا پڑے گا''...... صالحہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ایسی کوئی بات نہیں۔ میں صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ عقبی طرف جزیرہ کس قسم کا ہے اور عمارتوں کی آخری حد کہاں تک ہے اور وہ میں نے دیکھ لی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اب تو ہم رات کو ہی وہاں پہنچیں گے۔ پھر کیسے مشن مکمل ہو گا''...... صالحہ نے کہا۔ وہ شاید انٹرویو لینے پر تل گئی تھی۔

''اب صرف ایمرجنسی وے کو تلاش کر کے اسے کھول کر اندر آپریشن کرنا ہے''...... صفدر نے کہا اور اس بار صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد انہیں دور سے کاسان جزیرہ نظر آنے لگ گیا لیکن اس کا یہ عقبی حصہ تھا۔ صفدر اور اس کے ساتھی گھوم کر اس کی عقبی طرف پہنچ رہے تھے۔

''تم تینوں نیچے کمرے میں پہنچ جاؤ تا کہ اگر کہیں سے چیکنگ بھی ہو رہی ہو تو اکیلا میں ہی نظر آؤں''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور صفدر اور اس کے ساتھی عرشے سے اٹھ کر کمرے کی طرف جانے

والی سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے کمرے میں پہنچ گئے۔

''صفدر صاحب۔ فارمولا بھی تو واپس لینا ہے''...... صالحہ نے ایک بار پھر صفدر سے سوال کرتے ہوئے کہا۔

''تم آج کچھ زیادہ نہیں بول رہی اور وہ بھی صفدر کے ساتھ۔ کوئی خاص وجہ''...... تنویر نے کہا تو صفدر تو مسکرا دیا جبکہ صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

''کیوں نہ پوچھوں۔ صفدر صاحب ہمارے لیڈر ہیں۔ ہمارے ذہن میں جو سوال ابھریں گے وہ تو پوچھنے ہی ہوتے ہیں''۔ صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

''جواب تو تمہارا ٹھیک ہے۔ جب عمران لیڈر ہوتا ہے تو صفدر بھی تمہاری طرح سوالات کر کے عمران کی تو نہیں میرے ناک میں دم کر دیتا ہے''...... تنویر نے کہا تو صالحہ اور صفدر دونوں ہنس پڑے۔

''تم نے فارمولے کے بارے میں پوچھا ہے تو اس فارمولے کے حصول کے لئے تو سارا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ وہ تو بہرحال واپس لینا ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''لیکن آپ کو کیسے معلوم ہو گا کہ ہمارا مطلوبہ فارمولا کون سا ہے۔ وہاں نجانے کتنے فارمولے موجود ہوں''...... صالحہ نے کہا۔

''مجھے چیف ایکسٹو نے سرداور کے پاس جانے کی ہدایت کی تھی تا کہ وہ مجھے اس فارمولے کی شناخت کے بارے میں سمجھا سکیں انہوں نے واقعی مجھے اس بارے میں اتنا کچھ بتا دیا ہے کہ میں

سائنس دان نہ ہونے کے باوجود اسے آسانی سے شناخت کر سکتا ہوں''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر صالحہ نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے وہ اب مطمئن ہو گئی ہو۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد لانچ کی رفتار آہستہ ہونے لگی تو سب سمجھ گئے کہ وہ جزیرے کی عقبی طرف سے اس کے قریب پہنچ گئے ہیں اور اب چونکہ سامنے ایک وسیع و عریض عمارت ہو گی اس لئے اب انہیں کہیں سے چیک نہ کیا جا سکتا تھا اس لئے وہ تینوں واپس عرشے پر پہنچ گئے۔ جزیرے کا عقبی حصہ واقعی قریب آ گیا تھا۔ بائیں طرف ایک اونچی دیوار تھی اور کچھ نہ تھا۔ کیپٹن شکیل نے لانچ کو جزیرے کے بالکل قریب لا کر روک دیا اور پھر اس لانچ کو اس نے ساحل کے ایک بڑے پتھر سے باندھ دیا تاکہ واپسی پر اس سے استفادہ کیا جا سکے۔ جزیرے کا ساحل واقعی کٹا پھٹا تھا۔ سب سے پہلے صفدر نے لانچ سے ساحل پر قدم رکھا اور پھر ایک ایک کر کے اس کے باقی ساتھی بھی جزیرے کے اس کٹے پھٹے حصے پر پہنچ گئے۔

''یہ تو واقعی بے حد کٹا پھٹا ساحل ہے لیکن یہاں تو ہزاروں چھوٹی بڑی غاریں ہوں گی۔ ایمرجنسی وے کو کیسے ٹریس کیا جائے گا''...... تنویر نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ اس نکتے پر تو میں نے سوچا ہی نہیں۔ ویری بیڈ''...... صالحہ نے کہا۔

''اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے پاس اس

غار کو ٹریس کرنے کا ایک طریقہ ہے کہ نقشے میں ایمرجنسی وے کے بیرونی دہانے کا کٹاؤ اس انداز کا ہے کہ اس کٹاؤ کو دیکھتے ہوئے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی شیر منہ پھاڑے بیٹھا ہو''...... صفدر نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''چلو کچھ آسانی تو ہوئی لیکن چیکنگ دائیں طرف کی جائے گی یا بائیں طرف''...... صالحہ نے کہا۔

''نہیں۔ دونوں اطرف جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ نقشے کے مطابق یہ ایمرجنسی وے دائیں ہاتھ پر ہے اس لئے ہم اس طرف ہی جائیں گے''...... صفدر نے کہا تو اس بار بھی صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اب پوزیشن یہ تھی کہ پنسل ٹارچ کی روشنی میں وہ سب دائیں طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ادھر چونکہ دور تک صرف سمندر ہی تھا جس میں اس وقت کوئی جہاز یا لانچ وغیرہ بھی موجود نہ تھی اور اونچی دیوار کی وجہ سے کہیں سے بھی چیکنگ نہ کی جا سکتی تھی۔ اس لئے وہ سب پنسل ٹارچ کی روشنی میں نہ صرف راستے کہ چیک کر رہے تھے بلکہ سائیڈ پر موجود غاروں کے دہانوں کو بھی چیک کر رہے تھے اور پھر کچھ دیر بعد جب اچانک صالحہ نے روشنی غاروں پر ڈالی تو وہ بے اختیار اچھل پڑی کیونکہ سامنے ہی وہ غار تھی جس کا دہانہ منہ پھاڑے شیر جیسا تھا۔

''یہاں ہے''...... صالحہ نے تیز لہجے میں کہا تو صفدر اور ساتھیوں کی گردنیں بھی ادھر کو مڑ گئیں اور سب کے چہرے اس

نشانی کو دیکھ کر کھل اٹھے۔

''ہاں۔ یہ واقعی وہی نشانی ہے۔ آؤ''...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے اس غار کے دہانے میں قدم رکھ دیا۔ پنسل ٹارچ کی تیز روشنی میں وہ آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ غار کا اندرونی حصہ خاصا صاف تھا۔ کوئی گندگی یا کسی جانور کے ڈھانچے وغیرہ نظر نہ آ رہے تھے لیکن پھر غار آگے جا کر مڑ گئی اور پھر جیسے ہی وہ تھوڑا سا آگے بڑھے تو یکلخت سامنے ایک بڑی سی چٹان آ گئی اور یہ چٹان قدرتی تھی صفدر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔ باقی ساتھیوں کا بھی یہی حال تھا۔

''یہ کیا ہوا۔ یہ دیوار تو نہیں ہے بلکہ قدرتی چٹان ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم غلط غار میں داخل ہو گئے ہیں لیکن نقشے پر جو نشانی تھی وہ تو یہی تھی یہ سب آخر کیا گورکھ دھندہ ہے''...... صفدر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ اسے بنایا ہی اس انداز میں گیا ہو کہ ادھر سے دیوار کی بجائے قدرتی چٹان دکھائی دے تاکہ لوگ ڈاج کھا جائیں''۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے تو اس پر پاور سگنلز ریموٹ کنٹرول کو استعمال کر کے دیکھتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''لیکن ہمیں تیار رہنا چاہئے۔ اگر واقعی یہ دیوار ہے اور ہٹ جاتی ہے تو ہمارا کسی سے بھی ٹکراؤ ہو سکتا ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''میں نے اور انداز میں سوچا ہے کہ اتنی بڑی لیبارٹری میں ہو سکتا ہے کہ اندر سیکورٹی گارڈ بھی ہوں اور ہمیں اچانک گھیر کر ختم بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے میں انتہائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس لے آیا ہوں۔ یہ دیوار اگر ہٹتی ہے تو میں گیس اندر فائر کر دوں گا اور ہم خود سانس روک لیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''یہ زیادہ اچھا پلان ہے۔ اس طرح کوئی مزاحمت سامنے نہ آئے گی''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر نے کاندھے سے لٹکے ہوئے بیگ کو کھول کر اس میں سے ریموٹ کنٹرولر کے ساتھ ایک گیس پسٹل بھی باہر نکال لیا۔ پھر اس نے ریموٹ کنٹرولر کا رخ اس چٹان کی طرف کر کے اس کا ایک بٹن پریس کیا تو ریموٹ کنٹرولر کے ایک حصے پر سبز رنگ کا چھوٹا سا بلب جلنے بجھنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی ایک خانے میں روشنی نمودار ہوئی اور وہاں دو سو کا ہندسہ نظر آنے لگا۔ صفدر اسے دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ اس کا مطلب تھا کہ ریموٹ کنٹرولر دو سو پاور سگنلز جاری کر رہا ہے اور وہ یقیناً سو پاور سگنلز جاری کرنے والے اس آلے کو حرکت میں لے آئے گا جس سے یہ دیوار ہٹتی اور بند ہوتی ہے۔ صفدر نے دوسری بار بٹن کو پریس کیا تو گڑگڑاہٹ کی تیز آواز سے سب بے اختیار اچھل پڑے کیونکہ گڑگڑاہٹ کی آواز تیز ہوتی جا رہی تھی لیکن دیوار یا چٹان اپنی جگہ پر موجود تھی۔ اس میں کوئی حرکت نہ ہو رہی تھی۔

"یہ کیا ہوا۔ گڑگڑاہٹ تو ہو رہی ہے لیکن"...... صفدر نے کہا لیکن اس کا فقرہ ابھی مکمل بھی نہ ہوا تھا کہ یکلخت بھاری چٹان تیزی سے دائیں ہاتھ پر پھسلتی چلی گئی اور پھر کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی وہ وہاں فٹ ہوگئی۔ دوسری طرف باقاعدہ برآمدہ تھا جس کے بعد سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا البتہ وہاں بجلی کی روشنی موجود تھی۔ صفدر نے گیس پسٹل کا رخ اندر کی طرف کر کے اپنے ساتھیوں کو سانس روکنے کا اشارہ کیا اور دو تین بار ٹریگر دبا دیا۔ پسٹل میں سے نیلے رنگ کے کیپسول نکل کر فرش سے ٹکرائے اور اس کے ساتھ ہی سفید رنگ کا دھواں سا نکلا اور پھر اوپر جا کر غائب ہو گیا۔ صفدر اور اس کے ساتھی سانس روکے کھڑے تھے۔

"اب سانس لے لو"...... صفدر نے پہلے خود سانس لے کر چیکنگ کی تھی لیکن گیس کے اثرات ختم ہو گئے تھے اور پھر اس کے کہنے پر سب ساتھیوں نے سانس لینا شروع کر دیئے۔

"آؤ۔ اب ہم لیبارٹری کے اندر جائیں گے اور یہ ہماری بہت بڑی کامیابی ہے"...... صفدر نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ چٹان کے ہٹنے سے جو راستہ بنا تھا وہ سب اس راستے کو کراس کر کے دوسری طرف برآمدے میں پہنچے ہی تھے کہ اچانک سٹک سٹک کی آواز چھت سے سنائی دیں تو ان سب کی نظریں بے اختیار اوپر کی طرف اٹھ گئیں لیکن اس سے پہلے کہ وہ اس سچویشن کو

سمجھتے، ان کے ذہنوں پر جیسے کسی نے اچانک سیاہ پردہ ڈال دیا ہو۔ البتہ صفدر کے ذہن میں تاریکی ہونے سے پہلے یہ احساس ابھرا تھا کہ آخر کار وہ ہٹ کر دیئے گئے ہیں۔ پھر جس طرح ان کے ذہن تاریک ہوگئے تھے۔ ویسے ہی اچانک ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی یکلخت غائب ہوگئی اور صفدر کا شعور جاگ اٹھا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔ البتہ اس کا ذہن پوری طرح جاگ اٹھا تھا۔ اس کے ساتھ ہی بے ہوش ہونے سے پہلے کہ تمام مناظر اس کے ذہن پر کسی فلم کے مناظر کی طرح گھوم گئے تھے۔ اسے یاد تھا کہ قدرتی چٹان کے ہٹنے کے بعد وہ اندر داخل ہوئے اور سیڑھیوں کی طرف بڑھ رہے تھے کہ چھت سے سٹک سٹک کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ذہن پر تاریکی چھا گئی تھی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا تو اس کے سب ساتھی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور وہ سب ہوش میں آنے کے پراسیس سے گزر رہے تھے۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں انہیں کرسیوں پر بٹھا کر رسی کی مدد سے باندھا گیا تھا۔ کمرہ خالی تھا البتہ وہاں ایسا سامان موجود تھا جس سے پتہ چلتا تھا کہ یہ کسی لیبارٹری کا سٹور روم ہے۔

"یہ کیا ہوا ہے"...... اچانک کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی اور پھر یہی فقرہ باقی ساتھیوں کے منہ سے بھی نکلا تو صفدر نے مختصر طور پر انہیں بتایا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا ہے۔

''لیکن تم نے تو بے ہوشی کی گیس اندر فائر کی تھی۔ اس کا کیا ہوا۔ الٹا ہم بے ہوش ہو گئے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''لگتا تو ایسا ہی ہے۔ اب دیکھو کیا ہوتا ہے۔ بہر حال ہمیں رسیوں سے باندھا گیا ہے جن کی گانٹھیں ٹریس کرنے اور کھولنے کی ہم نے باقاعدہ ٹریننگ لے رکھی ہے اس لئے جلد از جلد اسے کھول لیں تاکہ آئندہ پیش آنے والے حالات کو کنٹرول میں لایا جا سکے''...... صفدر نے کہا اور خود بھی اس نے اپنی انگلیوں کی مدد سے گانٹھ تلاش کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ ابھی صفدر اس کوشش میں مصروف تھا کہ اچانک کمرے کا بند دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک بوڑھا آدمی اندر داخل ہوا۔ وہ سر سے گنجا تھا جبکہ سر کی سائیڈوں میں بال جھالروں کی طرح لٹک رہے تھے۔ آنکھوں پر نظر کی عینک تھی اور اس نے ڈارک رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا جبکہ اس کے پیچھے ایک درمیانے قد لیکن ورزشی جسم کا مالک آدمی تھا جس نے اپنی بیلٹ کی سائیڈ میں مشین پسٹل لٹکایا ہوا تھا۔

''انہیں ہوش آ گیا۔ وری گڈ''...... بوڑھے نے کہا اور پھر سامنے پڑی کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ سائیڈ کرسی پر گارڈ کو بٹھا لیا۔

''میرا نام ڈاکٹر سوبرز ہے اور میں اس لیبارٹری کا انچارج ہوں اور یہ سیکورٹی چیف آفیسر ہے ڈیوڈ۔ تم نے کمال کر دیا ہے کہ ایمرجنسی وے کو باہر سے کھول لیا۔ حالانکہ یہ کسی صورت بھی ممکن نہ ہو سکتا تھا۔ ڈیوڈ نے کافی ضد کی کہ تمہیں اسی بے ہوشی کے عالم

میں ہی ہلاک کر دیا جائے لیکن میں نے تمہیں اس لئے زندہ رکھا ہے کہ تم مجھے وہ طریقہ بتا دو جس سے تم نے باہر سے ایمرجنسی وے کی بلاکنگ ختم کر دی۔ اگر چھت پر بے ہوش کر دینے والی ریز کا سیٹ اپ نہ ہوتا تو تم لوگ ہمارے سروں پر پہنچ جاتے۔ اب اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو مجھے اصلیت بتا دو۔ میرا وعدہ ہے کہ تمہیں زندہ سلامت یہاں سے باہر نکلوا دوں گا ورنہ تمہیں ڈیوڈ کے حوالے کر کے میں چلا جاؤں گا''...... اس بوڑھے نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''میں اب بھی یہی کہہ رہا ہوں جناب کہ انہیں فوراً ہلاک کر دیا جائے۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ باہر سے بھی دروازہ اس انداز میں کھولا جا سکتا ہے''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''تم احمق تو نہیں ہو گئے۔ تم نے خود ہی انہیں باندھا ہے اور یہ تمہاری ہی دعویٰ ہے کہ اب یہ معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکیں گے تو ان سے خوفزدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر یہ بتا دیں گے تو ہمیں مستقبل میں فائدہ ہو گا۔ ہم اپنی کمزوریوں کو دور کر سکیں گے اور اگر نہ بتائیں گے تو پھر انہوں نے مرنا تو بہر حال ہے''...... ڈاکٹر سوبرز نے کہا جبکہ اس دوران صفدر نے نہ صرف گانٹھ کو ٹریس کر کے کھول لیا تھا بلکہ دوسری گانٹھ بھی وہ ٹریس کر چکا تھا اور اب اسے کھولنا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔

"سر۔ آپ ان سے پوچھ گچھ کریں۔ میں اپنے آدمیوں کو یہاں لے آؤں تاکہ اگر یہ کوئی شرارت کریں تو ان کا خاتمہ کیا جا سکے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا کر لو لیکن سنو۔ میں نے جو وعدہ کیا ہے وہ میں بہرحال پورا کروں گا"...... ڈاکٹر سوبرز نے کہا تو ڈیوڈ اٹھ کر مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے سے باہر چلا گیا۔

"ہاں اب بتاؤ۔ دیکھو میں نے تمہاری جان بچا لی ہے"۔ ڈاکٹر سوبر نے کہا۔

"ابھی بتاتا ہوں"...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھا اور اس سے پہلے کہ ڈاکٹر سوبرز کچھ سمجھتا، صفدر اس کے قریب پہنچ چکا تھا اور پھر اس کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور ڈاکٹر سوبرز چیختا ہوا کرسی سمیت نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ صفدر نے ڈاکٹر سوبرز کی گردن پر ضرب لگائی تھی تاکہ وہ صرف بے ہوش ہو جائے اور ہلاک نہ ہو۔ صفدر ضرب لگا کر آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر دروازے کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ڈیوڈ کے ساتھ دو اور آدمی جنہوں نے گارڈز کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی اور ان کے ہاتھوں میں مشین پسٹلز بھی موجود تھے اندر داخل ہوئے لیکن اندر داخل ہوتے ہی ڈیوڈ بے اختیار چیخ پڑا اور تیزی سے اس طرف کو دوڑا جہاں ڈاکٹر سوبرز کرسی کے قریب ساکت پڑا ہوا تھا۔ اس کے

بھاگتے ہی اس کے پیچھے آنے والے اس کے ساتھی بھی تیزی سے اندر داخل ہو کر آگے بڑھنے ہی لگے تھے کہ دیوار سے پشت لگائے کھڑے صفدر نے یکلخت کسی بھوکے چیتے کی طرح ایک آدمی پر حملہ کیا اور نہ صرف اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پسٹل چھین لیا بلکہ اسے دھکا دے کر دوسرے مسلح آدمی سے ٹکرا دیا۔ اس کے ساتھ ہی گولیوں کی تڑتڑاہٹ کی آوازوں اور انسانی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ صفدر نے ان کے سنبھلنے سے پہلے ہی ان پر فائر کھول دیا تھا۔ ڈیوڈ کو اس وقت گولی لگی جب وہ ڈاکٹر سوبرز پر جھک رہا تھا اور وہ چیختا ہوا پہلو کے بل فرش پر گرا تھا جبکہ اس کے ساتھ آنے والے دونوں آدمی گولیاں کھا کر چیختے ہوئے فرش پر گرے۔ ایک آدمی کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔ اسی لمحے تنویر بھی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھا جدھر ایک آدمی کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر جا گرا تھا۔ تنویر نے مشین پسٹل اٹھایا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ابھی مت جانا باہر۔ یہاں بہت سے لوگ ہوں گے"۔ صفدر نے چیخ کر کہا تو تنویر ہونٹ بھینچے دروازے کے قریب ہی رک گیا۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل نے بھی گانٹھیں کھول لیں اور اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر اس نے مڑ کر صالحہ کے گرد بندھی ہوئی رسی کی گانٹھ کھول دی۔

"شکریہ"...... صالحہ نے کہا تو کیپٹن شکیل مسکرا دیا۔ اس دوران

صفدر نے بے ہوش ڈاکٹر سوبرز کو اٹھا کر ایک کرسی پر ڈالا اور اسے رسی کی مدد سے اس طرح باندھ دیا کہ وہ حرکت بھی نہ کر سکے۔

''یہ لو مشین پسٹل''...... صفدر نے دونوں مشین پسٹلز میں سے ایک کیپٹن شکیل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور دوسرا اس کے ہاتھ میں تھا جبکہ تیسرا مشین پسٹل تنویر کے پاس تھا۔ یہ تینوں مشین پسٹلز ڈیوڈ اور اس کے آدمیوں کے تھے جو اب ہلاک ہو چکے تھے۔

''میں خالی ہاتھ کیسے جاؤں گی''...... صالحہ نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

''تم یہیں رکو۔ ہم آ رہے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ آپ رکیں۔ میں ساتھیوں کے ساتھ جاؤں گی''۔ صالحہ نے باقاعدہ ضد کرتے ہوئے کہا تو صفدر نے مشین پسٹل اس کی طرف بڑھا دیا۔

''جاؤ لیکن اپنا خیال رکھنا''...... صفدر نے بے اختیار کہا تو صالحہ کے چہرے کا رنگ گلنار ہو گیا کیونکہ عمران نے ان دونوں کو مذاق کر کر کے اس حد تک پہنچا دیا تھا کہ اب وہ دونوں ایک دوسرے سے نظریں چرانے لگے تھے۔

''شکریہ''...... صالحہ نے کہا اور تیزی سے دوڑتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔ صفدر مڑا اور ڈاکٹر سوبرز کے پاس جا کر اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے ڈاکٹر سوبرز کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد ڈاکٹر سوبرز کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے

تو صفدر نے ہاتھ ہٹا لئے اور فرش پر گری ہوئی کرسی اٹھا کر سیدھی کی اور پھر خود اس پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد ڈاکٹر سوبرز نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن رسی سے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ مجھے کس نے باندھا ہے۔ یہ یہ''۔ ڈاکٹر سوبرز نے حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے رک رک کر کہا اور پھر اس کی نظریں سامنے بیٹھے ہوئے صفدر پر جم گئیں۔

''تم۔ تم تو رسی سے بندھے ہوئے تھے۔ تم کیسے رہا ہو گئے اور یہ ڈیوڈ اور اس کے ساتھیوں کو کیا ہوا ہے۔ یہ کیسے ہلاک ہو گئے''۔ ڈاکٹر سوبرز نے کہا۔

''یہ ہم سے لڑتے ہوئے مارے گئے ہیں لیکن ہم نے تمہیں ہلاک نہیں کیا کیونکہ ایک تو تم سائنسدان ہو اور دوسرا ہم اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کو اس وقت تک ہلاک نہیں کرتے جب تک کہ وہ خود اس کا بندوبست نہ کر دے''...... صفدر نے کہا۔

''خود ہلاک ہونے کا بندوبست۔ کیا مطلب''...... ڈاکٹر سوبرز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے اور پاکیشیا کا ایس ایس میزائل کا فارمولا یہودی ایجنٹ اڑا لائے تھے جس پر یہاں کام کیا جا رہا ہے اور تمہارے آدمیوں نے ہماری پوری لیبارٹری مع سائنسدانوں کے

تباہ کر دی تھی لیکن ہم ایسا نہیں کریں گے بشرطیکہ تم ہمارے ساتھ تعاون کرو اور وہ تعاون یہ ہے کہ ہمارا فارمولا ہمیں واپس کر دو اور وعدہ کرو کہ آئندہ تم ایسا نہیں کرو گے''...... صفدر نے کہا۔

''پاکیشیا کا کوئی فارمولا ہمارے پاس نہیں ہے''...... ڈاکٹر سوبرز نے کہا۔

''اوکے۔ پھر تمہارے زندہ رہنے کا کیا فائدہ۔ تم بھی جاؤ وہاں، جہاں سے کوئی واپس نہیں آتا۔ فارمولا ہم خود تلاش کر لیں گے''۔ صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تمہارے ساتھی کہاں ہیں''...... ڈاکٹر سوبرز نے کہا۔

''وہ فارمولا تلاش کرنے گئے ہیں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً بیس منٹ بعد صفدر کے کانوں میں ایسی آوازیں پڑیں جیسے کوئی آدمی دوڑتا ہوا ادھر ہی آ رہا ہو۔ صفدر تیزی سے دروازے کی طرف گیا ہی تھا کہ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور پھر صفدر نے بڑی مشکل سے آنے والے پر حملہ کرنے سے اپنے آپ کو روکا کیونکہ آنے والا کیپٹن شکیل تھا۔

''تم''...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل مڑا۔

''میں تمہیں لینے آیا ہوں۔ ہم نے فارمولا بھی تلاش کر لیا ہے اور یہاں موجود تمام سائنسدانوں اور سیکورٹی گارڈز کا خاتمہ کر دیا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو''...... ڈاکٹر سوبرز نے چیختے ہوئے کہا اور

پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا، کیپٹن شکیل نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا اور ڈاکٹر سوبرز کے حلق سے ادھوری سی چیخ نکلی اور پھر وہیں ڈھلک گیا۔

''میں نے اسے اس لئے زندہ رکھا ہوا تھا کہ فارمولے کا علم اسے ہی ہو سکتا تھا''...... صفدر نے کہا۔

''ایس ایس میزائل کا فارمولا آفس کے سیف میں تھا وہاں سے مل گیا اور ساتھ ہی ضروری نوٹس بھی ہیں۔ ہمارا سامان بھی ایک کمرے میں پڑا تھا۔ وہ بھی ہم نے لے لیا ہے۔ آؤ''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر تیزی سے واپس مڑ گیا۔ صفدر بھی اس کے ساتھ تھا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اب لیبارٹری کو تباہ کر دینا کوئی مشکل نہ تھا اور فارمولا بھی واپس لے لیا گیا تھا اس طرح صفدر اور اس کے ساتھیوں نے مشن مکمل کر لیا تھا۔

"لارڈ صاحب کب تشریف لا رہے ہیں"...... رابرٹ نے ساتھ والی کرسی پر بیٹھے ہوئے بورڈ ممبر گرانٹ سے کہا۔

"پوچھ لیتا ہوں۔ وہ تو ہمیشہ وقت پر پہنچتے ہیں"...... گرانٹ نے کہا اور پھر جیب سے سیل فون نکال کر اسے آن کیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو"...... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"لارڈ صاحب۔ میں گرانٹ بول رہا ہوں آپ کا خادم۔ آپ میٹنگ ہال میں تشریف نہیں لائے۔ ہم آپ کے منتظر ہیں"۔ گرانٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں پہنچ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے بھاری آواز میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گرانٹ نے سیل فون آف کر کے اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔

"اس میٹنگ کا ایجنڈا کیا ہو گا"...... رابرٹ نے ایک بار پھر

بات کرتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ اور اب تک ہم نے جو کوششیں کی ہیں اور اس کے جواب میں ہمیں کون کون سے نقصانات اٹھانے پڑے ہیں۔ یہ تمام باتیں وضاحت سے ہوں گی اور پھر آئندہ کا کوئی ٹھوس لائحہ عمل بنایا جائے گا"...... دوسرے ممبر رچرڈ نے کہا اور رابرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد لارڈ صاحب کی آمد کی اطلاع اس میٹنگ پورشن کے انچارج سٹاگر نے آ کر دی اور پھر واپس چلا گیا۔

"آؤ لارڈ صاحب کا استقبال کریں"...... گرانٹ نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا تو رابرٹ بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ تینوں اس ہال سے نکل کر برآمدے کو کراس کرتے ہوئے سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ کی طرف بڑھ گئے۔ اسی لمحے سفید رنگ کی لمبی سی کار پارکنگ میں آ کر رکی تو سٹاگر نے آگے بڑھ کر کار کا سائیڈ دروازہ کھولا تو لارڈ ہاٹ مین بڑے شاہانہ انداز میں باہر آئے تو سٹاگر کے ساتھ کھڑے رابرٹ، گرانٹ اور رچرڈ نے بھی سر جھکا کر انہیں خوش آمدید کہا۔

"آؤ۔ میرا خیال ہے کہ اب لارڈز کا آپریشن کیا جانا ضروری ہو گیا ہے۔ تھرڈ کلاس کے لوگ ہمارے آدمیوں کو اس طرح مار رہے ہیں جیسے ہمارے آدمی مچھر اور مکھی جیسی حیثیت رکھتے ہوں"۔ لارڈ صاحب نے میٹنگ ہال کی طرف آگے چلتے ہوئے پھنکارتے

ہوئے لہجے میں کہا۔

''لارڈز صاحب۔ ہم نے بھی ان کے اہم افراد کا خاتمہ کر دیا ہے اور مزید کام ہو رہا ہے''...... رابرٹ نے بڑے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

''وہ عمران نامی آدمی فنش ہوا ہے یا نہیں''...... لارڈ نے میٹنگ ہال میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ وہ ختم ہو چکا ہے لیکن وہاں کی حکومت اسے اوپن نہیں کر رہی۔ ہم نے اس پر پہلا قاتلانہ حملہ کیا۔ اس میزائل فائر کیا لیکن پھر پتہ چلا کہ ابھی وہ زندہ ہے۔ گو اس کی حالت زندوں جیسی نہ تھی لیکن اصل مسئلہ اس کی موت تھا۔ چنانچہ ہم نے ہسپتال کے اس وارڈ کو ہی میزائلوں سے اڑا دیا اور سب کچھ تباہ و برباد کر دیا گیا اور عمران کا یقینی طور پر خاتمہ کر دیا گیا''...... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جبکہ مجھے اس کے الٹ رپورٹ ملی ہے''...... لارڈ نے اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو رابرٹ، گرانڈ اور رچرڈ تینوں کے چہرے یکلخت زرد پڑ گئے۔ وہ اب کرسیوں پر بیٹھنے کی بجائے مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑے تھے۔

''بیٹھو''...... لارڈ نے کہا تو وہ تینوں اس طرح کرسیوں پر بیٹھ گئے جیسے لارڈ نے انہیں کانٹوں کی سیج پر بیٹھنے کا حکم دیا ہو۔ اسی لمحے سٹاگر کمرے میں داخل ہوا۔ وہ ایک ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر آیا

تھا۔ ٹرالی پر شراب کی ایک بڑی بوتل اور ساتھ ہی ایک بڑا جام موجود تھا۔ اس نے ٹرالی لاکر لارڈ کے سامنے موجود میز کے ساتھ لگائی اور پھر بوتل اور جام اٹھا کر اس نے لارڈ کے سامنے رکھ دیئے اور سر جھکائے ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس کمرے سے باہر چلا گیا۔ لارڈ نے بوتل اٹھا کر اسے کھولا اور پھر جام آدھے سے زیادہ بھر کر اس نے بوتل بند کر کے رکھ دی۔ اسی لمحے سٹاگر واپس آیا تو اس کے ہاتھوں میں ایک ٹرے تھی جس میں تین جام رکھے ہوئے تھے جن میں شراب بھری ہوئی تھی۔ اس نے ایک ایک جام تینوں کے سامنے رکھا اور واپس مڑ کر ایک بار پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔

''اجازت لارڈ صاحب''...... رابرٹ نے فدویانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ہم تمہیں خصوصی اجازت دیتے ہیں کہ تم میرے سامنے شراب پی سکتے ہو''...... لارڈ نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا۔

''ہم لارڈ صاحب کے مشکور ہیں''...... تینوں نے بیک زبان ہو کر کہا اور پھر اپنے اپنے جام اٹھا لئے۔

''رابرٹ۔ تم بتاؤ کہ ہمیں جو رپورٹ ملی ہے وہ درست ہو سکتی ہے یا جو تم کہہ رہے ہو وہ درست ہو سکتا ہے''...... لارڈ نے رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا ساتھ ہی وہ شراب کے گھونٹ بھی لے رہا تھا۔

''آپ کو کیا رپورٹ ملی ہے''...... رابرٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یہی کہ لارڈز پاکیشیا میں مکمل طور پر ناکام رہی ہے بلکہ وہاں

لارڈز کے اہم افراد بھی مارے جا چکے ہیں اور پاکیشیا میں کیا، یہاں لوسانو اور کاسان میں بھی ہمارے اہم ایجنٹوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوا۔ یہی کہ تم سب اب بے کار ہو چکے ہو۔ اگر تم اسی طرح بے کار ثابت ہوتے رہے تو لارڈز بالکل ختم ہو جائے گی''...... لارڈ نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آپ کو درست رپورٹ نہیں دی گئی۔ آدھی رپورٹ غلط ہے جبکہ آدھی درست ہے''...... رابرٹ نے کہا تو لارڈ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

''تم۔ تمہاری یہ جرأت کہ تم ہمیں غلط کہو''...... لارڈ نے میز پر مکہ مارتے ہوئے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

''لاڈر صاحب ہم فیلڈ میں کام کرتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ کیا ہوا ہے اور کیا نہیں ہوا۔ عمران کے بارے میں جو کچھ ہم نے بتایا ہے وہ سو فیصد درست ہے۔ اس حد تک آپ کو ملنے والی رپورٹ غلط ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ ہمارے دو تین اہم فیلڈ ایجنٹوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے تو اس سلسلے میں کام ہو رہا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ پاکیشیائیوں نے یہ حملے کئے ہوں۔ ان کی آڑ میں ہمارے دشمن بھی یہ کام کر سکتے ہیں''...... رابرٹ نے کہا۔

''تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تم مجھے ملنے والی رپورٹ کو غلط کہو''...... لارڈ نے ایک بار پھر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''آپ ہمیں گولی مار دیں لیکن ہمیں غلط نہ کہا کریں۔ فیلڈ میں

کام ہم کرتے ہیں اس لئے ہماری رپورٹیں غلط نہیں ہو سکتیں۔ آپ کو رپورٹس دینے والے فیلڈ کے لوگ نہیں ہیں۔ وہ اندازوں سے کام لیتے ہیں بعض اوقات غلط رپورٹ بھی کر دیتے ہیں''۔ رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''رچرڈ۔ تم کیا کہتے ہو''...... لارڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے خاموش بیٹھے رچرڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''مسٹر رابرٹ درست کہہ رہے ہیں جناب۔ ہم تو آپ کے وفادار ہیں۔ آپ کو غلط رپورٹ کیوں دیں گے''...... رچرڈ نے جواب دیا تو لارڈ بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ اس کے اس طرح ہنسنے پر سب چونک پڑے۔ ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''گڈ۔ میں تم دونوں کو آزما رہا تھا اور تم دونوں اس آزمائش میں پورے اترے ہو۔ جس طرح تم اپنے موقف پر اڑ گئے ہو اور تم نے اپنی موت کے خوف کے باوجود اپنی بات کو غلط نہیں کہا اس سے تمہاری سچائی ثابت ہو گئی ہے۔ مجھے رپورٹس ضرور ملی ہیں لیکن مجھے ان سے زیادہ تم پر اعتماد ہے''...... لارڈ نے مسکراتے ہوئے کہا تو گرانڈ اور رچرڈ تینوں کے چہرے کھل اٹھے۔

''ہم آپ کے شکر گزار ہیں لارڈ صاحب''...... تینوں نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے معلوم ہے اب بتاؤ کہ آئندہ کے لئے کیا پلاننگز ہیں تمہارے پاس۔ عمران کے خاتمے کے بعد اب ہمیں کیا کرنا ہے

اور یہاں ہمارے اہم آدمیوں کو جن لوگوں نے ہلاک کیا ہے ان سے انتقام کیسے لیا جا سکتا ہے''...... لارڈ نے کہا۔

''ہم نے لیبارٹری کو بچانا ہے اور جو کوئی چاہے وہ پاکیشیائی ہو یا کسی اور ملک کا ہمارے خلاف یا لیبارٹری کے خلاف کام کرے گا ان کا خاتمہ کرنا ہی ہمارا مشن ہے''...... رابرٹ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن اس کا کوئی ٹائم ہونا چاہئے۔ اس کا اب لامحدود وقت نہیں دیا جا سکتا۔ ہمارے سامنے اور بھی بڑے بڑے چیلنج ہیں''...... لارڈ نے کہا۔

''میرے خیال میں وقت دو ماہ کا ہونا چاہئے''...... رابرٹ نے کہا تو لارڈ صاحب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے رابرٹ یکلخت اٹھا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف دوڑا جو بند تھا۔ اس کے اس طرح اٹھ کر دوڑنے پر لارڈ، گرانڈ اور رچرڈ تینوں بے اختیار اچھل پڑے۔

''کیا ہوا۔ کیا ہوا''...... لارڈ نے چیخ کر کہا لیکن رابرٹ دروازہ کھول کر تیزی سے باہر نکل گیا۔ پھر چند منٹ کی خاموشی کے بعد گولیاں چلنے اور انسانی چیخوں کی آوازیں سن کر رچرڈ ہاتھ میں مشین پسٹل پکڑے بجلی کی سی تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف دوڑ پڑا اور لاڈر اس طرح کھڑا ہو گیا تھا جیسے اس کے جسم سے کسی نے جان نکال لی ہو۔ فائرنگ اور انسانی چیخوں نے اس کی تمام تر توانائی جیسے سلب کر لی تھی۔ ایک بار پھر فائرنگ کی آوازیں سنائی

دیں اور ساتھ ہی انسانی چیخیں سنائی دیں اور اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی اور لارڈ اس طرح کرسی پر گرا جیسے خالی ہوتا ہوا بورا نیچے ڈھلک کر گرتا ہے۔ اسے محسوس ہو گیا تھا کہ دشمن یہاں تک پہنچ گئے ہیں اور یقیناً چیخیں رابرٹ اور رچرڈ کی ہوں گی۔ اس نے بے بسی کی شدت میں بے اختیار آنکھیں بند کر لیں جبکہ گرانڈ بھی خوف سے آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد بھاگتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی تو لارڈ نے نجانے کس خیال کے تحت اپنی جیب میں موجود مشین پسٹل نکال لیا اور پھر جیسے ہی دروازہ ایک دھماکے سے کھلا، لارڈ نے لاشعوری طور پر ٹریگر دبا دیا اور دوسرے ہی لمحے دروازے سے اندر آتا ہوا آدمی چیختا ہوا پشت کے بل دروازے کے درمیان گرا اور ذبح ہوتی ہوئی بکری کی طرح تڑپنے لگا اور پھر ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔

صفدر نے اپنے ساتھیوں سمیت پوری لیبارٹری کا راؤنڈ لگایا تاکہ لیبارٹری میں وہ جگہ تلاش کی جا سکے جہاں وہ انتہائی طاقتور بم رکھ سکے لیکن اسے ایسی کوئی جگہ سمجھ نہ آ رہی تھی۔

''کہیں رکھ دو۔ اب اسے اٹھائے پھرو گے۔ یہاں فوری طور پر تو کسی نے نہیں آنا اور ہم ایمرجنسی وے سے باہر نکل جائیں گے''۔ تنویر نے کہا۔

''اس پر ٹائم ڈی چارجنگ ڈیوائس بھی موجود ہے۔ اس پر آدھے گھنٹے کا وقت فکس کر دو۔ یہ خود بخود پھٹ جائے گا''۔ صالحہ نے کہا۔

''ہاں۔ یہ زیادہ بہتر ہے۔ اسی طرح ہمیں ڈی چارج کرنے کا رسک نہ لینا پڑے گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اوکے۔ اگر تم کہتے ہو تو یوں ہی سہی''...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے بم پر موجودہ ٹائم فکسنگ ڈیوائس کو آپریٹ کرنا شروع

کر دیا۔

''کتنا وقت فکس کروں۔ میرے خیال میں آدھا گھنٹہ کافی ہے۔ آدھے گھنٹے میں ہم یہاں سے کافی دور پہنچ چکے ہوں گے''۔ صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آدھا گھنٹہ بہت ہے''...... سب نے ہی صفدر کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا تو صفدر نے ٹائم فکس کر دیا اور پھر چارجڈ بم کو اس نے ایک کمرے کے کونے میں رکھ کر اس پر ایک کپڑا ڈال دیا۔

''آؤ اب یہاں سے نکل چلیں''...... صفدر نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ فارمولے کی فائل صفدر کی جیب میں تھی۔ وہ سب اس طرف کو بڑھ گئے جہاں سے ایمرجنسی وے شروع ہوتا تھا۔ تنویر نے چونکہ یہاں آپریشن کیا تھا اس لئے صفدر نے اسے رہنمائی کے لئے کہا تو تنویر ان سب کو ساتھ لے کر مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے سیڑھیوں تک پہنچ گیا جس کے بعد ایمرجنسی وے شروع ہو جاتا ہے جہاں ان پر بے ہوش کر دینے والی ریز فائر ہوئی تھیں لیکن یہاں اب اس کا خطرہ اس لئے نہ تھا کہ تنویر نے نہ صرف لیبارٹری میں موجود افراد کا خاتمہ کر دیا تھا بلکہ اس نے دل کھول کر لیبارٹری میں موجود تمام مشینری پر بھی فائرنگ کر کے تباہ کر دی تھی۔ اب صرف عمارت رہ گئی تھی جسے فکسڈ بم کے ذریعے اڑانا مقصود تھا لیکن جیسے ہی وہ سب اس طرف آئے

جہاں موجود بلاکنگ کو عمران کے کہنے پر دو سو پاور سگنلز کے ریموٹ کنٹرول کی مدد سے باہر سے کھولا گیا تھا۔ وہ جیسے ہی آگے بڑھے اچانک راستہ بلاک ہو گیا اور یہ وہی رکاوٹ تھی۔

”یہ کیا ہوا۔ اس کو کھولنے والا ریموٹ کنٹرول کہاں سے ملے گا“...... صفدر نے کہا۔ اس کے لہجے میں یکلخت پریشانی عود آئی تھی۔

”یہ کس نے بند کیا ہے۔ وہ ریموٹ کنٹرولر کہاں ہے جس سے ہم نے اسے باہر سے کھولا تھا“...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر نے اپنے کاندھے سے لٹکے ہوئے بیگ کو کھولا اور اس میں سے دو سو پاور سگنلز کا ریموٹ کنٹرولر موجود تھا۔ اس نے اسے باہر نکالا اور پہلے کی طرح اس کا رخ رکاوٹ پیدا کرنے والے بلاک کی طرف کر کے اسے آن کر دیا لیکن جب کوئی ردعمل نہ ہوا تو ان سب کے چہروں پر پریشانی کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

”اوہ۔ اوہ۔ وری بیڈ۔ ہمارے پاس تو وقت بے حد کم ہے۔ اب کیا ہو گا“...... صفدر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر سوبرز کے آفس میں ہو گا اسے اندر سے کھولنے والا ریموٹ کنٹرولر ۔ لیکن اسے تلاش کرنے کا وقت نہیں ہے“۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”پیچھے ہٹو۔ میں اسے کھولتا ہوں“...... تنویر نے کہا۔

”کیا کرنے لگے ہو۔ مجھے بتاؤ“...... صفدر نے کہا۔

”میرے پاس ہلکی طاقت کا بم ہے۔ میں اس بم سے اس رکاوٹ کو دور کر دوں گا۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس جان بچانے کا اور کوئی طریقہ نہیں ہے ورنہ ٹائم بم کے پھٹنے کے بعد اس لیبارٹری کے ساتھ ساتھ ہمارے بھی پرزے اڑ جائیں گے“...... تنویر نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس طرح دھماکوں کی آواز جزیرے پر پہنچ جائے گی اور پھر ہمیں گھیر لیا جائے گا“...... صفدر نے کہا۔

”زندہ تو رہ جائیں گے“...... تنویر نے کہا اور پھر کافی پیچھے ہٹنے کے بعد اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے بم کی پن کھینچ کر اسے چٹانی رکاوٹ پر مار دیا۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور ہر طرف گرد اور دھواں پھیل گیا لیکن جب دھواں غائب ہوا تو یہ دیکھ کر سب کے چہرے لٹک گئے کہ اس چٹان رکاوٹ پر صرف ہلکا سا گڑھا پڑا تھا اور کچھ نہ ہوا۔

”یہ تو بہت برا ہوا۔ ہم نے خواہ مخواہ ٹائم ڈیوائس استعمال کی۔ ہم اسے چارجڈ کر دیتے اور پھر جہاں سے مرضی اسے ڈی چارج کر دیتے لیکن اب تو ہم پھنس گئے ہیں۔ کیا اس کا ٹائم آگے نہیں بڑھایا جا سکتا“...... صالحہ نے کہا۔

”نہیں۔ اور اب تو شاید دس پندرہ منٹ باقی رہ گئے ہوں گے“...... صفدر نے کہا۔

”عمران صاحب ہوتے تو اول تو یہ مسئلہ ہی سامنے نہ آتا۔ وہ

شطرنج کی چال کی طرح سوچ سمجھ کر آگے بڑھتے ہیں‘‘...... صالحہ نے کہا۔

’’عمران صاحب تو عمران صاحب ہی ہیں۔ ان سے کون مقابلہ کر سکتا ہے لیکن اس کا حل کیسے نکالا جائے‘‘...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں شدید پریشانی نمایاں تھی۔

’’ہاں۔ ایک حل ہے اور بس یہی حل ہے‘‘...... اچانک خاموش کھڑے کیپٹن شکیل نے کہا تو سب چونک کر اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

’’کیا حل ہے۔ جلدی بتاؤ‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’اس دو سو پاور سگنلز والے ریموٹ کنٹرولر کو سو پاور سگنلز میں تبدیل کر دو۔ پھر یہ یہاں کام کرے گا‘‘...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

’’کیسے ہو گا یہ۔ اس میں موجود بیٹری کا مسئلہ ہے۔ اسے عمران کے کہنے پر یونیورسل چارجر سے چارج کر کے دو سو پاور میں تبدیل کیا گیا ہے‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’اب بھی اس یونیورسل چارجر کو ہی استعمال کرو۔ نکالو اسے بیگ سے‘‘...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر نے اپنے بیگ میں موجود یونیورسل چارجر نکال کر کیپٹن شکیل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

’’وہ ریموٹ کنٹرولر مجھے دو‘‘...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر نے ریموٹ کنٹرولر بھی کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا دیا۔ کیپٹن شکیل

نے ایک نظر یونیورسل چارجر کو دیکھا اور پھر اس نے ریموٹ کنٹرولر کو یونیورسل چارجر میں ایڈجسٹ کر کے یونیورسل چارجر کو دیوار میں موجود سوئچ پینل میں ایڈجسٹ کر کے بٹن آن کر دیا اور غور سے ریموٹ کنٹرولر کے اس خانے کو دیکھنے لگا جس میں پاور ڈسپلے ہوتی تھی۔ اس نے بٹن آف کیا اور چارجر کو نکال کر اس نے اسے صفدر کی طرف بڑھا دیا۔

’’کیا ہوا‘‘...... صفدر نے بے چین لہجے میں کہا۔ باقی ساتھیوں کی نظریں بھی کیپٹن شکیل پر جمی ہوئی تھیں۔

’’کام ہو گیا ہے۔ اب میں رکاوٹ کو ہٹا رہا ہوں‘‘...... کیپٹن شکیل نے کہا اور اس بار اس نے ریموٹ کنٹرولر کا رخ چٹانی بلاکنگ کی طرف کر کے ریموٹ کنٹرولر کا بٹن دبا دیا تو گڑگڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی وہ چٹانی بلاکنگ سائیڈ پر جا کر ایڈجسٹ ہو گئی اور راستہ کھل گیا۔

’’اب دوڑتے ہوئے آگے بڑھو۔ بلاسٹنگ ٹائم قریب ہے‘‘۔ صفدر نے کہا اور پھر وہ سب بلاکنگ کو عبور کر کے دوڑتے ہوئے غار کے دہانے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

’’یا اللہ تیرا شکر ہے کہ لانچ موجود ہے‘‘...... صفدر نے باہر موجود اس موٹر لانچ کو دیکھتے ہوئے بے ساختہ لہجے میں کہا جسے وہ چٹان سے ہک کر گئے تھے۔ اگر یہ لانچ نہ ملتی تو بھی ان کی موت یقینی تھی کیونکہ یہاں لانچوں یا بحری جہازوں کا راستہ ہی تھا اور کوئی

انسان سینکڑوں میل تک تیر نہیں سکتا تھا۔ لانچ میں سوار ہوتے ہی کیپٹن شکیل نے اس کو چٹان سے آزاد کیا اور پھر اسے سٹارٹ کر دیا۔ دوسرے ہی لمحے ان کی لانچ تیزی سے جزیرے سے دور ہٹتی چلی گئی۔

”کیپٹن شکیل۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بروقت ترکیب سمجھا دی ورنہ ہمیں تو کوئی بات سمجھ ہی نہ آ رہی تھی“...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار مسکرا دیا۔

”میں نے دراصل عمران صاحب کی طرح سوچا۔ دو اور دو چار ہوتے ہیں اور چار میں سے دو نکال دو تو پھر چار نہیں وہی دو ہی رہتے ہیں اور چارجر اگر کنٹرولڈ ہے تو پھر اسے آدھی پاور تک ہی روکا جا سکتا ہے۔ اس لئے اس نے اسے آپریٹ ہو کر چٹان ہٹا دی“...... کیپٹن شکیل نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ ابھی کچھ ہی دور گئے تھے کہ یکلخت خوفناک گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی سمندر کا پانی بھی اچھلنے لگا اور پھر جزیرے کے آخری عقبی حصہ سے فضا میں شعلوں اور پتھروں کا طوفان سا پھٹ پڑا۔ لیبارٹری پوری طرح تباہ ہو گئی تھی۔

”اگر ہم بروقت نہ نکل سکتے تو ان پتھروں کے ساتھ ہمارے جسم کے ٹکڑے بھی شامل ہوتے“...... صالحہ نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ٹائیگر اور جوانا دونوں اس میٹنگ ہاؤس سے کچھ فاصلے پر واقع یک ریستوران کے ہال میں ایک کونے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ نہوں نے ہاٹ کافی منگوا لی تھی جسے وہ گھونٹ گھونٹ پینے میں صروف تھے لیکن ان کی نظریں اس راستے پر لگی ہوئی تھیں جہاں سے گزر کر اس میٹنگ ہاؤس میں داخل ہوا جا سکتا تھا۔ دو کاریں ب تک اندر جا چکی تھیں اور ٹائیگر نے اندر جو سسٹم نصب کر رکھا تھا نہ صرف اس کا ڈسپلے اس چھوٹے سے آلے میں آ رہا تھا بلکہ آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ میٹنگ ہال میں تین آدمی موجود تھے جن میں رابرٹ، گرانڈ اور رچرڈ تینوں لارڈز سیکنڈ کمان تھے جبکہ فرسٹ کمان لارڈ ہاٹ مین تھا جس کی آمد کا ان تینوں کو انتظار تھا اور ٹائیگر بھی دل میں دعائیں مانگ رہا تھا کہ وہ آ جائے تاکہ ان سب کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اس طرح لارڈز تنظیم یقیناً درہم برہم ہو جائے گی اور پھر کچھ دیر بعد ہی ایک سفید رنگ کی کار کو

اندر کی طرف مڑتے دیکھ کر وہ چونک پڑے۔ پھر وہ کار وہاں موجود پہلی کاروں کے ساتھ رکی اور اس ملازم نے جسے وہ بے ہوش چھوڑ آئے تھے کار کا دروازہ کھولتے دیکھا تو وہ دونوں مسکرا دیئے کیونکہ ان کے اندازے کے مطابق اس ملازم نے جسے سٹاگر کے نام سے پکارا جا رہا تھا۔ کسی کو نہیں بتایا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا تھا کیونکہ اسے بھی معلوم تھا کہ اگر اس نے بتا دیا تو اسے فوری گولی مار دی جائے گی۔ کار سے سوٹ میں ملبوس ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی باہر آیا اور پھر وہ میٹنگ ہال کی طرف چل پڑا۔ رابرٹ، گرانڈ اور رچرڈ بھی اس کے پیچھے انتہائی مؤدبانہ انداز میں چل رہے تھے۔ یہ یقیناً لارڈ تھا لارڈز تنظیم کے بورڈ آف گورنرز کا چیئر مین جس کے تحت یہودی بین الاقوامی تنظیم پوری دنیا میں مسلمانوں کے خلاف کام کر رہی تھی جبکہ لارڈ کے عمارت کی طرف بڑھنے کے بعد کار کا ڈرائیور کار سے باہر آیا۔ اس نے سٹاگر سے ہاتھ ملایا اور پھر وہ بھی برآمدے کی طرف بڑھنے لگا جبکہ سٹاگر تیزی سے چلتا ہوا عمارت کے آخری کونے کی طرف بڑھ گیا تو ٹائیگر نے سائنسی حفاظتی انتظامات کو زیرو کرنے والی ڈیوائس کو آن کیا اور پھر رسیونگ ڈیوائس کو بند کر دیا اور اسے جیب میں رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

''کیا ہوا''...... جوانا نے اسے کھڑے ہوتے دیکھ کر کہا۔

''آؤ چلیں۔ اب ان کا خاتمہ کرنا ہے تاکہ ہمارا مشن مکمل ہو سکے''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹائیگر

نے ویٹر کو بل ادا کیا اور ٹپ دی اور پھر وہ دونوں بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ قریب ہی پارکنگ میں ان کی کار موجود تھی۔

''اب کرنا کیا ہے۔ یہیں سوچ سمجھ لو''...... جوانا نے کہا۔ وہ دونوں اپنی کار کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

''پوزیشن یہ ہے کہ چار افراد میٹنگ ہال میں موجود ہیں۔ رابرٹ، گرانڈ، رچرڈ اور لارڈ۔ یہی ہمارا اصل ٹارگٹ ہیں۔ ایک اس کوٹھی کا ملازم سٹاگر ہے جو ان تینوں کی خدمت کر رہا ہے اور ایک لارڈ کی کار کا ڈرائیور ہے۔ وہ اس عمارت کے کسی کمرے میں ہو گا۔ ہم نے عقبی طرف سے اندر کودنا ہے اور پہلے اس سٹاگر اور ڈرائیور کو کور کرنا ہے۔ پھر ان چاروں کو گولیوں سے اڑانا ہے۔ اس کے بعد واپسی ہو گی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''لیکن یہ سٹاگر تو کسی جگہ جم کر نہیں بیٹھے گا کیونکہ وہ تو ملازم ہے اور جب تک یہ چاروں یہاں سے واپس نہ جائیں گے یہ ٹک کر کہاں بیٹھے گا''...... جوانا نے کہا۔

''کچھ نہ کچھ تو بہرحال کرنا پڑے گا ورنہ اگر یہ چاروں واپس چلے گئے تو ہمارے لئے بہت مشکل ہو جائے گی۔ چاروں کے ہیڈ کوارٹرز علیحدہ علیحدہ ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''او کے۔ چلو پھر''...... جوانا نے کہا تو ٹائیگر نے کار کی سائیڈ سیٹ اٹھا کر اس میں سے بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل اٹھایا اور سیٹ بند کر کے کار لاک کی اور پسٹل جیب میں ڈال لیا۔

"ویری گڈ۔ تم واقعی ماسٹر کی طرح عقل مند ہو"...... جوانا نے اسے گیس پسٹل اٹھاتے دیکھ کر کہا۔

"یہ میں نے احتیاطاً رکھ لیا تھا ورنہ کچھ عرصے سے ایک ایسا آلہ ایجاد ہوا ہے جس کو اگر کسی بھی اوپن یا بند عمارت میں رکھ دیا جائے تو اس سے مستقل نکلنے والی ریز وسیع ایریئے تک بے ہوش کر دینے والی گیس کے اثرات کو زائل کر دیتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس آلے کی موجودگی میں بے ہوش کر دینے والی گیس اپنے اثرات کھو دیتی ہے"...... ٹائیگر نے کہا اور جوانا نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اس جگہ پر پہنچ گئے جہاں کوڑے کرکٹ کے ڈرم عمارت کے دیوار کے ساتھ موجود تھے۔

"آہستہ سے کودنا۔ اندر لوگ موجود ہیں"...... ٹائیگر نے آہستہ سے کہا اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر پہلے ٹائیگر آہستگی سے اندر کودا۔ پھر جوانا نے بھی کوشش تو کی کہ وہ زیادہ سے زیادہ آہستگی سے اندر کودے لیکن بہرحال اس کا وزن کافی تھا اس لئے اس کے کودنے سے خاصا دھماکہ ہوا اور وہ دونوں ایڑیوں کے بل دوڑتے ہوئے سائیڈ راہداری کی طرف بڑھے لیکن ابھی وہ عمارت کی سائیڈ راہداری تک ہی پہنچے تھے کہ دوسری طرف سے کسی نے یکلخت ان پر فائر کھول دیا۔ یہ فائر صرف راہداری میں ہاتھ بڑھا کر کیا گیا تھا۔ فائرنگ کرنے والا سائیڈ پر تھا۔ اس لئے بھی شاید جوانا

اور ٹائیگر دونوں اس فائرنگ سے بال بال بچے تھے۔ جوانا نے فوراً ہی جوابی فائر کیا اور گولیوں سے اس ہاتھ کو چھلنی کر دیا تو ایک انسانی چیخ سنائی دی۔ ٹائیگر اور وہ دونوں دوڑتے ہوئے فرنٹ کی طرف بڑھے۔ دور سے اب دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اور پھر جیسے ہی وہ دونوں راہداری کے اختتام پر پہنچے ٹائیگر نے ہاتھ بڑھا کر گیس پسٹل کا ٹریگر دبا دیا اور گیس پسٹل سے یکے بعد دیگرے دو گہرے نیلے رنگ کے کیپسول سامنے زمین سے ٹکرائے اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر اور جوانا دونوں نے سانس روک لئے لیکن تھے وہ اسی سائیڈ پر ہی۔ پھر ٹائیگر نے سر باہر نکالا تو اس نے دو آدمیوں کو کچھ فاصلے پر دیکھا۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا جبکہ دوسرا سٹاگر خالی ہاتھ تھا اور وہاں ان کے سامنے لارڈ کا ڈرائیور زمین پر بے ہوش پڑا تھا۔ اس کا ہاتھ اڑ گیا تھا۔ ٹائیگر نے یہ دیکھ کر ہاتھ کو ایک بار پھر آگے کی طرف کیا اور اندازے سے فائر کھول دیا۔ فائرنگ کی آواز کے ساتھ ہی انسانی چیخ سنائی دی اور کسی کے نیچے گرنے کا دھماکہ ہوا تو ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا۔ اس کے آگے بڑھتے ہی جوانا بھی اچھل کر سامنے آ گیا لیکن اسی لمحے ٹائیگر پر فائر کھول دیا گیا لیکن ٹائیگر چونکہ بہت سوچ سمجھ کر آگے بڑھا تھا اس لئے وہ تو سامنے کی فائرنگ سے بال بال بچ گیا البتہ جس آدمی نے ٹائیگر پر پہلے فائر کھولا تھا زخمی ہو کر نیچے گر گیا تھا اور سٹاگر وہاں موجود نہ تھا جبکہ

ایک اور آدمی جس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا مسلسل فائر کرتا ہوا ٹائیگر اور جوانا کی طرف دوڑا چلا آ رہا تھا لیکن جوانا اور ٹائیگر دونوں پارکنگ کے ستونوں کی آڑ لے چکے تھے اس لئے مسلسل فائرنگ سے بچ گئے تھے۔ گیس کے اثرات اب تک نہ ہوئے تھے اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہاں بھی اینٹی گیس آلہ نصب ہے۔ پھر عمارت کے اندر سے ایک انسانی چیخ سنائی دی اور کسی کے نیچے گرنے کا دھماکہ بھی سنائی دی۔ جبکہ اس وقت ٹائیگر اور جوانا پر فائرنگ کرنے والا بھی اچھل کر برآمدے کی سائیڈ میں ہو گیا تھا لیکن وہ جوانا کی زد میں تھا اس لئے دوسرے لمحے جوانا کی طرف سے اس پر فائرنگ ہوئی اور وہ چیختا ہوا برآمدے کے فرش پر گرا اور پھر دو تین لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا جبکہ پہلے جو آدمی سٹاگر کے ساتھ کھڑا ہوا تھا اور جس نے ٹائیگر پر فائر کھولا تھا ٹانگوں پر گولیاں کھا کر نیچے پڑا تڑپ رہا تھا اور پھر وہ بھی ساکت ہو گیا تو ٹائیگر ستون کی آڑ سے نکلا اور میٹنگ ہال کی طرف بڑھ گیا تاکہ لارڈ پر قابو پا سکے۔ میٹنگ ہال کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اس کی دہلیز پر سٹاگر کی لاش آدھی اندر کی طرف اور آدھی باہر کی طرف نکلی پڑی تھی۔ ٹائیگر اچھل کر اندر داخل ہوا تو کرسی پر بیٹھے ہوئے لارڈ نے جھٹکا کھایا اور جھٹکے سے اٹھا ہی تھا کہ ٹائیگر کا بازو گھوما اور اس کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کا دستہ پوری قوت سے لارڈ کے سر پر پڑا اور وہ چیختا ہوا کرسی سمیت پہلو کے بل نیچے فرش پر گرا ہی

تھا کہ ٹائیگر کی لات حرکت میں آئی اور نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا لارڈ سر پر ضرب کھا کر ایک بار پھر چیخا اور ساکت ہو گیا۔ ٹائیگر تیزی سے مڑا اور اس نے گرانڈ کے سر پر مشین پسٹل کا دستہ مار دیا تو وہ بھی چیختا ہوا بے ہوش ہو گیا تو ٹائیگر نے سٹاگر کی لاش کو گھسیٹ کر ایک طرف کیا۔ اسے سینے میں گولی لگی تھی اور وہ ہلاک ہو چکا تھا۔ ٹائیگر عمارت سے باہر آیا تو جوانا مشین پسٹل اٹھائے بڑے محتاط انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

”بڑے میٹنگ ہال میں انہیں اکٹھے کر کے وہاں رسی سے باندھنا ہے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”کیوں۔ انہیں گولیاں مارو اور نکل چلو۔ ورنہ فائرنگ کی آوازوں سے پولیس کے آنے کا بھی خطرہ ہے“...... جوانا نے کہا۔

”میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کا آپریشنل ہیڈکوارٹر کہاں ہے تاکہ اس لارڈ کو مجبور کر کے وہاں یہ احکامات دلائے جائیں کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام بند کر دیں“۔ ٹائیگر نے کہا۔

”اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جب لارڈ اور نیچے کے ان تین بڑوں کی لاشیں سامنے آئیں گی تو ان کی بنائی ہوئی تنظیم لارڈز خود بخود ختم ہو جائے گی“...... جوانا نے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ چلو ان کا خاتمہ کرو اور یہاں سے واپس چلیں۔ یہاں کی تلاشی ہم پہلے ہی لے چکے ہیں۔ اس لئے

اس کی بھی ضرورت نہیں''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے آگے بڑھ کر فرش پر پڑے رابرٹ کے سینے پر مشین پسٹل رکھ کر فائر کھول دیا۔ رابرٹ کا جسم چند لمحوں کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا جبکہ ٹائیگر واپس میٹنگ ہال کی طرف بڑھ گیا تاکہ وہاں موجود لارڈ اور گرانڈ کا خاتمہ کیا جا سکے۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو وہاں موجود بلیک زیرو نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔

''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے عمران صاحب۔ اللہ تعالیٰ نے محاورتاً نہیں حقیقتاً آپ کو نئی زندگی دی ہے۔ ہمیں تو ڈاکٹروں نے مایوس کر دیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کہ رحمت بے انتہا ہے''...... بلیک زیرو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ یہ واقعی اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہے اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ نے جوزف کو بھی میرا ساتھی بنایا ہے''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

''جوزف کا آپ کی صحت یابی میں مرکزی کردار رہا ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"پہلے چائے لے آؤ۔ وہاں ہسپتال میں تو ڈاکٹر صدیقی نے میرے چائے پینے پر سخت پابندی لگائی ہوئی تھی"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو مسکراتا ہوا اٹھا اور کچن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے دونوں ہاتھوں میں چائے کی پیالیاں موجود تھیں۔ اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری اپنے سامنے رکھ کر وہ اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"لارڈز کا کیا ہوا۔ صفدر نے کوئی رابطہ کیا ہے یا نہیں"۔ عمران نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ابھی تک تو کوئی رابطہ نہیں کیا۔ میں نے ان کے لئے وہاں انتظامات کر دیئے تھے"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر اور جوانا بھی لارڈز کے پیچھے گئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے بھی ابھی تک کوئی رابطہ نہیں کیا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

"سیکرٹ سروس کا مشن تو پاکیشیائی فارمولا واپس لانا ہے اور یہودیوں کی لیبارٹری تباہ کرنی ہے۔ ٹائیگر اور جوانا کس مشن پر گئے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ لارڈز تنظیم کے خاتمے کے مشن پر گئے ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"وہ عمرو عیار کی زنبیل دینا۔ شاید کوئی حربہ نکل آئے جس سے

تازہ ترین معلومات حاصل ہوسکیں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے سائیڈ پر جھک کر میز کی دراز کھولی اور اس میں سے سرخ جلد والی ضخیم ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ اس ڈائری میں عمران نے فون نمبرز اور پتے وغیرہ درج کئے ہوئے تھے اور وہ اسے مذاق میں عمرو عیار کی زنبیل کہہ دیتا تھا کیونکہ جس طرح عمرو عیار کو اپنی زنبیل میں سے ہر قسم کا حربہ مل جاتا تھا اسی طرح عمران کو بھی کوئی نہ کوئی ایسا انفارمر مل جاتا تھا جو اسے مطلوبہ معلومات مہیا کر سکے۔ عمران کچھ دیر تک ڈائری کھول کر دیکھتا رہا پھر اس نے ایک صفحہ پر نظریں جما دیں۔ پھر اس نے ڈائری بند کی اور اسے میز پر رکھ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے ایکریمین ریاست لوسانو کا رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر دیں"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہوگئی۔

"ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں"...... چند لمحوں بعد ہی نسوانی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیئے

گئے۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ڈالرز کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک اور نسوانی آواز سنائی دی لیکن لہجہ یورپی تھا۔

''میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ ہالتھ سے بات کرائیں''......عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ ہالتھ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ خاصا سخت تھا۔

''پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں یعنی علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''......عمران نے کہا۔

''ارے ارے تم وہی پرنس عمران ہو جس نے مجھے بہت سستے داموں خریدا ہوا ہے''...... دوسری طرف سے اس بار انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں چیختے ہوئے کہا گیا۔

''بقایا قسطیں دو گے تو خرید و فروخت مکمل ہو گی''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ہالتھ بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

''اوکے۔ جب چاہو وصول کر لو''...... ہالتھ نے ہنستے ہوئے کہا۔

''کچھ ہو گا تو وصول بھی کروں گا۔ فی الحال کچھ معلومات چاہئیں''......عمران نے کہا۔

''معلومات۔ کس بارے میں''...... ہالتھ نے حیرت بھرے لہجے

میں کہا۔

''یہودیوں کی بین الاقوامی تنظیم ہے لارڈز جو پوری دنیا میں مسلمانوں کے خلاف کام کر رہی ہے۔ اس کا ایک ہیڈکوارٹر لوسانو میں بھی ہے جس کا انچارج کرنل جیمز ہے۔ انہوں نے پاکیشیا کی ایک لیبارٹری سے فارمولا چوری کیا اور پھر انتہائی قیمتی لیبارٹری بھی تباہ کر دی۔ اس کے خلاف میرے دو ساتھی کام کر رہے تھے کیونکہ میں پچھلے دنوں خاصی سیریس حد تک زخمی ہو گیا تھا۔ اس لئے اس آپریشن کے لئے خود نہیں جا سکا اور ان دونوں ساتھیوں کی طرف سے بھی کوئی رپورٹ نہیں ملی اور ان سے رابطہ اس لئے نہیں کرنا چاہتا کہ نجانے وہ کس پوزیشن میں ہوں''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''تو ایک یورپی اور ایک ایکریمین حبشی تمہارے ساتھی تھے پھر تو ایسا ہونا ہی چاہئے تھا۔ ہم خواہ مخواہ حیران ہو رہے تھے کہ محض دو آدمیوں نے اس بین الاقوامی اور انتہائی طاقتور تنظیم کو تنکوں کی طرح بکھیر کر رکھ دیا ہے''...... ہالتھ نے کہا تو عمران کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''کیا ہوا ہے۔ مجھے تو بتاؤ''......عمران نے کہا۔

''تمہارے ساتھیوں نے پہلے کرنل جیمز کا خاتمہ کر دیا پھر انہوں نے مزید کارروائی کی اور لارڈز کے بڑے جن میں رابرٹ، گرانٹ، رچرڈ اور لارڈز تنظیم کا سب سے بڑا عہدیدار اور بورڈ آف گورنرز کا

چیئرمین لارڈ ہاٹ مین سب کو ہلاک کر دیا۔ یہاں لارڈز کا ایک خفیہ میٹنگ ہال ہے وہاں لارڈز کی خفیہ میٹنگز ہوتی ہیں۔ وہاں میٹنگ ہو رہی تھی اور لارڈز کے یہ چاروں بڑے وہاں اکٹھے تھے کہ وہاں فائرنگ کی آوازیں سنی گئیں۔ پولیس کو اطلاع ملی تو پولیس وہاں پہنچی تو وہاں قتل عام کیا گیا تھا۔ لارڈ ہاٹ مین، گرانڈ، رچرڈ اور رابرٹ چاروں کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا۔ ان کے ساتھ ہی میٹنگ ہال کا انچارج سٹاگر اور لارڈ ہاٹ مین کے ڈرائیور کی لاشیں پڑی تھیں۔ اس طرح لارڈز کے تمام بڑے ہلاک ہو گئے اور لارڈز تنظیم بکھر گئی اور ہر گروہ نے اپنی اپنی علیحدہ تنظیمیں بنا لیں۔ بہرحال لارڈز تنظیم ختم ہو گئی۔ ہم حیران تھے کہ یہ کون لوگ ہیں جنہوں نے اتنی بڑی کارروائی انفرادی طور پر کر دی ہے لیکن اب تم نے بتایا ہے کہ یہ تمہارے ساتھی تھے تو اب حیرت ختم ہو گئی ہے''...... ہالتھ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تمہاری پہلی قسط ادا شد۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور میز پر پڑی ڈائری اٹھا کر اس کی ورق گردانی شروع کر دی اور پھر ایک بار پھر اسے میز پر رکھ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''یہاں سے کاسان آئی لینڈ کا رابطہ نمبر دیں''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''یس''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''گولڈن کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''فریڈرک سے بات کراؤ۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ فریڈرک بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد مردانہ آواز میں قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے رک رک کر اور ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ مجھے یاد آ رہا ہے۔ اوہ ہاں۔ مجھے یاد آ گیا۔ آپ

نے تو رابطہ ہی نہیں کیا اور میرے پاس آپ کا نمبر ہی نہ تھا۔ شاید چار پانچ سال بعد آپ نے رابطہ کیا ہے''...... دوسری طرف سے فریڈرک نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس لئے رابطہ نہیں کیا تھا کہ تمہاری یادداشت کو چیک کر سکوں لیکن شکر ہے کہ تمہاری یادداشت قابل داد ہے''...... عمران نے کہا تو فریڈرک بے اختیار ہنس پڑا۔

''اب بھی آپ اگر ڈگریاں نہ بتاتے تو شاید میری یادداشت کام نہ کرتی''...... فریڈرک نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

''چلو شکر ہے کہ میری ڈگریاں کسی کام کی تو ثابت ہوئیں''۔ عمران نے کہا تو فریڈرک ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''او کے۔ اب بتاؤ کہ فون کیوں کیا ہے''...... فریڈرک نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''کاسان میں لارڈز کی ایک خفیہ لیبارٹری ہے۔ اس کے بارے میں تمہارے پاس کوئی ٹپ ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیسی ٹپ۔ وضاحت کریں''...... فریڈرک نے کہا۔

''اس لیبارٹری میں پاکیشیا کا سائنسی فارمولا اڑا کر رکھا گیا ہے اور ہم نے اسے واپس لانا ہے''...... عمران نے کہا۔

''کاسان میں واقعی لیبارٹری تھی۔ میں نے ''تھی'' کہا ہے اس کا مطلب ہے کہ پہلے تھی لیکن اب نہیں ہے''...... فریڈرک نے کہا۔

''کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں''...... عمران نے جان بوجھ کر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا حالانکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ صفدر اور اس کے ساتھیوں نے مشن مکمل کر لیا ہے۔

''یہ لیبارٹری خفیہ بھی تھی اور ناقابل تسخیر بھی تھی لیکن پھر اچانک ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ یہ لیبارٹری مکمل عمارت سمیت فضا میں تنکوں کی طرح بکھر گئی۔ اس قدر خوفناک دھماکہ ہوا کہ سارے جزیرے پر جیسے قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔ بلڈنگز کے شیشے ٹوٹ گئے۔ ایک دو پرانی عمارتیں گر بھی گئیں۔ اس لیبارٹری میں اٹھارہ سائنسدان اور عملے کے دوسرے افراد موجود تھے وہ سب ہلاک ہو گئے البتہ یہ ناقابل یقین بات بھی سامنے آئی ہے کہ جتنی بھی لاشیں ملی ہیں ان سب کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے اور بعد میں لیبارٹری تباہ ہوئی ہے۔ یہ سب کیسے ہوا۔ ابھی اس پر تحقیق ہو رہی ہے جہاں تک آپ اپنے فارمولے کی بات کر رہے ہیں تو اب آپ اسے بھول جائیں۔ وہاں موجود ہر چیز تباہ ہو چکی ہے''۔ فریڈرک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ شکریہ''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ صفدر اور اس کے ساتھی بھی کامیاب رہے ہیں اور ٹائیگر اور جوانا بھی۔ لیکن ابھی کسی طرف سے بھی کوئی رپورٹ نہیں آئی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''رپورٹ چھوڑو۔ رپورٹ تو آتی رہے گی۔ اصل بات یہ ہے

کہ یہودیوں کی بین الاقوامی تنظیم لارڈز ختم ہو گئی ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ تین چار ہیڈز مرنے سے اتنی بڑی تنظیم کیسے ختم ہو سکتی ہے۔ میں یہ بات نہیں سمجھا''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''اصل میں تم نے تنظیموں کو مختلف ورکس کے لحاظ سے کبھی تقسیم نہیں کیا۔ ویسے تو ایسی بے شمار تنظیمیں ہوں گی جو اسلحہ، ڈرگ، منشیات اور نجانے کیا کیا ایک ملک سے دوسرے ملکوں میں سمگل کرتی ہیں۔ ان کے خلاف سیکرٹ سروس کام نہیں کرتی۔ سیکرٹ سروس ایسی تنظیموں کے خلاف کام کرتی ہے جو ملکوں اور حکومتوں کے خلاف کام کرتی ہیں۔ یہ لارڈز ایسی تنظیم تھی جو اسلحہ اور ڈرگ کے ساتھ ساتھ ملکوں اور حکومتوں کے خلاف کام کرتی تھی تاکہ یہودیوں اور اسرائیل کو فائدہ پہنچا سکے۔ اب آؤ دوسرے پہلو کی طرف۔ تنظیم میں ریڑھ کی ہڈی چند لوگ ہی ہوتے ہیں جو ان تنظیموں کی سمت متعین کرتے ہیں اور انہیں اپنے کنٹرول میں رکھ کر ملکوں اور حکومتوں کے خلاف کام ان سے کراتے ہیں ورنہ ان کے نیچے لوگ جرائم کی دنیا میں کام کرنے کے زیادہ شوقین ہوتے ہیں کیونکہ وہاں سے انہیں بے حد دولت ملتی ہے جبکہ ملکوں اور حکومتوں کے خلاف کام کرنے میں کام زیادہ اور اس لحاظ سے خطرہ بھی زیادہ لیکن معاوضہ کم ملتا ہے اسی لئے ایسی تنظیموں کے بڑوں کو اگر ہٹا دیا

جائے تو نیچے کے لوگ جرائم کی طرف پلٹ جاتے ہیں۔ یہی کام لارڈز کا ہے۔ اس کے سیاسی ونگ میں کام کرنے کے لئے لارڈ ہاٹ مین اور اس کے چند ساتھیوں کا نام تھا۔ اب جبکہ یہ لوگ ہٹ گئے ہیں تو اب یہ تنظیم صرف جرائم کی حد تک رہ جائے گی اور یہی ہماری کوشش تھی''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا کیونکہ جب وہ دانش منزل میں موجود ہوتا تھا تو فون خود سنتا تھا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''صفدر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو صفدر نے مختصر طور پر بتا دیا کہ انہوں نے کیسے مشن مکمل کیا ہے۔

''گڈ۔ صالحہ سے کہو کہ وہ تحریری رپورٹ جمع کرائے''۔ عمران نے کہا۔

''یس سر۔ وہ رپورٹ تیار کر رہی ہے۔ اس لئے وہ جولیا سے مدد لے رہی ہے۔ ویسے ہماری کامیابی عمران صاحب کی وجہ سے ہے۔ مشن کے آخری حصے میں ہم لیبارٹری کے اندر پھنس کر رہ گئے تھے لیکن کیپٹن شکیل نے عمران کو ذہن میں رکھ کر ایسا کام کیا کہ ہم بچ کر نکل گئے۔ ویسے ہم نے کام بھی عمران صاحب کی ہدایات پر

عمل کرتے ہوئے کیا ہے‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’انسان ناگزیر نہیں ہوتے۔ عمران تمہارے اعصاب پر سوار ہو گیا ہے اسے جھٹک دو اور خود ہر معاملے سے نمٹنے کی عادت ڈالو جس طرح اس بار ہوا ہے‘‘...... عمران نے چیف کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

’’یس سر۔ لیکن ہم کچھ بھی کر لیں۔ عمران صاحب بہرحال ہم سے بہت آگے ہیں‘‘...... صفدر نے دوٹوک لہجے میں کہا۔

’’تمہارا مطلب ہے کہ عمران کو مستقل طور پر سیکرٹ سروس سے علیحدہ کر دیا جائے۔ او کے۔ میں اس پر سوچوں گا‘‘...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

’’عمران صاحب۔ آپ کو خوش ہونا چاہئے کہ آپ کے ساتھی آپ کو اتنا چاہتے ہیں‘‘...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

’’ساتھی تو چاہتے ہیں لیکن اب کیا کہوں۔ اسے بھی تو خوش ہونا چاہئے جو مجھے بھاری مالیت کا چیک دے سکتا ہو۔ وہ تو مجھے ہمیشہ کے لئے سیکرٹ سروس سے علیحدہ کرنے کی دھمکی دے رہا ہے‘‘۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک یادگار اور تیز رفتار ایڈونچر

مکمل ناول

راک فیلڈ

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

راک فیلڈ — اسرائیلی ایجنسی کا ٹاپ ایٹ ایجنٹ۔ جو لیڈی ایجنٹ کے ہمراہ پاکیشیا ایک اہم مشن پر آیا تھا۔

راک فیلڈ — جسے پاکیشیا میں ایک سیاح کی تلاش تھی۔ وہ سیاح کون تھا اور راک فیلڈ اسے کیوں تلاش کرتا پھر رہا تھا —؟

راک فیلڈ — جس نے ٹائیگر کو گولی مار دی اور پھر —؟

مونالیزا — ایک سیاہ فام دبلی پتلی لڑکی جس سے عمران مرعوب ہو گیا تھا۔ کیوں

بلیک کرسٹان — ایک ایسی نایاب دھات جو واقعی پاکیشیا کی قسمت بدل سکتی تھی۔

بلیک کرسٹان — جو بار بار عمران کے ہاتھ لگتی تھی اور پھسل جاتی تھی۔

کیا — عمران اور اس کے ساتھی بلیک کرسٹان حاصل کر سکے یا راک فیلڈ اور اس کی ساتھی ایجنٹ انہیں ڈاج دے کر بلیک کرسٹان لے کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے —؟

تیز رفتار اور نان سٹاپ ایکشن پر لکھا گیا ایک حیرت انگیز ناول

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں ایک منفرد اور دلچسپ ناول

مکمل ناول

ون ٹو ون

مصنف مظہر کلیم ایم اے

کراؤز' ایکریمیا کی ایک خصوصی ایجنسی جو پاکیشیا کی ایک لیبارٹری تباہ کرنا چاہتی تھی۔

جارج اور ریٹا ....

کراؤز کے دو معروف ایجنٹ۔ جو کراؤز کا مشن مکمل کرنے کے لئے پاکیشیا آئے۔ لیکن ——؟

جارج اور ریٹا ....

جنہوں نے لیبارٹری میں داخل ہونے کی سرتوڑ کوششیں کیں لیکن ان کا ہر راستہ بند کر دیا گیا۔ پھر ——؟

عمران اور ٹائیگر ....

دونوں جارج اور ریٹا کو ٹریس کرنے کے لئے کوششیں کرتے رہے لیکن ہر بار وہ ان کے ہاتھوں سے پھسل جاتے۔ کیوں؟

عمران اور ٹائیگر ....

دونوں جارج اور ریٹا کا صرف تعاقب ہی کرتے رہ گئے ۔ جبکہ انہوں نے آخرکار لیبارٹری میں داخل ہونے اور لیبارٹری کو تباہ کرنے کا راستہ تلاش کر ہی لیا۔ پھر ——؟

وہ لمحہ ☆☆☆ جب جارج اور ریٹا نے نہ صرف اپنا مشن مکمل کرلیا بلکہ انتہائی اطمینان سے مکمل کر لیا جبکہ عمران اور ٹائیگر صرف تعاقب کرتے ہی رہ گئے۔ کیوں ——؟

پورے مشن میں عمران اور ٹائیگر

اور جارج اور ریٹا کا کبھی ٹکراؤ نہ ہوا۔ کیوں؟

وہ لمحہ ☆☆☆ جب پہلی بار عمران اور ٹائیگر کا ایکریمین ایجنٹوں سے ون ٹو ون ٹکراؤ ہوا۔ لیکن ایکریمین ایجنٹس اپنا مشن مکمل کر چکے تھے۔ کیا واقعی مشن مکمل ہو چکا تھا۔ یا ——؟

وہ لمحہ ☆☆☆ جب عمران نے جارج سے ون ٹو ون ملاقات کی اور پھر سب کچھ عمران نے حاصل کرلیا۔ کیا اور کیسے ——؟

انتہائی دلچسپ، منفرد اور حیرت انگیز انداز کی کہانی

ناشران

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

کتب منگوانے کا پتہ

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Ph 061-4018666

Mob0333-6106573

عمران سیریز میں سسپنس اور ایکشن سے بھرپور منفرد ناول

مکمل ناول

گولڈ سرکل

مصنف

ارشاد العصر جعفری

ڈاکٹر گولڈ — ایک ایسا سائنسدان جس نے دنیا بھر کی معیشت کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنایا اور پاکیشیا سمیت کئی ممالک اس منصوبے کی لپیٹ میں آ گئے۔

ڈاکٹر گولڈ — جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کی موجودگی میں پاکیشیا میں کامیاب کارروائیاں کرنے لگا۔

ڈاکٹر گولڈ — جس کے بارے میں دنیا کا کوئی شخص نہیں جانتا تھا۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ڈاکٹر گولڈ کی تلاش میں سرگرداں تھی لیکن اس کا کہیں نام ونشان نہیں تھا۔

ڈاکٹر گولڈ — جس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی موجودگی میں پاکیشیا کے مرکزی بینک سے اربوں ڈالرز کے سونے کے ذخائر چوری کر لئے۔ کیسے —؟

جزیرہ مارکن — جہاں قدم رکھتے ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم پر بموں کی بارش کر دی گئی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کیا انجام ہوا —؟

ایک یادگار ناول جو مدتوں یاد رکھا جائے گا۔

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ **ملتان**

Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں چونکا دینے والا انتہائی دلچسپ ناول

مکمل ناول

ڈائمنڈ ہارٹ

مصنف

ظہیر احمد

ڈائمنڈ ہارٹ — ایک ایسا ڈائمنڈ جسے کمپیوٹر ڈرائیو کی طرز پر بنایا گیا تھا۔

ڈائمنڈ ہارٹ — جس میں سرسلطان پاکیشیا کے تمام اداروں کی معلومات ایک جگہ اکٹھی کرنا چاہتے تھے۔

عامر جبران — سرسلطان کا بھانجا۔ جس نے سرسلطان کی موجودگی میں سیکرٹ سنٹر سے ڈائمنڈ ہارٹ چوری کر لیا۔ کیوں —؟

عامر جبران — جس نے گریٹ لینڈ کی ایک پرنسز کے لئے ڈائمنڈ ہارٹ چوری کیا تھا۔ کیوں —؟

پرنسز مارگریٹ — جو گریٹ لینڈ کی ایک طاقتور ایجنسی کی لیڈی ایجنٹ تھی۔

پرنسز مارگریٹ — جس نے عامر جبران سے ڈائمنڈ ہارٹ حاصل کرتے ہی اسے ہلاک کرا دیا۔ کیوں —؟

گریٹ ایجنسی — گریٹ لینڈ کی ایک تیز رفتار اور خوفناک ایجنسی جس کا چیف ایک لارڈ تھا۔

لارڈ ٹیموتھی — گریٹ ایجنسی کا چیف۔ جو درندوں سے زیادہ خونخوار اور وحشیوں سے زیادہ بے رحم تھا۔

ڈینجر مین — ایک ایسا کرمنل۔ جس نے گریٹ لینڈ کے ایک جنگل میں لارڈ

عمران سیریز میں ایک دلچسپ، منفرد اور یادگار ناول

مکمل ناول

سپیشل نمبر

کالی دنیا

مصنف مظہر کلیم ایم اے

کالی دنیا = کالے جادو کی دنیا جس میں شیطان کی بڑی اور طاقتور قوتیں ملوث تھیں۔

کالی دنیا = پاکیشیا اور کافرستان کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے لاکھوں کالے جادو کے ماہر جو عوام الناس کو کالے جادو کی مدد سے سیدھے راستے سے ہٹا دینے میں صدیوں سے مصروف ہیں۔

کالا جادو = گندگی، بدروحوں، بھوتوں اور شیطانوں پر مبنی ایسا جادو جسے سریع الاثر اور انتہائی طاقتور سمجھا جاتا ہے۔

کالا جادو = جس کا شکار مردوں کی نسبت عورتیں زیادہ ہوتی ہیں۔ کیوں —؟

کالا جادو = جس کے خلاف عمران، صفدر اور کیپٹن شکیل نے مشترکہ جدوجہد کی۔ پھر —؟

وہ لمحہ = جب جولیا، صالحہ اور تنویر نے کالے جادو کے خلاف کام کرنے سے انکار کر دیا۔ کیوں؟ کیا وہ بھی کالے جادو کا شکار ہو گئے تھے۔ یا —؟

ٹیموتھی سے بچنے کے لئے اپنے بے شمار ساتھیوں کے ساتھ پناہ لے رکھی تھی۔

وہ لمحہ ⇐ جب عمران اور اس کے ساتھی ڈینجر مین اور اس کے کرائم ٹرائب پہنچ گئے۔

وہ لمحہ ⇐ جب پرنسز مارگریٹ اپنے چیف لارڈ ٹیموتھی اور لارڈ ٹیموتھی، پرنسز مارگریٹ کو ہلاک کرنے پر تل گئے۔ کیوں —؟

وہ لمحہ ⇐ جب پرنسز مارگریٹ کے حکم پر کرائم ٹرائب میں موجود تمام کرمنلز اور عمران اور اس کے ساتھیوں پر میزائل برسائے گئے اور سارا جنگل آگ سے بھڑک اٹھا۔

لارڈ فورٹ ⇐ جسے لارڈ ٹیموتھی نے ناقابلِ تسخیر بنا رکھا تھا۔

وہ لمحہ ⇐ جب عمران اور اس کے ساتھی لارڈ فورٹ میں داخل ہو کر لارڈ ٹیموتھی کی قید میں پہنچ گئے۔

وہ لمحہ ⇐ جب لارڈ نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو نئے انداز کی بھیانک موت سے ہمکنار کرنا شروع کر دیا۔

وہ لمحہ ⇐ جب مشن مکمل ہونے کے بعد عمران اور اس کے ساتھیوں کو علم ہوا کہ وہ جس ڈائمنڈ ہارٹ کو حاصل کرنے گریٹ لینڈ آئے تھے وہ نقلی تھا۔

اصلی ڈائمنڈ ہارٹ کہاں تھا۔ کیا وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو مل سکا۔ یا —؟

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

کالو کاریگر — پاکیشیا میں کالے جادو کا سب سے بڑا عامل جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک شیطانی کنویں میں قید کر دیا۔ پھر کیا ہوا ——؟

راج کالا — کافرستان میں کالے جادو کا سب سے بڑا عامل جو انسانوں کا خون پیتا تھا اور جو پوری قوت سے عمران اور اس کے ساتھیوں سے ٹکرا گیا۔ پھر کیا ہوا ——؟

کلجگ — کالے جادو کی مرکزی مورتی جسے تباہ کرنے سے کالے جادو کا تار و پود بکھر جاتا لیکن عمران اور اس کے ساتھی اس تک پہنچ جانے کے باوجود کالے جادو کے خطرناک حربے کا شکار ہو گئے۔ کیوں اور کیسے۔ انجام کیا ہوا ——؟

کالے جادو کی گندی اور خوفناک طاقتوں اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ایسی جنگ جو روشنی اور اندھیرے کی جنگ تھی۔
لیکن انجام کیا ہوا؟

سحر و فسوں میں لپٹی ایک ایسی جدوجہد جس کا ہر لمحہ یادگار ثابت ہوا

ناشران
خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

کتب منگوانے کا پتہ
ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Ph 061-4018666
Mob0333-6106573